Spot CMYK#Waheed

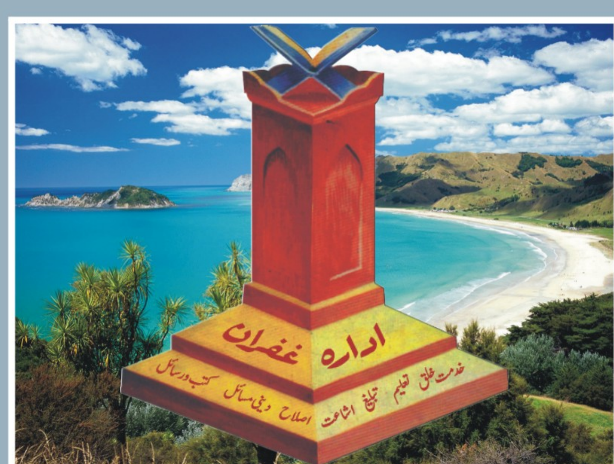

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا
حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ
وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس مفتی محمد امجد حکیم محمد فیضان غفار الحق

فی شمارہ.......... 25 روپے
سالانہ.......... 300 روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
الحاج غلام علی فاروق
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ وچھڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....سیاسی رسہ کشی اور میڈیا کا کردار..........مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط142)........بیویوں سے ایلاء کرنے کا حکم..........// // 5

درسِ حدیث ....اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرنے کا حکم..........// // 14

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

ملفوظات..........مفتی محمد رضوان 19

اہلِ جنت کی آٹھ صفات..........مفتی محمد امجد حسین 24

برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ (قسط2)..........// // 30

حکیم محمد فیضان صاحب مرحوم..........مولانا طلحہ مدثر 34

ماہِ رجب: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات..........مولانا طارق محمود 38

علم کے مینار: .... آپ کے متعلق ائمہ کی آراء..........مولانا غلام بلال 40

تذکرۂ اولیاء: ....حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ..........مولانا محمد ناصر 43

پیارے بچو!..........غیبت اور بہتان (قسط1)..........حافظ محمد ریحان 45

بزمِ خواتین ....ازواج مطہرات کے نکاح (قسط3)..........مولانا طلحہ مدثر 47

آپ کے دینی مسائل کا حل...... جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق (قسط3)...ادارہ 56

کیا آپ جانتے ہیں؟.. ٹیلی فون وموبائل فون استعمال کرنے کے آداب ...مفتی محمد رضوان 68

عبرت کدہ .... واقعہ قتل کے بعد حضرت موسیٰ کا رجوع الی اللہ....مولانا طارق محمود 74

طب وصحت.......چند عام بیماریاں اور اُن کا آسان علاج (قسط1)......مفتی محمد رضوان 77

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز..........مولانا محمد امجد حسین 86

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..........حافظ غلام بلال 89

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

سیاسی رسہ کشی اور میڈیا کا کردار

ہمارے یہاں کی سیاسی روایت کچھ اس طرح کی پڑ گئی ہے کہ اکثر و بیشتر حالات واوقات میں سیاسی دنیا کے اندر ایک بھونچال سا قائم رہتا ہے، اور ایک دوسرے کے ساتھ رسہ کشی کا سلسلہ جاری رہتا ہے، سیاسی حلقوں نے جس طرح ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے اور ایک دوسرے پر بے جا الزام و بہتان تراشی کا طرزِ عمل اپنایا ہوا ہے، یہ کردار تو ایک عام انسان کے لئے بھی زیب نہیں دیتا، چہ جائیکہ لیڈرانِ قوم کو یہ طرزِ عمل زیب دے۔

پہلے دور میں جب اخباری دنیا کا سلسلہ قائم نہیں تھا، اس وقت تک تو عوام کو سیاست سے وابستہ افراد کی اس طرح کی سیاسی رسہ کشی سے آگاہی مشکل سے حاصل ہوتی تھی، مگر اخبارات کا سلسلہ قائم ہونے کے بعد عوامی دنیا میں بھی اس کے اثرات پڑنا شروع ہوگئے۔

اور اب جبکہ ٹیلی ویژن وغیرہ کی شکل میں مختلف سلسلے اور پروگرام معاشرے میں جاری ہو چکے ہیں، اور ان کو گلی گلی اور گھر گھر میں پہنچایا جارہا ہے، اس قسم کی خبروں سے نہ صرف یہ کہ عوام کو لمحہ بہ لمحہ آگاہ کرنے کی کوششیں کی جاتی ہیں، بلکہ خبر رساں اداروں کی طرف سے خوب نمک مرچ لگا کر عوام کے سامنے اس طرح سے خبریں پیش کی جاتی ہیں کہ جس سے ایک طرف تو عوام کو اپنے حکمرانوں سے بدظنی پیدا ہوتی ہے، اور اسی کے ساتھ عوام الناس میں سخت اضطراب و بے چینی کی فضا قائم ہوتی ہے، اور غیر یقینی فضاء سامنے آنے سے لوگوں کو یکسوئی کے ساتھ اپنے کام کاج اور معمولات کو انجام دینا مشکل ہو جاتا ہے۔

اس صورتِ حال کے تناظر میں ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے یہاں کی سیاسی رسہ کشی اور مزید براں اس میں میڈیا کے رنگ بھرنے کا کردار نہایت مایوس کن اور پریشان کن ہے۔

اولاً تو ہمارے یہاں عدمِ برداشت کا جو مزاج بن گیا ہے، اس سے سیاست کا میدان بھی محفوظ نہیں، اقتدار سے باہر بیٹھنے والے سیاسی طبقات ہر لمحہ سیاسی اقتدار میں بیٹھی جماعت کی مخالفت کو اپنا اصل مقصد اور کامیابی کا ذریعہ تصور کرتے ہیں، جس کے بعد سیاسی اقتدار کی حامل جماعت کو اس کا دفاع کرنا ضرورت

بن جاتا ہے،اوراس صورتِ حال کے نتیجہ میں ملک وملت کی ترقی وفلاح کے لئے تمام سیاسی طبقات کومل کر جس کام کے کرنے کی ضرورت تھی، وہ کھٹائی میں پڑ جاتا ہے،اور ملک مزید تنزلی میں گرتا اور دلدل میں پھنستا چلا جاتا ہے،اوپر سے میڈیا کا کردار رہی سہی کسر پوری کر دیتا ہے۔

میڈیا کے پروگراموں میں وقتاً فوقتاً اور ذرا سا کوئی حادثہ اور واقعہ پیش آ جانے پر مختلف سیاسی پارٹیوں کے مقتدر طبقات کوایک دوسرے کے مقابلہ میں بٹھلا کراور لا کر پوری قوم کے سامنے مرغانِ جنگی کا کھیل اور تماشا بنا کر پیش کیا جاتا ہے،اورایک دوسرے کے خلاف خوب اُکسایا اور بھڑکایا جاتا ہے۔

ہمارے نزدیک میڈیا کا یہ کردار ملک وملت کے لئے سخت نقصان دہ اورمہلک ثابت ہورہا ہے،اس قسم کے پروگراموں میں آنے والے افراد،ایک دوسرے کے خلاف دل کھول کر بغض وعداوت کا زہر اگلتے ہیں، اور بہتان والزام تراشی کی تمام حدوں کو پار کردیتے ہیں،اوراس طرح کے پروگراموں کو منعقد اور نشر کرنے والے میڈیا کے ذمہ دار اس کردار کے بڑے مجرم شمار ہوتے ہیں،کسی مسلمان کو دوسرے کے خلاف بھڑکانا اورالزام وبہتان تراشی کے مواقع فراہم کرنا اور پھراس طرح کی چیزوں کوعوام کے سامنے نشر کرنا شرعی واخلاقی اعتبار سے بڑے بڑے جرائم اور کبیرہ گناہوں کی فہرست میں داخل ہیں۔

اس لئے اس طرح کے پروگراموں کو نشر کرنا اور ان میں حصہ لینا وشرکت کرنا، بلکہ اس طرح کے پروگراموں کوسننا پڑھنااور دیکھنا دنیا کے اعتبار سے نقصان دہ ہونے کے علاوہ شرعاً بھی جائز نہیں۔

اوران حالات میں تمام سیاسی پارٹیوں اور جماعتوں کے افراد پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کی عزت وآبرو پر کیچڑ اچھالنے اور بہتان تراشی والزام تراشی کرنے اور باطل کا ساتھ دینے کے طرزِعمل سے اپنے آپ کو بچائیں اور مہذب قوم کا کردار ادا کریں،اور میڈیا کے ذمہ داران اس قسم کی چیزوں اور پروگراموں کی نشرواشاعت کرنے سے اپنے آپ کو دور رکھیں،اورعوام الناس کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اس قسم کے پروگراموں اور خبروں کو سننے، پڑھنے اور دیکھنے سے اپنے آپ کو بچا کر اپنی دنیا وآخرت کوخراب ہونے سے محفوظ رکھیں،اوران پروگراموں میں اپنا وقت وصلاحیتوں کوخرچ کرنے کے بجائے مفید اور دنیا وآخرت کے اعتبار سے کارآمد چیزوں میں صرف کریں۔

اللہ تعالیٰ ہرطرح کی بے اعتدالیوں سے پوری قوم کی حفاظت فرمائے۔آمین۔

(سورہ بقرہ قسط142، آیت226و227) مفتی محمد رضوان

بیویوں سے ایلاء کرنے کا حکم

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِنْ فَاءُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ . وَإِنْ عَزَمُوْا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (سورة البقرة، رقم الآيات ٢٢٦ و ٢٢٧)

ترجمہ: ان لوگوں کے لئے جو ایلاء کرتے ہیں، اپنی بیویوں سے، ٹھہرے رہنا ہے چار ماہ تک، پھر اگر وہ رجوع کریں، تو بے شک اللہ غفور ہے، رحیم ہے۔ اور اگر وہ عزم کریں، طلاق کا، تو بے شک اللہ خوب سننے والا ہے، خوب جاننے والا ہے (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

مذکورہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے بیویوں سے ''ایلاء'' کرنے کا حکم بیان فرمایا ہے کہ جو لوگ اپنی بیویوں سے ''ایلاء'' کرلیں، یعنی اپنی بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم اٹھالیں، خواہ مدت مقرر کئے بغیر یا چار ماہ سے زیادہ مدت مقرر کرکے، تو وہ لوگ اگر چار مہینے گزرنے سے پہلے رجوع کرلیں یعنی اپنی قسم کو توڑ کر عورت سے تعلقات بحال کرلیں، تب تو نکاح میں کوئی خلل نہیں آئے گا، اور قسم کا کفارہ ادا کرنے پر اللہ اپنی رحمت سے خوامخواہ حلال چیز سے رکنے پر قسم اٹھانے کے گناہ کو معاف کردے گا، اور اگر بیویوں پر طلاق واقع کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا، تو پھر چار مہینے کے بعد طلاق کا حکم ہوگا، اور اللہ کو لوگوں کے ارادوں کا خوب علم ہے، اور جو بات ایلاء وغیرہ کی زبان سے کہی جائے، وہ بھی اللہ کے علم میں ہے۔[1]

لغت میں ایلاء کے معنیٰ قسم کھانے کے آتے ہیں۔[2]

---

[1] (للذين يؤولون من نسائهم) أى يحلفون أن لا يجامعوهن (تربص) انتظار (أربعة أشهر فإن فاء وا) رجعوا فيها أو بعدها عن اليمين إلى الوطء (فإن الله غفور) لهم ما أتوه من ضرر المرأة بالحلف (رحيم) بهم(وإن عزموا الطلاق) أى عليه بأن لا يفيئوا فليوقعوه (فإن الله سميع) لقولهم (عليم) بعزمهم المعنى ليس لهم بعد تربص ما ذكر إلا الفيئة أو الطلاق(تفسير الجلالين، ص٤٨، سورة البقرة)

[2] الإيلاء فى اللغة معناه :الحلف مطلقا، سواء أكان على ترك قربان الزوجة أم على شيء آخر، مأخوذ من آلى على كذا يولى إيلاء وألية :إذا حلف على فعل شيء أو تركه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٧، ص ٢٢١، مادة "ايلاء")

اورشریعت کی خاص زبان میں ایلاء کے معنیٰ ''بیوی کے پاس مخصوص مدت تک نہ جانے یعنی اپنی بیوی سے جماع وصحبت نہ کرنے کی قسم کھانے'' کے آتے ہیں۔ [1]

اوراکثر فقہائے کرام کے نزدیک ایلاء اس صورت میں ہی معتبر ہوتا ہے، جب کہ بغیر مدت مقرر کئے ہوئے یا کم ازکم چار ماہ تک بیوی سے جماع نہ کرنے کی قسم اٹھائی ہو۔ [2]

---

[1] والإيلاء في الاصطلاح -يعرفه الحنفية -أن يحلف الزوج بالله تعالى، أو بصفة من صفاته التي يحلف بها، ألا يقرب زوجته أربعة أشهر أو أكثر، أو أن يعلق على قربانها أمرا فيه مشقة على نفسه، وذلك كأن يقول الرجل لزوجته :والله لا أقربك أربعة أشهر، أو ستة، أو يقول :والله لا أقربك أبدا، أو مدة حياتي، أو والله لا أقربك ولا يذكر مدة، وهذه صورة الحلف بالله تعالى، أما صورة التعليق، فهو أن يقول :إن قربتك فلله علي صيام شهر، أو حج، أو إطعام عشرين مسكينا، ونحو ذلك مما يكون فيه مشقة على النفس، فإذا قال الزوج شيئا من هذا اعتبر قوله إيلاء .أما إذا امتنع الرجل من قربان زوجته بدون يمين، فإنه لا يكون إيلاء ، ولو طالت مدة الامتناع حتى بلغت أربعة أشهر أو أكثر، بل يعتبر سوء معاشرة يتيح لزوجته طلب الفرقة عند بعض الفقهاء ، إذا لم يكن هناك عذر يمنع من قربانها .وكذلك لو حلف الزوج بغير الله تعالى كالنبي والولي ألا يقرب زوجته، فإنه لا يكون إيلاء ؛ لأن الإيلاء يمين، والحلف بغير الله تعالى ليس يمينا شرعا؛ لقول النبي صلى الله عليه وسلم :من كان حالفا فليحلف بالله أو ليصمت .

ومثل هذا لو علق الرجل على قربان زوجته أمرا ليس فيه مشقة على النفس، كصلاة ركعتين أو إطعام مسكين، لا يكون إيلاء .

وكذلك لو كانت المدة التي حلف على ترك قربان الزوجة فيها أقل من أربعة أشهر لا يعتبر إيلاء ، وذلك لقول الله تعالى :(للذين يؤلون من نسائهم تربص أربعة أشهر) فإنه سبحانه ذكر للإيلاء في حكم الطلاق مدة مقدرة هي أربعة أشهر، فلا يكون الحلف على ما دونها إيلاء في حق هذا الحكم.

وقد وافق الحنفية -في أن الإيلاء يكون بالحلف بالله تعالى وبالتعليق -المالكية، والشافعي في الجديد، وأحمد بن حنبل في رواية.

وخالف في ذلك الحنابلة في الرواية المشهورة، فقالوا :الإيلاء لا يكون إلا بالحلف بالله تعالى، أما تعليق الطلاق أو العتق أو المشي إلى بيت الله تعالى على قربان الزوجة فإنه لا يكون إيلاء ؛ لأن الإيلاء قسم، والتعليق لا يسمى قسما شرعا ولا لغة، ولهذا لا يؤتى فيه بحرف القسم، ولا يجاب بجوابه، ولا يذكره أهل العربية في باب القسم، وعلى هذا لا يكون إيلاء .

وحجة الحنفية ومن وافقهم :أن تعليق ما يشق على النفس يمنع من قربان الزوجة خوفا من وجوبه، فيكون إيلاء كالحلف بالله تعالى، والتعليق -وإن كان لا يسمى قسما شرعا ولغة -ولكنه يسمى حلفا عرفا (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٧، ص ٢٢١ و ٢٢٢، ماده، إيلاء)

[2] الإيلاء :هو أن يحلف الزوج على الامتناع من وطء زوجته مطلقا أو مدة أربعة أشهر، سواء أكان الحلف بالله تعالى أم بتعليق الطلاق أو العتق أو نحوهما .ولهذا الإيلاء أحكام خاصة مأخوذة من قوله تعالى : (للذين يؤلون من نسائهم تربص أربعة أشهر فإن فاء وا فإن الله غفور رحيم وإن عزموا الطلاق فإن الله سميع عليم (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٧، ص ٢٤٩، مادة''أيمان'')

اوراگراس مخصوص مدت سے کم کے لئے بیوی سے جماع نہ کرنے کی قسم اٹھائی جائے، تو وہ ایلاء نہیں کہلاتا، بلکہ صرف قسم کہلاتی ہے، اوراگراس مدت سے پہلے بیوی سے جماع کرلے، توقسم کا کفارہ دینا پڑتا ہے، ورنہ قسم کا کفارہ بھی نہیں دینا پڑتا، جس کی تائید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ اوراحادیث سے بھی ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَصْبَحْنَا يَوْمًا وَنِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِيْنَ، عِنْدَ كُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ أَهْلُهَا، فَخَرَجْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَإِذَا هُوَ مَلْآنُ مِنَ النَّاسِ، فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَصَعِدَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ غُرْفَةٍ لَهُ، فَسَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، فَنَادَاهُ، فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَطَلَّقْتَ نِسَاءَ كَ؟ فَقَالَ: لَا، وَلٰكِنْ آلَيْتُ مِنْهُنَّ شَهْرًا فَمَكَثَ تِسْعًا وَّعِشْرِينَ ثُمَّ دَخَلَ عَلٰى نِسَائِهٖ (صحيح البخاری، رقم الحديث ۵۲۰۳)

ترجمہ: ایک دن ہم نے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نے رونے کی حالت میں صبح کی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر زوجہ کے ساتھ ان کے گھر والے تھے، میں مسجد میں گیا تو مسجد لوگوں سے بھری ہوئی تھی، پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بالا خانے میں چڑھنے لگے، اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بالا خانہ میں تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سلام کیا، تو ان کو کسی نے جواب نہیں دیا، پھرانہوں نے دوسری مرتبہ سلام کیا پھر بھی کسی نے جواب نہیں دیا، پھرانہوں نے تیسری مرتبہ سلام کیا، پھر بھی کسی نے جواب نہیں دیا، پھران کو اندر سے کسی نے پکارا، تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے، اورعرض کیا کہ کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ میں نے ان سے ایک مہینہ تک ایلاء کیا ہے (یعنی ان سے ایک مہینہ تک جدا رہنے کی قسم کھائی ہے) پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم انتیس دن تک (بیویوں کے پاس جانے سے) رکے رہے، پھراس کے بعد اپنی بیویوں کے پاس تشریف لے گئے (بخاری)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

لَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً أَعُدُّهُنَّ، دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،قَالَتْ بَدَأَ بِيْ ،فَقُلْتُ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّكَ أَقْسَمْتَ أَنْ لَّا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا، وَإِنَّكَ دَخَلْتَ مِنْ تِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ أَعُدُّهُنَّ، فَقَالَ:إِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ (مسلم، رقم الحديث ١٠٨٣ "٢٢")

ترجمہ: جب انتیس راتیں گزر گئیں، جن کو میں شمار کر رہی تھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لے آئے، اور سب سے پہلے میرے پاس تشریف لائے، میں نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول آپ نے تو یہ قسم کھا رکھی ہے کہ ہمارے پاس ایک مہینہ تک تشریف نہیں لائیں، اور میرے حساب کے مطابق آپ انتیس دن کے بعد تشریف لے آئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک (قمری) مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے (مسلم)

اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَفَ لَا يَدْخُلُ عَلٰى بَعْضِ أَهْلِهٖ شَهْرًا، فَلَمَّا مَضٰى تِسْعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ يَوْمًا غَدَا عَلَيْهِنَّ أَوْ رَاحَ، فَقِيْلَ لَهٗ:يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، حَلَفْتَ أَنْ لَّا تَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا؟ قَالَ:إِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعَةً وَّعِشْرِيْنَ يَوْمًا

(بخاری، رقم الحديث ٥٢٠٢)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قسم اٹھائی تھی کہ وہ اپنی بعض بیویوں کے پاس ایک مہینہ تک نہیں جائیں گے، پھر جب انتیس دن گزر گئے، تو اگلے دن صبح یا شام کو ان کے پاس تشریف لے گئے، آپ سے عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے نبی آپ نے تو ان کے پاس ایک مہینہ تک نہ جانے کی قسم اٹھائی تھی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک (قمری) مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے (بخاری)

معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ واصلاح وغیرہ کی بناء پر ایک مہینہ کے لئے اپنی بعض ازواجِ مطہرات کے پاس نہ جانے کی قسم اٹھائی تھی، اور پھر جب قمری مہینہ انتیس دن کا ہو کر مکمل ہو گیا، تو آپ اپنی ازواجِ مطہرات کے پاس تشریف لے گئے، اور آپ کی قسم پوری ہو گئی۔

(كذافي: طرح التثريب في شرح التقريب للعراقي، ج٤، ص ١١٩، كتاب الصيام)

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایلاء وغیرہ کی مدت میں اعتبار قمری یعنی چاند والے مہینہ کا ہوتا ہے۔

جمہور فقہائے کرام کے نزدیک ایلاء معتبر ہونے کے لئے مخصوص مدت کا پایا جانا ضروری ہے۔

اور حنفیہ کے نزدیک ایلاء کی مدت چار ماہ یا اس سے زیادہ ہے، لہٰذا اگر مدت مقرر کئے بغیر یا چار ماہ تک یا چار ماہ سے زیادہ مدت تک بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم اٹھائی جائے، تو وہ ایلاء کہلاتا ہے، اور چار ماہ سے کم مدت تک بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم اٹھائی جائے، تو وہ حنفیہ کے نزدیک ایلاء نہیں کہلاتا، بلکہ قسم کہلاتی ہے، اور اس صورت میں قسم پوری کر لی جائے، یعنی اس مدت تک بیوی کے پاس نہ جایا جائے، تو نہ تو ایلاء ہوتا اور نہ ہی قسم کا کفارہ دینا پڑتا، اور اگر اس مدت سے پہلے بیوی کے پاس چلا جائے، تو صرف قسم کا کفارہ دینا پڑتا ہے۔

اور حنفیہ کے علاوہ دیگر جمہور فقہائے کرام (یعنی مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ) کے نزدیک چار ماہ سے زیادہ ہی کی صورت میں ایلاء ہوتا ہے، اور چار ماہ یا اس سے کم مدت تک بیوی کے پس نہ جانے کی قسم اٹھائی جائے، تو دونوں صورتوں میں ان حضرات کے نزدیک ایلاء نہیں کہلاتا، بلکہ قسم کہلاتی ہے، اور اس پر حسبِ قاعدہ قسم کے احکام جاری ہوتے ہیں۔ [1]

اور ایلاء اسی صورت میں معتبر ہوتا ہے، جب کہ شوہر کی طرف سے باہوش وحواس بیوی سے صحبت وجماع سے رکنے کی قسم کے الفاظ زبان سے ادا کئے جائیں، یا تحریری طور پر لکھے جائیں۔ [2]

اور ایلاء درست ومعتبر ہونے کے لئے زبانی یا تحریری طور پر شوہر کی طرف سے ایسے الفاظ کا پایا جانا ضروری ہے کہ جو بیوی سے صحبت وجماع کے منع ہونے پر دلالت کریں، خواہ وہ صریح الفاظ ہوں، مثلاً یہ کہ اللہ کی

---

[1] ومذهب الحنفية أن الإيلاء يكون بالحلف على ترك قربان الزوجة أربعة أشهر أو أكثر.
وذهب الجمهور (المالكية والشافعية والحنابلة) إلى أن الإيلاء لا يكون إلا بالحلف على ترك قربان الزوجة أكثر من أربعة أشهر(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۷، ص ۲۲۲، مادہ، إيلاء)

[2] ركن الإيلاء الذى يتوقف تحقق الإيلاء على وجوده هو :اللفظ، أو ما يقوم مقام اللفظ على التفصيل والخلاف المتقدم.

والذى يقوم مقام اللفظ :الكتابة المستبينة، وهى الكتابة الظاهرة التى يبقى أثرها، كالكتابة على الورق ونحوه .أما الكتابة غير المستبينة، وهى التى لا يبقى أثرها، كالكتابة على الهواء ، أو على الماء فلا تقوم مقام اللفظ فى ذلك، ولا يصح بها الإيلاء .

ومثل الكتابة فى ذلك الإشارة عند العجز عن النطق بالعبارة، كالأخرس ومن فى حكمه .فإذا كان للأخرس إشارة مفهمة، يعرف المتصلون به أن المراد بها الحلف على الامتناع من قربان الزوجة أربعة أشهر أو أكثر، صح الإيلاء بها، كما يصح طلاقه وسائر تصرفاته(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۷، ص ۲۲۳، مادہ، إيلاء)

قسم میں اپنی بیوی سے جماع یا صحبت نہیں کروں گا، یا اس کے قریب نہیں جاؤں گا، یا وہ الفاظ صریح تو نہ ہوں، مگر ان الفاظ سے شوہر نے نیت بیوی سے جماع نہ کرنے کی ہی کی ہو۔

اگر شوہر بیوی سے صحبت و جماع سے رکنے کی تو قسم نہ اٹھائے، البتہ بیوی سے بوس وکنار وغیرہ سے رکنے کی قسم اٹھائے، تو اس طرح کے الفاظ سے ایلاء نہیں ہوتا۔ [1]

پھر ایلاء کے الفاظ بعض اوقات تو بغیر شرط کے فوری حکم لاگو ہونے کے متقاضی ہوتے ہیں، مثلاً یہ کہ اللہ کی قسم میں بیوی سے جماع نہیں کروں گا، اس صورت میں ایلاء کے الفاظ ادا کرتے ہی ایلاء ہو جاتا ہے۔

اور بعض اوقات ایلاء کے الفاظ کسی شرط کے ساتھ مشروط ہوتے ہیں، مثلاً یہ کہ اگر میں فلاں سے بات کروں یا فلاں کام کروں، تو اللہ کی قسم اپنی بیوی کے پاس نہیں جاؤں گا، یا اس سے صحبت و جماع نہیں کروں گا، اس صورت میں اس شرط کے پائے جانے پر ایلاء ہوتا ہے۔

اور بعض اوقات ایلاء کے الفاظ مستقبل کے زمانہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں، مثلاً یہ کہ اللہ کی قسم میں فلاں تاریخ یا فلاں دن سے اپنی بیوی کے پاس نہیں جاؤں گا، اس صورت میں ایلاء کا وقت اس تاریخ یا دن سے ہی شروع ہوگا۔ [2]

---

[1] الإيلاء :حلف الزوج بالامتناع عن وطئه زوجته مدة أربعة أشهر أو أكثر .واتفق الفقهاء على أن الحلف بالامتناع عن التقبيل واللمس والمباشرة فيما دون الفرج لا يعتبر إيلاء(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۳، ص۱۳۸، مادة"تقبيل")

[2] الصيغة التى ينشء الزوج الإيلاء بها تارة تصدر خالية من التعليق على حصول أمر فى المستقبل، ومن الإضافة إلى زمن مستقبل، وتارة تصدر مشتملة على التعليق على حصول أمر فى المستقبل، أو الإضافة إلى زمن مستقبل.

فإذا صدرت الصيغة، وكانت خالية من التعليق والإضافة، كان الإيلاء منجزا .وإن صدرت، وكانت مشتملة على التعليق على حصول أمر فى المستقبل، كان الإيلاء معلقا .وإن صدرت وكانت مضافة إلى زمن مستقبل، كان الإيلاء مضافا.

وعلى هذا فالإيلاء المنجز هو :ما كانت صيغته مطلقة غير مضافة إلى زمن مستقبل، ولا معلقة على حصول أمر فى المستقبل، ومن أمثلة التنجيز أن يقول الرجل لزوجته :والله لا أقربک خمسة أشهر، وهذا يعتبر إيلاء فى الحال، وتترتب عليه آثاره بمجرد صدوره.

والإيلاء المعلق هو :ما رتب فيه الامتناع عن قربان الزوجة على حصول أمر فى المستقبل بأداة من أدوات الشرط، مثل (إن) (وإذا) (ولو) (ومتى) ونحوها، وذلک كأن يقول الرجل لزوجته :إن أهملت شئون البيت، أو يقول لها :لو كلمت فلانا فوالله لا أقربک.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ایلاء کرلے، تو اس کے بعد دو صورتیں ہیں، پہلی صورت تو یہ ہے کہ چار مہینے گزرنے سے پہلے بیوی کے پاس چلا جائے، اس صورت میں قسم کا کفارہ دینا پڑتا ہے، اور نکاح پر اثر نہیں پڑتا۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وفی هذه الحال، لا يعتبر ما صدر عن الرجل إيلاء قبل وجود الشرط المعلق عليه؛ لأن التعليق يجعل وجود التصرف المعلق مرتبطا بوجود الشرط المعلق عليه، ففى المثال المتقدم لا يكون الزوج موليا قبل أن تهمل المرأة فى شئون البيت، أو تكلم ذلک الشخص، فإذا أهملت شئون البيت أو كلمته صار موليا، واحتسبت مدة الإيلاء من وقت الإهمال أو التكليم فقط، لا من وقت قول الزوج.

والإيلاء المضاف هو :ما كانت صيغته مقرونة بوقت مستقبل يقصد الزوج منع نفسه من قربان زوجته عند حلول هذا الوقت، ومثاله :أن يقول الرجل لزوجته :والله لا أقربک من أول الشهر الآتى، أو يقول لها :والله لا أقربک من غد.

وفى هذه الحال، يعتبر ما صدر عن الرجال إيلاء من وقت صدور اليمين، ولكن الحكم لا يترتب عليه إلا عند وجود الوقت الذى أضيف إليه الإيلاء ؛ لأن الإضافة لا تمنع انعقاد اليمين سببا لحكمه، ولكنها تؤخر حكمه إلى الوقت الذى أضيف إليه، ففى قول الرجل لزوجته :والله لا أقربک من أول الشهر القادم يعتبر الزوج موليا من زوجته من الوقت الذى صدرت فيه هذه الصيغة، ولهذا لو كان الرجل قد حلف بالله تعالى ألا يولى من زوجته حكم بحنثه فى هذه، وإن لم يحن الوقت الذى أضيفت إليه اليمين، ووجب عليه كفارة يمين بمجرد صدور الصيغة المضافة، لكن لو اتصل بزوجته قبل مجىء الشهر الذى أضاف الإيلاء إليه لا يحكم بحنثه ووجوب كفارة اليمين عليه، كما أن مدة الإيلاء لا تحتسب إلا من أول الشهر الذى أضاف الإيلاء إليه.وإنما صح تعليق الإيلاء وإضافته لأنه يمين، واليمين من التصرفات التى تقبل الإضافة والتعليق.

ولم نعثر على كلام للمالكية والشافعية فى قبول الإيلاء للإضافة .

أما الحنابلة فقد أوردوا من تطبيقات الإيلاء ما يدل على قبول الإيلاء للإضافة(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۷ص ۲۲۶، ۲۲۷، مادة "ايلاء")

[1] اور اگر کسی نے بیوی کے قریب جانے پر کسی ایسے عمل کا اپنے ذمہ التزام کیا، جس میں مشقت پائی جاتی تھی، مثلاً یہ کہ اگر اس نے بیوی سے جماع کیا، تو اس پر حج یا ایک مہینے کے روزے لازم ہیں، تو اس قسم کے الفاظ سے بھی بعض فقہاء کے نزدیک ایلاء ہوجاتا ہے، لیکن اس صورت میں بھی بیوی کے قریب جانے پر قسم کے کفارہ کے بجائے اس عمل کا ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔

إذا تحقق ركن الإيلاء وتوافرت شرائطه ترتب عليه أحد أثرين:

أولهما :يترتب عليه فى حالة إصرار الزوج على عدم قربان زوجته التى آلى منها، حتى تمضى أربعة أشهر من تاريخ الإيلاء .وثانيهما :يترتب عليه فى حالة حنثه فى اليمين التى حلفها (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۷، ص ۲۳۲ ،ماده،إيلاء)

فإن كانت اليمين قسما بالله تعالى أو بصفة من صفاته التى يحلف بها، كعزة الله وعظمته وجلاله وكبريائه، لزمته كفارة يمين فى قول أكثر أهل العلم، وعند بعض العلماء لا تجب عليه الكفارة.

وإن كانت اليمين بتعليق شىء على قربان الزوجة لزمه ما التزمه من ذلک، فإن كان المعلق على القربان

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوراگرشوہر چار ماہ تک بیوی کے پاس نہیں گیا،توحنفیہ کے نزدیک یہ مدت گزرتے ہی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

جبکہ حنفیہ کے علاوہ دیگر جمہور فقہائے کرام یعنی مالکیہ،شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک یہ مدت گزرنے کے بعد خود بخود عورت کو طلاق واقع نہیں ہوتی، بلکہ عورت کو حکم ہوتا ہے کہ وہ مسلمان حاکم کے پاس اپنا مقدمہ پیش کرے،جس کے بعد مسلمان حاکم شوہر کو بیوی کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیتا ہے،اوروہ اس پر راضی نہ ہو،تو میاں بیوی کے درمیان علیحدگی کا فیصلہ کردیتا ہے۔ [1]

اورایلاء کے نتیجہ میں حنفیہ کے نزدیک ایک طلاقِ بائن واقع ہوتی ہے،جس کے بعد میاں بیوی کے درمیان نکاح ختم ہوجاتا ہے،اورشوہرکورجوع کا حق باقی نہیں رہتا،اوراگروہ دونوں دوبارہ آپس میں میاں بیوی کے سابقہ تعلقات بحال کرنا چاہیں،تو تجدیدِ نکاح کرنا ہوتا ہے۔

جبکہ حنفیہ کے علاوہ مالکیہ،شافعیہ کے نزدیک اورامام احمد کی ایک روایت کے مطابق ایلاء کے نتیجہ میں جو حاکم کی طرف سے طلاق کا فیصلہ ہوتا ہے،وہ طلاقِ رجعی کا حکم رکھتا ہے،جس کے بعد نکاح ختم نہیں ہوتا، اورشوہرکواپنی بیوی سے رجوع کا حق ہوتا ہے۔ [2]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

طلاقا أو عتقا وقع الطلاق والعتق وقت حصول الفيء ؛ لأن الطلاق والعتق متى علق حصوله على حصول أمر في المستقبل، ووجد المعلق عليه، وقع الطلاق وثبت العتق بمجرد وجوده، كما هو مذهب الفقهاء .

وإن كان المعلق على القربان صلاة أو صياما أو حجا أو صدقة، فإما أن يعين لأدائه وقتا أو لا يعين.

فإن عين للأداء وقتا كأن يقول :إن قربت زوجتي مدة خمسة أشهر فعلي صلاة مائة ركعة في يوم كذا (مثلا) لزمته الصلاة في الوقت الذي عينه .وإن لم يعين للأداء وقتا وجب عليه فعل ما التزمه في أي وقت أراد، ولا إثم عليه في التأخير، وإن كان الأفضل الأداء في أول وقت يمكنه الأداء فيه خوفا من انتهاء الأجل قبل أن يؤدي ما وجب عليه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۷،ص ۲۳۵،مادہ،إیلاء)

[1] إذا أصر الزوج المولي على عدم قربان زوجته بعد المدة التي حددها الله تعالى بقوله (للذين يؤلون من نسائهم تربص أربعة أشهر فإن فاءوا فإن الله غفور رحيم وإن عزموا الطلاق فإن الله سميع عليم ، فإن الطلاق يقع بمضي هذه المدة عند الحنفية، أما عند غيرهم فإن الطلاق لا يقع بمضي المدة، بل للزوجة أن ترفع الأمر إلى القاضي فيأمر الزوج بالفيء ، فإن أبى أمره بتطليقها، فإن لم يفعل طلقها عليه القاضي(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۴۱،ص ۳۲۲،مادة"نكاح")

[2] إذا وقع الطلاق نتيجة للإيلاء ، سواء أكان وقوعه بمضي المدة عند من يقول بذلك من الفقهاء ، أم كان وقوعه بإيقاع الزوج، بناء على أمر القاضي له بالطلاق، أو بإيقاع القاضي عند امتناع الزوج من الطلاق عند من لا يقول بوقوع الطلاق بمضي المدة من الفقهاء ، فإنه يكون طلاقا بائنا عند الحنفية، وهو المنصوص عن أحمد في فرقة الحاكم .لأنه طلاق لدفع الضرر عن الزوجة، ولا يندفع الضرر عنها إلا بالطلاق البائن، إذ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ایلاء کرنے کے بعد اگر شوہر چار مہینے سے پہلے پہلے اس سے رجوع کرلے، تو چار مہینے گزرنے پر طلاق واقع نہیں ہوتی۔

اور رجوع کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ چار مہینے گزرنے سے پہلے بیوی سے جماع وصحبت کرلے۔

اور ایلاء سے رجوع کرنا اسی صورت میں معتبر ہوگا، جبکہ بیوی سے باقاعدہ صحبت وجماع کرے۔

البتہ اگر ایلاء کرنے کے بعد جماع پر قدرت حاصل نہ ہو، مثلاً یہ کہ میاں بیوی میں سے کوئی ایک اس طرح کے مرض میں مبتلا ہو کہ اس کی وجہ سے جماع نہ کیا جاسکتا ہو، تو پھر ایسی صورت میں قولی اور زبانی طور پر بھی رجوع کی اجازت ہوتی ہے، مثلاً زبان سے یہ کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی سے رجوع کرلیا، یا جو بات میں نے کہی تھی، اس سے رجوع کرلیا، تو بھی ایلاء سے رجوع ہوجاتا ہے، بشرطیکہ جماع پر قدرت نہ ہونے کا عذر ایلاء کی مدت پوری ہونے تک موجود ہو۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ لو كان رجعيا لاستطاع الزوج إعادتها فلا تتخلص من الضرر؛ ولأن القول بوقوع الطلاق رجعيا يؤدى إلى العبث؛ لأن الزوج إذا امتنع عن الفىء والتطليق يقدم إلى القاضى ليطلق عليه، ثم إذا طلق عليه القاضى يراجعها ثانيا، فيكون ما فعله القاضى عبثا، والعبث لا يجوز.

وقال مالك والشافعى وأحمد فى رواية أخرى :إن الطلاق الواقع بالإيلاء طلاق رجعى ما دامت المرأة قد دخل بها الزوج قبل ذلك؛ لأنه طلاق لامرأة مدخول بها من غير عوض ولا استيفاء عدد، فيكون رجعيا كالطلاق فى غير الإيلاء .

ولم يشترط الشافعية والحنابلة شيئا لصحة الرجعة من المولى، إلا أنهم قالوا :إنه إذا ارتجعها -وقد بقيت مدة الإيلاء -ضربت له مدة أخرى، فإن لم يفء طلق عليه القاضى لرفع الضرر عن المرأة.

واشترط المالكية لصحة الرجعة انحلال اليمين عنه فى العدة بالوطء فيها، أو بتكفير ما يكفر، أو بتعجيل الحنث فى العدة، فإذا لم ينحل الإيلاء بوجه من هذه الوجوه فإن الرجعة تكون باطلة لا أثر لها (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۷، ص۲۳۳، ماده،إيلاء)

واتفقوا أيضا على أن الفىء أى للرجوع عن الإيلاء لا يكون إلا بالجماع فى الفرج، فلا ينحل الإيلاء بوطء فى غير الفرج، ولا بالتقبيل أو اللمس والمباشرة بشهوة، لأن حقها هو الجماع فى القبل، فلا يحصل الرجوع بدونه، ولأنه هو المحلوف على تركه، ولا يزول الضرر إلا بالإتيان به(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۳، ص۱۳۸، مادة"تقبيل")

[1] إذا آلى الرجل من زوجته كان الواجب شرعا عليه أن يفىء إليها بالفعل، فإن لم يقدر على الفىء بالفعل لزمه الفىء بالقول .كأن يقول :فئت إلى زوجتى فلانة، أو رجعت عما قلت، أو متى قدرت جامعتها، وما أشبه ذلك من كل ما يدل على رجوعه عما منع نفسه منه باليمين.

والحكمة فى تشريع الفىء بالقول :أن الزوج لما آذى زوجته بالامتناع عن قربانها، وعجز عن الرجوع، وكان فى إعلانه الوعد به إرضاء لها لزمه هذا الوعد؛ ولأن المقصود بالفيئة ترك الإضرار الذى قصده الزوج بالإيلاء ، وهذا يتحقق بظهور عزمه على العود إلى معاشرتها عند القدرة(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۷، ص۲۳۵، ماده،إيلاء)

درسِ حدیث مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرنے کا حکم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ جَسَدِیْ فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ كُنْ فِی الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ، أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ، وَاعْدُدْ نَفْسَكَ فِی الْمَوْتٰى (مسند احمد، رقم الحدیث ۴۷۶۴) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے جسم کا ایک حصہ پکڑ کر فرمایا کہ اے عبداللہ! دنیا میں اس طرح رہو، گویا کہ آپ اجنبی ہیں، یا آپ راستہ سے گزرنے والے (مسافر) ہیں، اور خود کو مُردوں میں شمار کرو (مسند احمد)

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ جَسَدِیْ، فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ، كُنْ فِی الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ، أَوْ كَأَنَّكَ عَابِرُ سَبِيْلٍ، وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ أَهْلِ الْقُبُوْرِ (سنن ابنِ ماجه، رقم الحدیث ۴۱۱۴) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے جسم کا ایک حصہ پکڑ کر فرمایا کہ اے عبداللہ! دنیا میں اس طرح رہو، گویا کہ آپ اجنبی ہیں، یا گویا کہ آپ راستہ سے گزرنے والے (مسافر) ہیں، اور خود کو قبر والوں میں (یعنی مردہ) شمار کرو (ابنِ ماجہ)

یہ دنیا فانی ہے، اور یہاں پر ہر ایک انسان مختصر وقت کے لئے آیا ہے، اس لئے اس دنیا سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے، اور انسان کو اس دنیا سے دل نہیں لگانا چاہئے، اور اپنے آپ کو مسافر اور اجنبی تصور کرتے ہوئے

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره، دون قوله " :واعدُد نفسک فی الموتی"، فهو حسن لغيره، وهذا إسناد ضعيف لضعف ليث (حاشية مسند احمد)

[2] قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح دون قوله " :وعُدَّ نفسک من أهل القبور "فهو حسن لغيره، ليث -وهو ابن أبی سليم -وإن كان ضعيفًا -قد توبع (حاشية سنن ابنِ ماجه)

Idara Ghufran

زندگی گزارنی چاہئے، اور اپنی توجہ آخرت کی اصل منزل کی طرف رکھنی چاہئے۔

پہلی روایت میں اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرنے کے الفاظ ہیں، اور دوسری روایت میں اپنے آپ کو قبر والوں میں شمار کرنے کے الفاظ ہیں، دونوں کا مطلب قریب قریب ہے، اور مقصد یہ ہے کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں، اور کسی بھی وقت موت آسکتی ہے، اس لئے اپنے آپ کو مُردوں یا قبر والوں میں شمار کرنا چاہئے، اور اس عارضی زندگی میں مرنے اور قبر میں جانے کی فکر کرنی چاہئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: یَا ابْنَ آدَمَ، اِعْمَلْ کَأَنَّکَ تُرٰی، وَعُدَّ نَفْسَکَ مَعَ الْمَوْتٰی، وَإِیَّاکَ وَدَعْوَۃَ الْمَظْلُوْمِ (مسند احمد، رقم الحدیث ۸۵۲۲) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابنِ آدم! یہ سوچ کر عمل کیا کرو کہ گویا کہ تجھے (اللہ کی طرف سے) دیکھا جارہا ہے، اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کیا کرو اور اپنے آپ کو مظلوم کی بددعاء سے بچایا کرو (مسند احمد)

"تجھے دیکھا جارہا ہے" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر عمل کے وقت بندہ کو دیکھ رہا ہوتا ہے، اس لئے عمل کرتے وقت یہ تصور رکھنا چاہئے، اس سے نیک عمل کو اچھے طریقہ پر اور خشوع کے ساتھ کرنے کی توفیق ہوتی ہے۔

بعض دیگر احادیث میں اس کی مزید تفصیل آئی ہے۔ چنانچہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اُعْبُدِ اللّٰہَ کَأَنَّکَ تَرَاہُ فَإِنَّکَ إِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَإِنَّہٗ یَرَاکَ وَکَأَنَّکَ مَیِّت، وَقَالَ خَلَّادٌ فِیْ حَدِیْثِہٖ وَاحْسِبْ نَفْسَکَ مَعَ الْمَوْتٰی وَزَادَ: وَاتَّقِ دَعْوَۃَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّھَا مُسْتَجَابَۃٌ (حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، ج۸ص۲۰۲، تحت ترجمۃ عبد العزیز بن أبی رواد ومنھم العابد السجاد) [2]

---

[1] قال شعیب الارنؤوط: حدیث قابل للتحسین، وإسنادہ ضعیف لضعف علی بن زید بن جدعان، ولجھالۃ الواسطۃ بینہ وبین أبی ھریرۃ، لکن لہ شواھد لا یخلو أحدھا من مقال(حاشیۃ مسند احمد)

[2] قال شعیب الارنؤوط: أخرجہ أبو نعیم فی "الحلیۃ(۲۰۲/۸۔ ۲۰۳)"عن محمد بن أحمد بن الحسن أبی علی ابن الصواف، عن بشر بن موسی الأسدی، عن خلاد بن یحیی بن صفوان السلمی، عن عبد العزیز بن أبی رواد، عن أبی سعید الأزدی، عن زید بن أرقم، وھذا إسناد حسن(حاشیۃ مسند احمد، تحت رقم الحدیث ۴۷۶۴)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی عبادت اس طریقہ سے کیجئے گویا کہ آپ اس (یعنی اللہ) کو دیکھ رہے ہیں، اور اگر آپ اس (یعنی اللہ) کو نہیں دیکھ رہے، تو وہ تو یقیناً آپ کو دیکھ رہا ہے، اور گویا کہ آپ مُردہ ہیں، اور خلّاد، راوی کی روایت میں یہ ہے کہ اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کیجیے، اور مظلوم کی بددعاء سے بچیے، کیونکہ وہ یقیناً قبول کی جاتی ہے (ابونعیم)

مطلب یہ ہے کہ بندہ کو چاہئے کہ اللہ کی اس طرح سے عبادت کرے، گویا کہ وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے، اس لئے اسے چاہئے کہ وہ عبادت کے دوران اللہ کے علاوہ کسی بھی دوسری چیز کی طرف اپنے اختیار سے اپنی توجہ نہ کرے، اور اگر کسی کو یہ مقام حاصل نہ ہو، تو پھر اسے چاہئے کہ وہ یہ تصور کر کے عبادت کرے کہ اللہ تو یقیناً اس کو دیکھ ہی رہا ہے، لہٰذا خشوع وخضوع کا لحاظ کر کے عبادت کرے، اس حالت یا درجہ کو دوسری مشہور حدیث میں ''احسان'' بتلایا گیا ہے۔

پھر اس حدیث میں یہ فرمایا گیا کہ اپنے آپ کو مُردہ تصور کرو، یا اپنے آپ کو مُردہ شمار کرو، یعنی اپنی موت کو قریب سمجھو اور اپنی موت وقبر کی ہروقت تیاری رکھو، کسی لحہ اس سے غفلت اختیار نہ کرو۔

اور پھر اس حدیث میں یہ فرمایا گیا کہ مظلوم کی بددعاء سے بچو، کیونکہ وہ بہت جلد قبول کی جاتی ہے، اور ظالم پر اس کا وبال پڑتا ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اُعْبُدِ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ كُنْتَ لَا تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ، وَاعْدُدْ نَفْسَكَ فِي الْمَوْتٰى، وَإِيَّاكَ وَدَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهَا مُسْتَجَابَةٌ، وَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَّشْهَدَ الصَّلَاتَيْنِ الْعِشَاءَ وَالصُّبْحَ وَلَوْ حَبْوًا فَلْيَفْعَلْ (شعب الإيمان للبيهقي، رقم الحديث ١٠٠٦٠) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آپ اللہ کی اس طرح عبادت کیجئے کہ گویا کہ آپ اس (یعنی اللہ) کو دیکھ رہے ہیں، پھر اگر آپ اس کو نہیں دیکھ رہے، تو وہ (یعنی اللہ) تو یقیناً آپ کو دیکھ رہا ہے، اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کیجئے، اور

---

[1] قال الالباني: الحديث له شاهد يقويه وإلى درجة الحسن يرقيه (سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم الحديث ١٤٧٤)

اپنے آپ کو مظلوم کی بددعاء سے بچایئے، کیونکہ اس کی دعاء قبول کی جاتی ہے، اور جو کوئی تم میں سے دو نمازوں یعنی عشاء اور فجر میں حاضر ہونے کی استطاعت رکھے، اگرچہ گھٹنوں کے بَل چل کر کیوں نہ ہو، تو اسے چاہیئے کہ وہ ان دو نمازوں میں حاضر ہوا کرے (بیہقی)

اس حدیث میں بھی پہلے تو بندہ کو اللہ کی اس طرح عبادت کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے، گویا کہ بندہ اللہ کو دیکھ رہا ہے، اور اگر کسی کو یہ مقام حاصل نہ ہو، تو اللہ کے دیکھنے کا تصور کر کے عبادت کرنے کا حکم فرمایا گیا، اور پھر اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرنے کا حکم فرمایا گیا، اور اس کے بعد مظلوم کی بددعاء سے بچنے کا حکم فرمایا گیا، ان چیزوں کی تشریح پہلے گزر چکی ہے۔

اور آخر میں عشاء اور فجر کی نمازوں میں حاضر ہونے کی تاکید کو خاص انداز میں بیان کیا گیا، دوسری کئی احادیث میں بھی ان دونوں نمازوں میں حاضر ہونے کی تاکید واہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَوْصِنِيْ، فَقَالَ: اُعْبُدِ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، وَاعْدُدْ نَفْسَكَ فِي الْمَوْتٰى، وَاذْكُرِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ عِنْدَ كُلِّ حَجَرٍ وَعِنْدَ كُلِّ شَجَرٍ، وَإِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً فَاعْمَلْ بِجَنْبِهَا حَسَنَةً: اَلسِّرُّ بِالسِّرِّ، وَالْعَلَانِيَةُ بِالْعَلَانِيَةِ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَمْلَكِ النَّاسِ مِنْ ذٰلِكَ؟ قُلْتُ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَأَخَذَ بِطَرَفِ لِسَانِهٖ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، كَأَنَّهٗ يَتَهَاوَنُ بِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ فِي النَّارِ إِلَّا هٰذَا؟ وَأَخَذَ بِطَرَفِ لِسَانِهٖ (المعجم الكبير، للطبراني، رقم الحديث ٣٧٤) [1]

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت فرما دیجئے، تو رسول اللہ صلی

---

[1] قال الهيثمي:
رواه الطبراني، وأبو سلمة لم يدرك معاذا، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، رقم الحديث ١٢٠١٧)

وقال المنذري:
وعن معاذ رضى الله عنه قال يا رسول الله أوصنى قال اعبد الله كأنك تراه واعدد نفسك فى الموتى وإن شئت أنبأتك بما هو أملك بك من هذا كله قال هذا وأشار بيده إلى لسانه.
رواه ابن أبى الدنيا بإسناد جيد (الترغيب والترهيب، للمنذري، تحت رقم الحديث ٤٣٤٨)

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اللہ کی اس طرح عبادت کیجئے گویا کہ آپ اس کو دیکھ رہے ہو، اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کیجئے، اور اللہ عزوجل کا ہر پتھر کے پاس اور ہر درخت کے پاس ذکر کیجئے، اور جب آپ کوئی برا کام کریں، تو اسی کے ساتھ کوئی اچھا کام کیجئے، چھپ کر کیا ہو، تو چھپ کر کیجئے، اور علانیہ کیا ہو، تو علانیہ کیجئے، پھر رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں لوگوں کی ان سب چیزوں کی طرف سے کفایت کرنے والی چیز کی خبر نہ دے دوں؟ میں نے عرض کیا کہ بے شک اے اللہ کے رسول! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کے کنارے کو پکڑا (مطلب یہ تھا کہ زبان کو قابو میں رکھو) میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اتنی چھوٹی چیز کی (اتنی اہمیت ہے؟) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو اپنی ناکوں کے بَل صرف اُن کی زبانوں کی کھیتیاں ہی گرائیں گی، اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (زبان کو قابو میں رکھنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اپنی زبان کے کنارے کو پکڑا (طبرانی)

اس حدیث سے بھی اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرنے کا حکم معلوم ہوا، جس کی تشریح پہلے گزر چکی ہے۔

اس کے علاوہ مذکورہ حدیث میں ایک بات یہ بھی فرمائی گئی کہ ہر درخت اور پتھر کے پاس سے گزرتے ہوئے اللہ کا ذکر کرو، یعنی کسی حال میں اللہ کی یاد سے غافل نہ ہو۔

اور اس حدیث میں ایک بات یہ فرمائی گئی کہ جب بھی کوئی گناہ وخطاء سرزَد ہوجائے، تو اسی وقت کوئی اچھا اور نیک کام بھی کرے، اگر چھپ کر برا کام کیا تھا، تو چھپ کر ہی اسی حالت میں نیک کام کرے، اور اگر علانیہ کوئی برا کام کیا تھا، تو اسی وقت اور اسی حالت میں نیک عمل مثلاً استغفار یا کوئی دوسرا نیک کام کرے۔

اور آخر میں یہ فرمایا گیا کہ زبان کی حفاظت کرنا اور زبان کو برائی میں استعمال کرنے سے روک کر رکھنا اور اچھائی میں استعمال کرنا مذکورہ سب کاموں میں زیادہ اہم ہے، کیونکہ جہنم میں ناک کے بَل لوگوں کو گھسیٹ کر زبان کے کرتُوتوں کی وجہ سے داخل کیا جائے گا۔

بہرحال متعدد احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو مُردوں اور قبر والوں میں شمار کرے، اور ہر وقت موت کو یاد رکھے، اور ہر لمحہ موت کے لئے تیار رہے، اور کسی وقت موت سے غافل نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

ملفوظات

اسلامی ملکوں کی حفاظت و پاسبانی کی اہمیت

(07فروری2016،مجلسِ عام)

فرمایا کہ مسلمانوں کے ملک کی سرحدوں پر اور اندرونِ ملک دشمنوں، مفسدوں اور دہشت گردوں سے حفاظت ونگرانی یا پاسبانی کرنے کی اسلام میں بڑی فضیلت ہے۔

بعض احادیث میں تو پاسبانی کے عمل کو افضل جہاد قرار دیا گیا ہے، اور ایک رات پاسبانی کرنے کو شبِ قدر کی عبادت سے بھی افضل بتلایا گیا ہے، اس طرح کی بہت سی مستند احادیث بندہ نے اپنی کتاب ’’سیاست وحکومت‘‘ میں مستقل باب قائم کر کے نقل کردی ہیں۔

اس فضیلت سے پولیس کے افراد اور فوجی و نیم فوجی دستے، اور خصوصی فورس اور تمام فوج کے جوان و افسران فائدہ اٹھا سکتے ہیں، بشرطیکہ اخلاص اور سچے جذبہ اور لگن کے ساتھ امانت و دیانت سے خدمات سرانجام دیں، اور کسی قسم کی خیانت اور کوتاہی کا ارتکاب نہ کریں۔

مگر آج کل مسلمانوں کو ان چیزوں کا علم کم ہے، جس کی وجہ سے وہ مذکورہ خدمات عبادت سمجھ کر، سچے جذبہ کے تحت دیانت داری سے کم ہی کرتے ہیں، بلکہ زیادہ تر رسمی کاروائی اور ڈیوٹی کو تنخواہ یا معاوضہ حاصل کرنے کی بنیاد پر انجام دیتے ہیں، البتہ افواج میں اور خاص طور پر افواجِ پاکستان میں کافی حد تک جذبہ پایا جاتا ہے، مگر اس جذبہ کو عام اور تام کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ مسلمانوں کے سارے ملک اندرونی و بیرونی طور پر دشمنوں اور دہشت گردوں سے محفوظ رہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔

تحقیق واجتہاد کے لئے اجتماعیت کی ضرورت اور مشکل

(08فروری2016،مجلسِ خاص)

فرمایا کہ آج کل اجتہاد وتحقیق کا کام مل کر اور اجتماعی انداز میں کرنے کی بہت ضرورت محسوس ہوتی ہے، مگر اس کام کے لئے باصلاحیت اور مخلص ومحنتی افراد کا ملنا بہت مشکل ہوتا ہے، کئی مرتبہ میں نے یہ کوشش کی کہ

اہلِ علم حضرات کی ایک جماعت اہم فقہی وتحقیقی اور علمی کاموں پر مل کر کام کرے، اور اس کے لئے محدود پیمانہ پر مختلف اجتماعات بھی اپنے طور پر منعقد کئے، لیکن وہی بات ہوئی کہ ''نشستن، گفتن، برخواستن'' اور بقول بعض ایک اضافہ یہ بھی ضروری بلکہ مقدم ہے کہ ''خوردن'' کیونکہ اس کے بغیر تو آج کل اجتماع بھی مشکل ہوتا ہے۔

امت کو اس وقت جس طرح کے کام کی ضرورت ہے، بندہ کو وہ مقصد اجتماعی طور پر مل کر کرنے سے حاصل ہونا مشکل ہوا، یہاں تک کہ خود کام کر کے بھی دوسروں کی خدمت میں جوابی لفافوں وغیرہ کے ساتھ پیش کئے گئے، مگر اکثر مقامات سے ''جواب ندارد'' ہی کی صورتِ حال کا سامنا کرنا پڑا، اس لئے بالآخر بعض بزرگوں کے مشورہ سے یہی طے کیا کہ جتنا اور جس طرح کا کام خود سے ہوجائے، وہ کرلیا جائے، اور اس کام میں دوسروں سے مشاورت واستفادہ جس انداز کا بھی ہوجائے، وہ کافی ہے۔

اور اگر اپنی کوشش کرنے کے باوجود کسی کی طرف سے مثبت ومنفی کسی قسم کی رائے سامنے نہ آئے، تو بھی دوسروں کے انتظار میں اپنے کام کو موقوف نہ رکھا جائے، پھر کسی مرحلہ پر کوئی رائے سامنے آئے، تو اس پر غور کیا جاتا رہے۔

دوسروں کے انتظار میں کام روک کر رکھنے سے اکثر اوقات تاخیر یعنی مؤخر ہونا تو لازم آتا ہی ہے، تعطیل یعنی کام کا معطل ہونا بھی لازم آجاتا ہے۔

اس لئے ایک عرصہ سے جو کام بندہ اپنی حسبِ توفیق کرتا ہے، وہ اپنے قریبی احباب، بلکہ اپنے چھوٹوں کو بھی دکھالیتا ہے، اور نظرِ ثانی ومشاورت کے بعد اور بعض اوقات دیگر حضرات کی خدمت میں ارسال کر کے جواب آئے یا نہ آئے، بہر حال اس کو شائع کر دیتا ہے۔

البتہ **مالا یدرک کله لا یترک کله** کے تحت پھر بھی مختلف اہلِ علم حضرات کو ادارہ میں مدعو کر کے ایک ہلکی پھلکی مجلس قائم کر کے کام کرنے کی کوشش جاری ہے۔

ایک معترض کے اعتراض پر ردِّ عمل

(08 فروری 2016، مجلسِ خاص)

فرمایا کہ میری ایک کتاب ''مولانا عبید اللہ سندھی اور فکرِ ولی اللّٰہی'' سے متعلق کراچی کے ایک نوجوان جذباتی عالمِ دین کا خط آیا تھا، جس میں انہوں نے اپنے دل کا غبار نکالا تھا، اور مجھے جواب دینے کا حکم بھی

صادر فرمایا تھا، میں نے ان کو سنجیدہ جواب تحریر کر دیا تھا، مگر شاید انہوں نے سنجیدگی کو کمزوری پر محمول کیا، اس لئے پھر دوبارہ اس طرح کا ایک اور جذباتی خط لکھا، مگر پہلا اور دوسرا خط دلائل سے عاری وخالی اور صرف تنقید برائے تنقید پر مشتمل تھا، اس لئے محسوس ہوا کہ ان صاحب کو تو سمجھانا یا قائل کرنا مشکل ہے، اور ان کے ساتھ اُلجھنا تضییعِ اوقات محسوس ہوا، البتہ کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں ان کے بعض اعتراضات کا اصولی انداز میں جواب شائع کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

اس لئے بندہ نے ان کے خط کا مکمل جواب لکھ کر اپنے ایک بزرگ کی خدمت میں ساری صورتِ حال پیش کی، تو انہوں نے ذاتی امور کا جواب حذف کر کے صرف اصولی باتوں کا جواب دینے کی رائے دی، جس کے مطابق بندہ نے عمل کیا، اب بحمداللہ تعالیٰ وہ کتاب دوبارہ شائع ہو چکی ہے۔

آج کل یہ مرض بہت عام ہو گیا ہے کہ جب اپنے پاس کوئی دلیل نہیں ہوتی، تو انسان خوامخواہ دوسرے کے خلاف اعتراض کرنے بیٹھ جاتا ہے، حالانکہ اختلاف برائے اختلاف اچھی چیز نہیں، اور اس سے کبھی فائدہ نہیں ہوتا، اور اگر اس طرح کے معترض کے جواب کے درپے ہوا جائے، تو خوامخواہ وقت ضائع ہوتا ہے، اور اختلاف میں شدت پیدا ہوتی ہے۔

ایسے حالات میں انسان کو اپنے جذبات پر قابو رکھنا بہت مشکل ہو جاتا ہے، اور بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے، بلکہ کسی اللہ والے بزرگ کا دامن تھامے رکھنے میں ہی عافیت ہوتی ہے۔

اہلِ علم کے لئے مختلف اُردو فتاویٰ کا ایک نقصان

(08 فروری 2016، مجلسِ خاص)

فرمایا کہ آج کل اُردو زبان میں بہت سے فتاویٰ چھپ کر منظرِ عام پر آ گئے ہیں، اور روز بروز نئے فتاویٰ آتے جا رہے ہیں، جن سے اگرچہ جزوی فوائد کے حاصل ہونے میں تو شبہ نہیں، لیکن ان کا ایک نقصان یہ سامنے آ رہا ہے کہ موجودہ دور کے بہت سے مفتیانِ کرام نے اصل دلائل اور کتب سے مراجعت ترک کر دی ہے، اور صرف اُردو فتاویٰ پر تکیہ اور سہارا حاصل کر کے بیٹھ گئے ہیں، اور اس کے نتیجہ میں استعدادیں کمزور رہنا شروع ہو گئی ہیں، جس طرح سے اس سے پہلے درسِ نظامی کی اُردو شروحات سے استعدادوں کو نقصان پہنچا تھا کہ خود اصل کتابوں سے عبارات نکال کر اور ان کو حل کرنے کی محنت کمزور ہو گئی تھی، اسی طرح اب اُردو فتاویٰ سے بھی یہی نتیجہ برآمد ہو رہا ہے۔

اس کے علاوہ یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ بعض اوقات ایک سوال کسی خاص پسِ منظر اور مخصوص عرف و حالات پر مبنی ہوتا ہے، اور اس کا جواب بھی اسی تناظر میں ہوتا ہے۔

لہٰذا اگر اس طرح کا سوال کسی دوسرے پسِ منظر اور دوسرے عرف وحالات پر مبنی ہو، تو اس کا جواب بھی اسی تناظر میں ہونا چاہئے، لیکن آج کل کے عام مفتی ان چیزوں پر نظر کئے بغیر جو بھی سوال آتا ہے، اس کا جواب گزشتہ کسی فتوے سے مِن وعَن اور جوں کا توں نقل کردیتے ہیں، جس کی وجہ سے کئی مشکلات پیش آتی ہیں، اور بے اعتدالیاں پیدا ہوتی ہیں، یہ طرزِ عمل افتاء کے آداب کے خلاف ہے۔

بڑوں کے حقیقی ادب واحترام میں کمی

(09 فروری 2016، مجلسِ خاص)

فرمایا کہ آج کل آزادی اور بے راہ روی کا دور ہے، بڑوں اور چھوٹوں کی تمیز ختم ہوتی جارہی ہے، اولاد کو والدین کی، شاگردوں کو استاذ کی، مریدوں کو شیخ کی اور ملازمین کو مالک کی اور رعایا کو حکمرانوں کی وہ اہمیت اور وقعت نہیں رہی، جو ہونی چاہئے تھی، بس رسمی ادب واحترام باقی رہ گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ سامنے اور منہ پر تو ادب واحترام کیا جاتا ہے، وہ بھی جس کو توفیق ہوجائے، لیکن پیٹھ پیچھے ادب واحترام سب رخصت ہوجاتا ہے، اور دوسرے کی ذات میں عیب اور کیڑے نکالنا شروع کردیئے جاتے ہیں۔

حالانکہ حقیقی ادب واحترام کا تقاضا یہ ہے کہ جس طرح منہ پر اور سامنے کیا جائے، اسی طرح اس کے پیچھے اور غیر موجودگی میں بھی کیا جائے۔ اللہ اصلاح کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ادھورا کام چھوڑ دینے کا نقصان

(09 فروری 2016، مجلسِ خاص)

فرمایا کہ تجربہ کی بات ہے کہ جب کوئی کام شروع کیا جاتا ہے، تو اس کی تکمیل سے پہلے بعض اوقات ایک مرحلہ ایسا آتا ہے کہ جس میں اس کام سے اُکتاہٹ محسوس ہونے لگتی ہے، اور نفس وشیطان کی طرف سے اس کام کو ادھورا اور درمیان میں چھوڑ دینے کا تقاضا ہوتا ہے، ایسی صورت میں اگر ہمت اور چستی سے کام نہ لیا جائے، تو ساری کری کرائی محنت پر پانی پھر جاتا ہے، بعض اوقات نفس وشیطان اس کام سے راہِ فرار اختیار کرانے کے لئے یہ کہہ دیتا ہے کہ باقی کام پھر کسی وقت میں کرلیں گے، لیکن پھر بعد میں وہ کام مزید آگے کے لئے ٹل جاتا ہے، اور ایک مدت تک درمیان میں ادھورا پڑا رہتا ہے، اور بعض اوقات بعد میں

اس کام کو کرنا زیادہ مشکل ہوجاتا ہے، کیونکہ اس کام کے لئے دوبارہ تمام چیزوں کا مہیا ہونا اور ذہنی وعملی ساری ترتیب کو جمع کرنا مشکل ہوتا ہے۔

فتاویٰ کے سلسلہ میں ایک تجربہ کی بات

(09فروری2016،مجلسِ خاص)

فرمایا کہ فتاویٰ اور مسائل کے شعبہ میں کام کرنے اور اس شعبہ کے ساتھ وابستگی کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ چالیس سال کی عمر سے پہلے انسان اور مفتی میں جذبات کا غلبہ ہوتا ہے، اور عقل میں پختگی زیادہ نہیں ہوتی، اور جب چالیس سال کی عمر ہوجاتی ہے، تو عقل پختہ ہوجاتی ہے، اور اسی عمر میں عام طور پر انبیاء اور رسولوں کو بھی نبوت ورسالت سے سرفراز فرمایا جاتا ہے، اور ان پر وحی کا آغاز ہوتا ہے، قرآن مجید میں بھی اس طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ:

حَتَّى إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ (سورة الاحقاف، رقم الآية ١٥)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب خوب جوان ہوتا ہے اور چالیس برس کو پہنچ جاتا ہے تو کہتا ہے کہ اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ تونے جو احسان مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے ہیں، ان کا شکر گزار ہوں اور یہ کہ نیک عمل کروں جن کو تو پسند کرے اور میرے لیے میری اولاد میں صلاح (و تقویٰ) دے، میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں (سورہ احقاف)

اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ورثاء کے لئے بھی یہی عمر خصوصی وراثت واہلیت کی حامل ہوگی۔

اسی وجہ سے چالیس سال کی عمر سے پہلے کے فتاویٰ اور تحقیق میں اور چالیس سال کی عمر کے بعد کے فتاویٰ و تحقیق میں واضح فرق نظر آتا ہے۔

اس لئے میرا تجربہ یہ ہے کہ چالیس سال کی عمر سے پہلے جہاں تک ممکن ہو، تجربہ کار اور پختہ عمر کے بزرگ فقیہ کی نگرانی یا کم از کم مشاورت سے کام کرنا چاہئے، بندہ نے خود بھی اس پر عمل کرنے کی حتی الامکان کوشش کی ہے، اور تصنیف وتالیف کے سلسلہ میں بندہ نے جو کام چالیس سال کی عمر سے پہلے کیا تھا، اس کی بعد میں نظرِ ثانی کرکے حذف واصلاح کے ساتھ شائع کیا ہے، اور کچھ کام ابھی بھی جاری ہے، جس سے کافی بہترائی محسوس ہوئی، اس لئے یہ مفید تجربہ دوسروں تک پہنچانا بھی مفید معلوم ہوا۔

مقالات ومضامین (جنت کے قرآنی مناظر:47) مفتی محمد امجد حسین

اہلِ جنت کی آٹھ صفات

إِلَّا الْمُصَلِّينَ . الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ . وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ . لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ . وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ . وَالَّذِينَ هُمْ مِنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ . إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ . وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ . إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ . فَمَنِ ابْتَغَى وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْعَادُونَ . وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ . وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ . وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ . أُولَئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُكْرَمُونَ (سورة المعارج، رقم الآيات ٢٢ الى ٣٥)

ترجمہ: سوائے ان نمازیوں کے۔ جونماز کا التزام رکھتے (اور بلا ناغہ پڑھتے) ہیں۔ اور جن کے مال میں حصہ مقرر ہے۔ ان کے لئے بھی جو سوال کرتے ہیں اور ان کیلئے بھی جو سوال نہیں کرتے ہیں۔ اور جو روز جزا کو سچ سمجھتے ہیں۔ اور جو اپنے پروردگار کے عذاب سے خوف رکھتے ہیں۔ بیشک ان کے پروردگار کا عذاب ہے ہی ایسا کہ اس سے بیخوف نہ ہوا جائے۔ اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں سے کہ (ان کے پاس جانے پر) انہیں کچھ ملامت نہیں۔ اور جو لوگ ان کے سوا اور کے خواستگار ہوں وہ حد سے نکل جانے والے ہیں۔ اور جو اپنی امانتوں اور اقراروں کا پاس کرتے ہیں۔ اور جو اپنی شہادتوں پر قائم رہتے ہیں۔ اور جو اپنی نماز کی خبر رکھتے ہیں۔ یہی لوگ باغ ہائے بہشت میں عزت واکرام سے ہونگے۔

انسان کی کم ظرفی وطوطا چشمی

ان آیات سے سابق تین آیات میں فرمایا گیا ہے کہ انسان جی کا کچا ہے، کم ظرف ہے، اسے زندگی میں ناگوار حالات اور مصائب ومشکلات پہنچیں، تو صبر و ہمت کے بجائے، ہائے وائے، شور وفریاد، تقدیر و

Idara Ghufran

حالات کا اور خالق ومخلوق کا شکوہ شکایت کرنے بیٹھ جاتا ہے، جبکہ اس کے برعکس خوش گوار حالات، امن و عیش، اسباب حیات کی فراوانی اسے حاصل ہو، تو بالکل بے توفیقا بن جاتا ہے، اپنے ان اسباب و وسائل سے صحیح معنوں میں اور پورے طور پر نہ مخلوق کو فائدہ پہنچاتا ہے، نہ اللہ کے حقوق پورے کرتا ہے۔

حالانکہ آفت وراحت کی یہ دونوں حالتیں زندگی کا لازمہ اور اس زندگی میں اللہ کے امتحان وآزمائش کا حصہ ہیں کہ آیا آفت ومصیبت میں صبر وہمت اور رجوع الی اللہ کرتا ہے، یا بے صبری ومایوسی، کم ہمتی اور تقدیر کا شکوہ کرنے بیٹھ جاتا ہے، اسی طرح نعمت وراحت کی حالت میں عیش میں مگن ہوکر اور سفلی ونفسانی خواہشات کی اتباع کو مقصدِ زندگی بنا کر غافل وست ہوجاتا ہے، یا خلقِ خدا کی خدمت، ان کو نفع رسائی، رشتہ داروں کی ناداروں کی اعانت وصلح رحمی، اور اللہ کی عبادت وذکر میں مشغول ہوتا ہے، اور اللہ کے حلال وحرام اور جائز ناجائز کی پابندیوں کو ملحوظ رکھتا ہے۔

اہلِ ایمان کی آٹھ صفات

(1)...... نماز کی پابندی واہتمام کرنے والے، اور نماز کو خشوع وخضوع سے قائم کرنے والے، ہمیشہ پابندی واہتمام سے بھی پڑھتے ہیں، اور نماز کے فرائض، واجبات، مستحبات کا لحاظ رکھتے ہوئے پورے سکون اور خشوع وخضوع سے نماز پڑھتے ہیں۔ [1]

(2)...... اپنے اموال میں جو مالی حقوق شریعت نے فرض یا نفل درجہ میں ٹھہرا رکھے ہیں، ان کو ادا کرتے

---

[1] دائمون کے مفسرین نے از روئے لغت دو معنیٰ کئے ہیں، اور یہ لفظ ان دونوں معنوں میں قرآن مجید میں موقعہ بموقعہ استعمال ہوا ہے، ایک معنیٰ مداومت وہمیشگی اور پابندی کرنے کے ہیں، اور یہی اس کا زیادہ مشہور معنیٰ ہے، چنانچہ اردو میں بھی ہمیشگی کی طرح دوام کا لفظ بھی رائج ہے، جو بعینہٖ یہی ہے، اور حدیث میں ہے ''احب الاعمال الی اللہ ادومہا و ان قل'' کہ اللہ کو مرغوب ترین اعمال وہ ہیں، جو گوکہ مقدار میں کم ہوں، لیکن پابندی اور ہمیشگی کے ساتھ ہوں، تو حدیث میں بھی یہ لفظ اس ہمیشگی کے معنیٰ میں آیا ہے۔

دوسرا معنیٰ اس لفظ کا سکون اور ٹھہراؤ کے بھی آتے ہیں، چنانچہ عربی میں کھڑے پانی کو ''الماء الدائم'' بھی کہتے ہیں، یعنی پرسکون اور ٹھہرا ہوا پانی، جس میں کوئی تموج، اضطراب اور بہاؤ نہیں پایا جاتا، تو اس معنیٰ کو لے کر بعض مفسرین نے اس لفظ کا اس آیت میں معنیٰ سکون وٹھہراؤ سے کیا ہے، جس کا حاصل نماز میں خشوع وخضوع کو اپنانا ہے کہ نہ دل کو اِدھر اُدھر کے خیالات ووساوس کی طرف نقل و حرکت ہو، نہ اعضاء وجوارح متحرک ہوں، جیسے کئی نمازی نماز میں ہلتے، جھومتے، ہاتھ کو یا ہاتھوں کو بار بار استعمال کرتے ہیں، کبھی خارش ہوگی، تو کھجلانے لگیں گے، کبھی سر یا چہرے پر ہاتھ پھریں گے، کبھی کچھ، کبھی کچھ، تو یہ ساری سرگرمیاں تحرک واضطراب پر مبنی ہیں، خشوع وخضوع کے خلاف ہیں، اور بعض صورتوں میں نماز کو فاسد بھی کرنے والی ہیں، اور ناقص تو بہر حال کرہی دیتی ہیں۔

تو دونوں معنیٰ لینے میں کوئی حرج نہیں، اسی اعتبار سے ہم نے اوپر یہ تشریح کی کہ نماز کی پابندی کرنے والے اور خشوع وخضوع سے پڑھنے والے، پس آٹھ، کھاٹ اور تین سو ساٹھ سے کام نہیں چلے گا، یعنی جمعہ کے جمعہ صرف نمازِ جمعہ پڑھنا، یا جنازہ پڑھنا، یا سال بعد عید پڑھنا، جو بہت سے ہمارے دور کے مسلمانوں نے اپنا شعار بنالیا ہے، اور سمجھتے ہیں کہ مسلمانی کا حق ادا کردیا، یہ سخت غفلت ومحرومی ہے۔

ہیں، فرض حق مثلاً زکاۃ، عشر، صدقہ فطر، مختلف جنایتوں کے کفارے، زیرِ کفالت لوگوں کی کفالت کا اہتمام، صلح رحمی کے دائرے میں نسبی رشتہ داروں کی حاجت وضرورت میں امداد، اور نفلی درجہ میں ہر کارِ خیر و مصرفِ خیر میں تعاون، عام صدقہ وخیرات، رفاہی وفلاحی قومی واجتماعی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا، تعاون وامداد کرنا، قدرتی آفات یا انسانی فسادات میں متاثرین کی امداد وتعاون کرنا، ان کے روٹی کپڑا مکان کے لئے حصہ ڈالنا، اشاعتِ دین کے کاموں میں مالی ومادی ضروریات کی فراہمی میں حصہ لینا، یتیم بیواؤں کی خبر گیری کرنا وغیرہ۔ [1]

(3)...... بدلہ کے دن، قیامت کے دن کی تصدیق کرنے والے ہیں۔

(4)...... اپنے رب کی پکڑ اور عذاب سے ڈرنے والے ہیں۔ [2]

---

[1] آیت میں سائل ومحروم دو لفظ آئے ہیں۔
سایل سے مراد وہ فاقہ مست، غریب ہے، جو اپنی حاجت وضرورت ظاہر کرے اور تعاون کی طرف متوجہ کرے، اور محروم سے مراد سفید پوش، فاقہ مست غریب ہے، جو اپنی آبرو تھامے گھر میں خودداری کے ساتھ بیٹھا ہے، کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتا، یہ لوگ درحقیقت زیادہ مستحق ہیں، اور زیادہ توجہ کے لائق ہیں، کیونکہ ان کی حالت ظاہر نہیں ہوتی، عوام میں سطحی پن اور نمائشی کردار کا زیادہ حصہ ہوتا ہے، کسی کے مانگنے یا آنسو بہانے سے تو ان کو کچھ دینے کی طرف توجہ واہتمام ہوتا ہے، سفید پوش، خوددار مفلس وغریب ان کی طرف سے جائے بھاڑ میں، تو قرآن نے ان کو الگ ذکر کر کے مسلمانوں کو متوجہ کیا ہے، کہ کہیں یہ لوگ تمہاری غفلت یا بے فکری کی وجہ سے رُل نہ جائیں۔
اور اس طرح ''حق معلوم'' جو اس آیت میں مذکور ہیں، یعنی متعین مقرر کردہ حق، اس سے مراد زکاۃ، عشر وغیرہ کی مقداریں ہیں، جو خود شریعت نے متعین کی ہیں۔

[2] قیامت کے دن کی تصدیق جو ہر مومن کے ایمان کا جزء ہے، اور یومِ آخرت پر ایمان لائے بغیر آدمی مومن نہیں ہوسکتا۔
یہ عقیدہ ونظریہ مومن کی جو نفسیات بناتا ہے، اور جس شعور کی آبیاری کرتا ہے، وہ منکرینِ آخرت، کافر قوموں کی نفسیات سے بالکل مختلف چیز ہے، عقیدہ آخرت کی وجہ سے ایک مومن کے تحت الشعور میں یہ بات بیٹھی ہوتی ہے، جس کا اثر بالعموم اس کی زندگی کی ساری سرگرمیوں پر پڑتا ہے کہ وہ دنیا کی زندگی کو فانی وعارضی سمجھتا ہے، دنیا کو منتہائے مقصود نہیں قرار دیتا، دنیا کی زندگی کے اپنے اعمال و اقوال کی آخرت میں پرسش کا ڈر اور خوف رکھتا ہے، اس وجہ سے بہت سے برے کاموں سے بچ جاتا ہے کہ یہ جہنم میں لے جانے والے ہیں، نیک اور اچھے کاموں کی طرف جنت کی امید پر اور قیامت کے دن سرخروئی کی امید پر راغب ہوتا ہے۔
دنیا میں آفت ومصیبت پہنچے تو یہ سوچ کر تسلی پاتا ہے کہ یہ ناگواریاں عارضی اور وقتی ہیں، ان پر صبر کرلوں گا، تو ان کی وجہ سے آخرت میں خوشی وانعام حاصل ہوگا، اور دنیا کی راحت اور امن وعیش کو بھی عارضی وفانی سمجھتا ہے، اس کی وجہ سے سرکشی وبغاوت میں تکبر وظلم میں آگے نہیں بڑھتا کہ اس سے میری آخرت کھوٹی ہوگی، اور آخرت میں مجھ سے اس کی باز پرس اور سزا ہوگی، چنانچہ عقیدہ آخرت کا یہ ثمرہ ونتیجہ اس سے اگلی آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ فرمایا کہ وہ اپنے رب کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں، یہ آخرت کا خوف اور اللہ کے عذاب کا ڈر انسان کے دل سے نکل جائے، تو دنیا کا کوئی بھی قانون اسے جرم وخیانت، سرکشی وبغاوت سے باز نہیں رکھ سکتا، پھر خود قانون کے رکھوالے قانون توڑتے ہیں، اور قوم کے نگہبان وچوکیدار ہی درپردہ لٹیرے اور چور بن جاتے ہیں، اپنے منصب کو قوم کی خدمت کے بجائے ظلم اور لوٹ مار کے لئے استعمال کرتے ہیں، ان کو کنٹرول کرنے کے لئے اینٹی کرپشن ادارے بنتے ہیں، جو خود بھی کرپشن کرنے لگتے ہیں، پھر اس پر اینٹی اینٹی کرپشن ادارے بنتے ہیں۔ ھَلُمَّ جَرًّا۔

(5)...... اپنے شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، عفت مآب، حیادار، شریف اور عصمت و مروت والے ہوتے ہیں۔ ۱؎

(6)...... جو اپنی امانتوں کی اور عہد معاہدوں کی پاسداری کرتے ہیں۔ ۲؎

۱؎ ہر طرح کی کھلی چھپی خواہشات اور بے حیائیاں یہ مسلمان شخص اور مسلمان معاشرے میں سب سے کمیاب اور عفت و حیا، یہ اسلامی معاشرے کا شعار رہا ہے، مسلمانوں نے ہی یہ دولت ساری دنیا میں دورِ جاہلیت کو ختم کر کے پھیلائی تھی، افسوس کہ آج بکثرت مسلمانوں میں مسلمانی نہیں رہی، اسلامی معاشرے میں اسلامیت کی روح مفقود ہو رہی ہے۔

مسلمان ملکوں نے بالعموم سیکولرزم کا کلمہ پڑھ کر مغربی لادینیت و اباحیت کو گلے لگا رکھا ہے، اور خود مسلم اتھارٹیاں، مسلمان حکومتیں، اربابِ حل و عقد، مسلم معاشروں میں لادینیت اور سیکولرزم، خواہشات و منکرات کے تحت زندگی گزارنے کو لائف سٹائل بنانے کو ڈنڈے اور قانون کے زور پر اور پروپیگنڈہ مشینری اور میڈیائی جال کے ذریعے فروغ دینے میں جتے ہوئے ہیں۔

سورہ نور کی آیت نمبر 19 میں ان لوگوں پر سخت وعید آئی ہے اور دنیا و آخرت میں ان کو عذاب کی دھمکی اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (سورة النور، رقم الآية ١٩)

یہی شیخِ حرم ہے، جو چرا کر بیچ کھاتا ہے گلیم ابوذر، چادرِ زہرا، فقرِ سلمانی

۲؎ امانت کو حق دار تک پہنچانا، عہد معاہدہ، وعدہ جو کسی فرد نے فرد سے کیا ہو، یا گروہ و طبقے قوم و سوسائٹی نے دوسری قوم یا جماعت سے کیا ہو، اس کے نبھانے کی شریعت میں، قرآن و سنت کے نصوص میں جا بجا غیر معمولی تاکید آئی ہے، معاہدوں کو نبھانے کی روایت اور وعدہ پورا کرنے کا معاملہ مسلمانوں میں کس حد تک رہا ہے، دوسری قوموں میں تو شاید اس کے نظائر حالت امن اور عام معمول کی زندگی میں ملتے ہوں گے، جبکہ مسلمانوں نے حالتِ جنگ میں، ہنگامہ ضرب و حرب میں، معرکۂ موت و حیات میں، آگ و خون کے میدانوں میں بھی اس روایت کو اس حکم کو نبھایا ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں صحابۂ کرام کے شرق و غرب میں، روم و شام، مصر و ایران میں، جنگی معرکوں کی تاریخ میں کتنے ہی ایسے واقعات آپ کو ملیں گے کہ ایک ادنیٰ مسلمان لشکری نے لاعلمی میں یا کسی بھی وجہ سے کسی جماعت و گروہ کو امان دیدی، تو مسلمانوں کے امیر نے اس کو خود بھی نبھایا، اور پوری مسلمان قوم کو اس کی پاسداری کا پابند کیا، ہماری کتبِ سیَر میں، فقہی متون میں اور قرآن کی تفاسیر و شروحِ حدیث میں محققین اہلِ علم نے عہد کی پاسداری کی فقہی و قانونی جزئیات کو خوب واضح کیا ہے، اور ان کی تفصیلات سے کتابیں بھر دی ہیں۔

امانت کو اس کے اہل و حقدار تک پہنچانے میں یہ بھی ہے کہ کسی بھی عہدہ و منصب پر اس کے اہل کو میرٹ کی بنیاد پر فائز کیا جائے، اقربا پروری، رشوت، سفارشات اور مختلف نسلی و لسانی تعصّبات کی وجہ سے اہل کو چھوڑ کر نا اہل کو کوئی ذمہ داری سونپنا، حق دار کو نظر انداز کر کے غیر حقدار کو نوازنا، یہ سخت خیانت ہے، اور قومی و ملی اور معاشرتی سطح پر یہ طرزِ عمل ایک ایسا ناسور ہے، جو قوم و معاشرے کی بنیادیں ہلا ڈالتا ہے، اور اس کی جڑیں کاٹ دیتا ہے، اجتماعی زندگی سے امن و خوش حالی، سکھ چین رخصت کر کے خلفشار و انتشار قوموں اور گروہوں پر مسلط کر دیتا ہے، قوم کے اقتصادیات، اخلاقیات اور امور معاشرت کو برباد کر دیتا ہے، عروج کو زوال اور اقبال کو ادبار سے بدل دیتا ہے، بدعنوانی و کرپشن اور لوٹ مار کی ذہنیتوں کا دور دورہ ہو جاتا ہے۔

تمدنی، قومی و اجتماعی مناصب و ذمہ داریوں کے اہل لوگوں میں جوش و جذبہ، عزم و ہمت، شوق و ولولہ سرد پڑ جاتا ہے، اور کچھ کارنامے سر انجام دینے اور کمالات تک پہنچنے کے خواب چکنا چور ہو جاتے ہیں، جب وہ دیکھتے ہیں کہ ان کو نظر انداز کر دیا گیا ہے، نا اہل و نالائقوں کو ان پر مسلط کر دیا گیا ہے، جو نا اہلی کے باوجود امن و عیش میں ہیں، اور یہ اہلیت و قربانی اور بے لوث جذبات اور حسنِ کارکردگی کے باوجود رُل رہے ہیں، تو وہ یا تو منفی ردِ عمل کا شکار ہو کر تصادم و تزاحم کا راستہ اپناتے ہیں، جس سے خلفشار و خانہ جنگی معاشروں میں جنم لیتی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(7)...... جو اپنی گواہیوں اور شہادتوں پر قائم رہتے ہیں، ابن الوقت بن کر ہوا کے رخ کے ساتھ اپنا قبلہ نہیں بدلتے، اپنے اصول اور بنیادیں نہیں چھوڑتے، خوشامدیوں و چاپلوسوں، منافق و ابن الوقتوں کی طرح چال نہیں چلتے کہ ؎ ۲؎

چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی

(8)...... اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

ان آٹھ صفات کا آغاز بھی نمازوں سے ہوا تھا، اختتام بھی نمازوں پر ہو رہا ہے، اس سے نماز کی دین میں اہمیت اور قدر و قیمت اور مقام و مرتبہ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، اوپر اگر نماز کی پابندی اور ہیشگی مراد تھی، تو یہاں نماز کو اپنے جملہ آداب و مستحبات، احکام و متعلقات، اپنی روح اور اپنی سپرٹ و پاور کے ساتھ قائم کرنے کی طرف اشارہ ہے۔

ان ہی آداب و احکام سے نماز کی قیمت لگتی اور بڑھتی و چڑھتی رہتی ہے، جیسا کہ احادیث سے نماز کی بابت مثبت و منفی دونوں رُخ معلوم ہوتے ہیں، منفی رُخ یہ کہ بعض نمازیوں کی نماز ایسی ہوتی ہے کہ وہ ان کو بد دعاء دیتے ہوئے جاتی ہے، اور گندے کپڑے میں لپیٹ کر ان کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ہے، نفرت و عداوت اور تعصّبات کا ماحول قائم ہوتا ہے، یا زندگی کی سرگرمیوں سے مایوس ہو کر بے کار و معطل بن کر کنارے بیٹھ جاتے ہیں، اس طرح قوم و معاشرے اپنے ان جیسے لوگوں کی صلاحیتوں و مہارتوں سے فیض یاب ہونے، عروج و ترقی تک پہنچنے سے محروم ہو جاتے ہیں، یا دشمن ملکوں، مخالف قوموں اور معاشروں کے پاس جہاں ان کی قدردانی ہو سکتی ہو، سدھار جاتے ہیں، اور اس طرح ان کی صلاحیتیں و مہارتیں دوسروں کے کام آتی ہیں، حالانکہ ان کو پالا پوسا کسی اور نے ہے، بلکہ بعض دفعہ دشمن قوم ان کو ان کی اپنی قوم کے خلاف استعمال بھی کرتا ہے، اس کی ایک زندہ اور بھرپور مثال ہمارا پیارا دیس پاکستان بھی ہے۔ ؎

ہر شاخ پہ الو بیٹھا ہے انجام گلستاں کیا ہوگا

اسی وجہ سے حدیث میں صحابی کے پوچھنے کے جواب میں کہ قیامت کب آئے گی، آقا علیہ السلام نے جواب دیا تھا ''**اذا وسد الامر الی غیر اهله فانتظر الساعة**'' کہ جب امور و معاملات، مناصب و عہدے، اور ذمہ داریاں نااہل کو سونپی جانے لگیں، تو قیامت کا انتظار کرو، نااہل جس شعبے اور عہدے پر پہنچتا ہے، سمجھو اس شعبے اور نظام پر قیامت آ گئی۔

۲؎ گواہی کو چھپانا، گونگا شیطان بنا رہنا، حق کی حمایت اور اس کے لئے آواز بلند نہ کرنا، شہادت الزور یعنی جھوٹی گواہی دینا، یہ مومن کا طریقہ اور اہلِ ایمان کی شان نہیں۔

آج جھوٹی گواہیوں کو بھی کتنے ہی پیشہ وروں نے پیشہ بنایا ہوا ہے، عدالتوں میں انصاف کی طرح گواہیاں بھی بکتی ہیں، اور جتنا بڑا ظلم جتنی بڑی حق تلفی ہو، اسی اعتبار سے انصاف اور گواہی کا ریٹ لگتا ہے، دنیا کی چندروزہ متاع اور حقیر و خبیث پونجی کے لئے ایک پیشہ ور گواہ کتنے مظلوموں کو کال کوٹھریوں میں پھانسی کے پھندوں پر پہنچا دیتا ہے، کتنے حق داروں، یتیموں، کمزوروں اور غریبوں کے مال و جائیداد سے، ان کے حق سے ان کو محروم کر دیتا ہے۔

اور مثبت رُخ یہ ہے کہ یہ مومن کو اس کے مقامِ عروج اور مقامِ معراج تک پہنچا دیتی ہے، اللہ کے خاص قرب وولایت پر اسے فائز کر دیتی ہے، قیامت کے دن جب اعمال کا وزن ہوگا، تو کسی کی نماز بہت ہی اعلیٰ معیار کی اور وزنی ہوگی، کسی کی اس سے کم اور کسی کی اس سے کم وزنی ہوگی، کمیت وکیفیت، کوالٹی وکوانٹیٹی دونوں کا معائنہ اور وزن ہوگا، معیار ومقدار دونوں جانچے جائیں گے، مقدار میں برابر ہونے کے باوجود کہ مثلاً بہت سے لوگ پنج وقتہ نمازوں کو پابندی سے پوری پوری پڑھنے والے آئیں گے، اور اس اعتبار سے آپس میں برابر ہوں گے، لیکن معیار کے اعتبار سے دونوں کی نماز میں زمین وآسمان کا فرق ہو جائے گا۔

اللہ کرے ہر مسلمان نماز میں مقدار کے ساتھ معیار اور کوانٹیٹی کے ساتھ کوالٹی کو بھی ملحوظ رکھے۔

تو یہ نماز ہماری دنیاوی زندگی میں بھی انقلاب برپا کر دے گی، اور ہماری بخشش کا بھی ذریعہ بن جائے گی۔

سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمین سے آنے لگی یہ صدا ~~~ تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

برزمین چوں سجدہ کردم ززمین ندا برآمد ~~~ مرا خراب کردی بسجدۂ ریائی

چوں بطوافِ کعبہ رفتم درحرم رہم ندادند ~~~ تو بیرونِ درچہ کردی کہ درونِ خانہ آئی

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ (قسط2)

حق گوئی

برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ کھری بات کرنے اور حق گوئی پر عمل کرنے کے کردار کے مالک تھے، وہ ہمیشہ مداہنت اور چاپلوسی سے اپنے آپ کو بچا کر رکھتے تھے، جس کسی سے کوئی بات کہنے کی ضرورت محسوس ہوتی، تو حکمت کے ساتھ اس کا اظہار کر دیا کرتے تھے، البتہ اپنے سے بڑوں کے سامنے اپنی رائے کے اظہار میں عاجزی وتواضع کا انداز اور طرزِ عمل اختیار کیا کرتے تھے۔

ادارہ کے انتظامی اور شورائی معاملات میں آپ کی اس صفت کا کثرت سے مشاہدہ ہوتا تھا، آپ کے اس طرح کے طرزِ عمل سے بعض افراد کو اگرچہ وقتی طور پر ناگواری کا احساس ہوتا ہو، لیکن عموماً اس کے اچھے نتائج برآمد ہوا کرتے تھے، اور آج کل بہت سے لوگوں کا مزاج اس کے برعکس یہ ہے کہ وہ دوسرے کے سامنے اوپر سے میٹھے بنے رہتے ہیں، اور اندر سے دوسرے کے خیر خواہ نہیں ہوتے۔

ادارہ کے نظم وانتظام کی پابندی

کسی بھی ادارہ سے پائیدار اور خوشگوار تعلق کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس سے وابستہ کارکن اس کے قواعد وضوابط اور نظم وانتظام کی پابندی کرے۔

برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ اس چیز کا بھی خیال رکھتے بلکہ اہتمام فرماتے تھے، وہ ادارہ کے نظم وانتظام میں خلل ڈالنے کے بجائے اس پر عمل کرنے کا اہتمام فرمایا کرتے تھے، اور اپنے آپ کو ادارہ کا ادنیٰ خادم وملازم خیال کیا کرتے تھے، اور وقتاً فوقتاً اس چیز کا زبان سے اظہار بھی کیا کرتے تھے، بلکہ آپ کے طرزِ عمل سے بھی اس کا بلا تکلف اظہار ہوا کرتا تھا، آج کل کسی ادارہ کو اس طرح کے افراد کا میسر آجانا بڑی نعمت ہے، اور معاشرہ میں اس طرح کے افراد عنقاء اور کم ہوتے جا رہے ہیں۔

ادارہ کے نظم کی درستگی کی فکر

برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ کو ہمیشہ ادارہ کے نظم ونسق کی بہترائی ودرستگی اور ترقی کی فکر دامن

گیر رہتی تھی، اور اگر کبھی کسی کی طرف سے ادارہ کے نظم وضبط کی خلاف ورزی سامنے آتی تھی، تو ان کو اس کے ازالہ کی فکر رہتی تھی۔

اسی طریقہ سے ادارہ کی اشیاء کے فضول ضائع ہونے کا خدشہ ہونے پر بھی ان کو فکر لاحق ہوجاتی تھی، اور اس طرح کی چیزوں کی طرف وہ خود سے توجہ فرماتے رہتے تھے، جبکہ مدارس اور مساجد وغیرہ کے ساتھ وابستہ بہت سے حضرات اس طرح کی چیزوں کی طرف توجہ نہیں کرتے، جو قابلِ افسوس حالت ہے۔

مہمان نوازی

برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ میں مہمان نوازی اور دوسروں کی ضیافت واکرام کا بھی بڑا جذبہ تھا، وہ مہمانوں کی ضیافت واکرام میں اپنی حیثیت کے مطابق کمی وکوتاہی نہیں کیا کرتے تھے، ادارہ اور گھر میں سب جگہ ان کی یہ صفت نمایاں طور پر ظاہر ہوتی تھی۔

گفتگو کا انداز

برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ کی گفتگو میں حلاوت ومٹھاس شامل رہتی تھی، اور مخاطب کے ساتھ اس کے حسبِ حال مہذب اور شائستہ گفتگو کیا کرتے تھے، جس سے آپ کے مخاطب کافی اُنسیت محسوس کرتے تھے۔

افسوس کہ آج کل بہت سے اہلِ علم حضرات بھی شائستہ اور سلجھی ہوئی گفتگو کی نعمت سے محروم ہیں۔

بندہ کے ساتھ اُنس ومحبت

برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب کو بندہ کے ساتھ میرے بچپن سے ہی اُنس ومحبت کا تعلق قائم تھا، اور وہ میرے بچپن سے ہی میرے ساتھ شفقت ومحبت فرماتے تھے، اور اسی وجہ سے متعدد امور واسفار میں معیّت بھی حاصل ہوتی تھی، جس کو انہوں نے آخر تک نبھایا، اور بندہ کے ساتھ ادارہ غفران میں خدمات سرانجام دیں، اور ادارہ میں ہی خدمات کے انجام دینے کے دوران انتقال فرمایا۔

مال وزر سے استغناء

برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ کو دنیا کے مال وزر سے بھی لگاؤ نہیں تھا، اسی وجہ سے انہوں نے زندگی بھر اپنے لئے مال واسباب جمع کرنے کی فکر نہیں کی، اور جو کچھ گھر کا ساز وسامان مہیا کیا، اس کو بھی

اپنے نام پر جمع کر کے رکھنے یا اس پر اپنا قبضہ وتسلط جمانے کا اہتمام نہیں کیا۔

اور اسی وجہ سے سابقہ بیوی کے ساتھ نکاح قائم ہونے کے زمانہ میں جو کچھ مال واسباب اور جمع پونجی تھی، وہ آپ نے سب کی سب اپنی سابقہ بیوی کے حوالہ کر دی تھی، اور اسی حال میں اس سے علیٰحدگی اور کنارہ کشی اختیار کر لی تھی، پھر جب دوسری بیوی سے نکاح ہوا، اس کے بعد بھی آپ نے اپنے لئے مال واسباب جمع نہیں کیا، اور گھریلو اسباب پر خود اپنا تسلط وملکیت قائم رکھنے کا اہتمام نہیں کیا، اور آپ دنیا سے اس طرح رخصت ہو گئے، جیسا کہ آپ کو دنیا سے کوئی لگاؤ ہی نہ تھا۔

زندگی میں مختلف امراض کا سامنا

برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ کو اپنی زندگی میں مختلف امراض کا سامنا کرنا پڑا، چنانچہ متعدد مرتبہ آپ کے دماغ کی حالت بگڑی، بلڈ پریشر کی بیماری تو مدت سے آپ کو لاحق تھی، جو بعض اوقات زیادہ شدت اختیار کر لیتی تھی، جس کا اہم سبب آپ کے کچھ خانگی ومعاشرتی معاملات تھے، جن سے آپ کو پریشانی لاحق رہتی تھی۔

طب وحکمت کا تجربہ

آپ کو طب وحکمت سے کافی حد تک مناسبت تھی، آپ نے طب کا باقاعدہ کورس بھی کیا ہوا تھا، اور بعض اطباء سے اس کی مشق بھی کی تھی، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں شفاء رکھی تھی، چنانچہ آپ کے مجرب نسخوں سے بہت سے مریض صحت یاب ہوتے تھے۔

آپ کو یہ شکایت رہتی تھی کہ موجودہ دور میں اصل جڑی بوٹیوں کی دستیابی مشکل ہو گئی ہے، جس کی وجہ سے طبی اور دیسی نسخوں کا تیار کرنا مشکل ہو گیا ہے، اس وجہ سے وہ مریضوں کے لئے اشرف لیبارٹریز اور قرشی یا ہمدرد کی تیار شدہ دواؤں کو تجویز یا فراہم کیا کرتے تھے۔

اور اب کچھ عرصہ سے آپ کو ہومیو پیتھک دواؤں سے بھی غیر معمولی مناسب ہو گئی تھی، بعض مخصوص کمپنیوں کی ہومیو پیتھک دوائیوں کا کافی ذخیرہ آپ نے خرید کر جمع کر رکھا تھا، جو متعلقہ مریضوں کو فراہم کیا کرتے تھے، اور بہت سے مریضوں کو دوائیاں مفت اور فی سبیل اللہ بھی فراہم کرتے رہتے تھے، اور آپ سے وابستہ بیشتر مریضوں کو صحت یابی اور افاقہ محسوس ہوا کرتا تھا۔

عملیات میں مہارت

عملیات وتعویزات کے شعبہ میں آج بہت سے لوگوں کا رجحان پایا جاتا ہے، ادارہ غفران کی طرف بھی بہت سے لوگ عملیات وتعویزات کے لئے رجوع کیا کرتے تھے، اور اس شعبہ میں نااہل اور فاسد عقیدہ لوگوں کی بھرمار کی وجہ سے ضرورت محسوس کی جایا کرتی تھی کہ ادارہ غفران میں غیر رسمی انداز میں لوگوں کی یہ ضرورت پوری کی جائے۔ اس لئے بعض بزرگوں کے مشورہ سے ادارہ غفران کی طرف سے یہ خدمت حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ کو سپرد کی گئی، ان کو چونکہ عملیات کے شعبہ سے مناسبت تھی، اور بعض مستند عاملوں سے ان کو عملیات کی اجازت بھی تھی، اس لئے انہوں نے ادارہ کی طرف سے یہ خدمت آخر دم تک احسن طریقہ پر انجام دی، اور اس شعبہ میں پائی جانے والی افراط وتفریط سے بچ کر اعتدال کے ساتھ اس خدمت کو نبھایا، جس سے بہت سے افراد مستفید ہوئے، اور آپ کے عقیدت مندوں کا حلقہ وسیع تر ہو گیا۔

یہاں تک کہ جس دن آپ کو حادثہ پیش آیا، اس دن حادثہ سے پہلے بھی آپ نے متعدد افراد کو دم کیا، اور پھر دم کر کے ہی موٹر سائیکل پر روانہ ہوئے، اور آپ کو حادثہ پیش آیا۔

آپ نے ساٹھ سال سے کچھ کم عمر پائی، اور اپنے پیچھے ایک بیوہ، ایک بیٹا اور والدہ اور مجھ سمیت تین بھائی اور چار بہنیں چھوڑیں۔

آپ کے اکلوتے برخوردار ماشاء اللہ حافظ قرآن، عالم اور تخصص کے نصاب کے فاضل ہیں، جن کا نام مولانا محمد فرحان سلمہٗ ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کو آپ کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے، اور مرحوم کے درجات بلند فرمائے، ان کی آخرت کو دنیا سے بہتر کرے، اور ان کی آخرت کی تمام منازل کو آسان بنائے۔ آمین (جاری ہے............)

مقالات ومضامین مولانا طلحہ مدثر

حکیم محمد فیضان صاحب مرحوم

(سیرت وکردار کے چند روشن پہلو)

۱۸شعبان ۱۴۳۷ بمطابق ۲۶ مئی ۲۰۱۶ بروز جمعرات حکیم محمد فیضان صاحب مرحوم کا انتقال ہوگیا (اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ بخشش اور درگزر کا معاملہ فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے، اور ادارہ غفران کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے، اور ان کے لواحقین اور خصوصاً ان کے صاحبزادے مولوی فرحان صاحب کو صبرِ جمیل عطا فرمائے، اور والد کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے) بہت سے لوگ اپنی ذات میں پورا ایک ادارہ اور انجمن ہوتے ہیں، لیکن اس کا احساس اس کی زندگی میں عام طور پر نہیں ہوتا، جب کوئی فرد اس دنیا سے پردہ کرجاتا ہے تب احساس ہوتا ہے کہ اس شخص نے کتنے کام اور کتنی ذمہ داریاں اپنے سر لے رکھی تھیں، جنکو وہ بخوبی سرانجام دے رہا تھا، کسی کے اس دنیا سے چلے جانے سے دنیا کے کام نہیں رکتے، دنیا میں انبیاء، اولیاء صلحاء، شہداء، فاتحین، بادشاہ اور طرح طرح کے افراد جو اپنے شعبے میں بے نظیر، لاثانی اور یکتا سمجھے جاتے تھے اور اہل دنیا انکے بارے میں یہ تصور کیے بیٹھے تھے کہ اگر یہ نہ ہوں تو انکا متعلقہ شعبہ اور اسکا نظام درہم برہم ہوجائے گا لیکن انکی تمام تر صلاحیتوں کے باوجود وہ اس دنیا میں آئے بھی اور رب ذوالجلال کے وقت مقررہ پر اس دنیا سے رخصت بھی ہوگئے اور ان سب کی غیر موجودگی میں بھی وہ تمام شعبے جن میں یہ افراد منفرد مقام رکھتے تھے اسی طرح چل رہے ہیں جیسے انکی زندگی میں چل رہے تھے۔

یہ مشاہداتی عمل اس پر گواہ ہے کہ اصل نظام کائنات افراد پر نہیں بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے امر کن پر منحصر ہے، اللہ تعالیٰ کا یہ ایک خاص تکوینی نظام ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جانے والے کے بعد اسکی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی دیگر افراد میں صلاحیت پیدا فرمادیتے ہیں، لیکن کسی بھی فرد کی ان تمام تر خوبیوں اور صلاحیتوں کے ساتھ جو اس میں موجود تھیں خلا پر کرنا ممکن نہیں ہوتا، عین ممکن ہے کہ بعد میں آنے والا پہلے فرد سے بہتر طریقے پر انتظامات سنبھالے لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ ان تمام صفات اور خوبیوں کا بھی حامل وجامع ہو جو پہلے شخص میں موجود تھیں۔

اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کا نعم البدل عطا فرمادیتے ہیں کسی بھی جانے والے کی

Idara Ghufran

خدمات، قربانیوں اور اس کی ذات سے پہنچنے والی راحتوں اور فوائد کو نظرانداز کرنا یا ان کا اعتراف نہ کرنا نہ صرف اس جانے والی شخصیت کے ساتھ زیادتی اور اسکی حق تلفی ہے بلکہ ناشکری بھی ہے، کسی کی صلاحیتوں اور خوبیوں اور اس سے پہنچنے والی راحتوں اور فوائد کا اعتراف کرنا نہ استغناء کے خلاف ہے نہ ہی توکل علی اللہ کے، بلکہ حدیث کی رُو سے جو شخص لوگوں کا احسان مند نہ ہو، وہ اللہ تعالیٰ کا بھی احسان مند نہیں ہو سکتا۔

مجھے فیضان صاحب مرحوم کی آخیر عمر کے تقریبا ۱۳، ۱۴ سال تک انکو دیکھنے اور ان کے ساتھ وقت گزارنے کا موقعہ ملا (جن میں میری طالب علمی کا زمانہ بھی شامل ہے) اور کسی شخص کے زندگی کے بارے میں رائے دینے یا اپنے خیالات کے اظہار کے لیے اتنا وقت عموما معتد بہ شمار ہوتا ہے، ان سالوں میں مجھے تقریبا انکو ہر حالت اور کیفیت میں دیکھنے کا موقع ملا ہے غصے میں، شفقت میں، مرض میں، صحت میں، مجلس میں، تنہائی میں، گھر میں، گھر سے باہر ان سب حالات کا جائزہ لینے کے بعد میں یہ کہنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتا کہ وہ بذات خود ایک بہت ہی باکمال، باصلاحیت اور بہت سے اوصاف وصفات کے حامل تھے، انسان ہونے کے ناطے کمی کوتاہیاں اور خامیاں ہر انسان میں ہوتی ہیں، انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی ذات مقدسہ کے علاوہ کسی شخص کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ ہر قسم کی خامی اور کوتاہی سے مبرا اور پاک ہے، بظاہر ایک خلاف حقیقت اور مبالغہ آمیز بات ہے، لیکن اگر کسی شخص کی صفات اور خوبیاں اسکی خامیوں پر غالب ہوں تو اسکی خامیاں نا قابل اعتبار اور معدوم کے درجے میں تصور کی جاتی ہیں اور اس کو اچھے الفاظ میں یاد کیا جاتا ہے۔

کسی بھی فرد کے اس دنیا سے پردہ کرنے کے بعد اسکی خامیوں کا تذکرہ اور ان پر تبصرہ کرنا شرعا ممنوع ہونے کے ساتھ ساتھ اخلاقا بھی انتہائی نازیبا حرکت ہے، البتہ اگر کسی میں کوئی خوبی ہو جس میں دوسرے افراد کے لیے راہنمائی اور عبرت ہو تو اسکا تذکرہ کرنا فائدے سے خالی نہیں ہوتا، حکیم صاحب مرحوم کی وفات ایک حادثے کے سبب ہوئی جسکا افسوس بہت زیادہ ہے لیکن اس حادثے کو روک لینا یا بدل دینا ہمارے اختیار میں نہیں ہے لہذا جو چیز ہمارے اختیار میں ہے یعنی انکی صفات کو اپنانا جس کی وجہ سے انکو اچھے الفاظ میں یاد کیا جا رہا ہے اسی کا تذکرہ فائدہ مند ہے، اللہ تعالیٰ ہر فرد کو کچھ خصوصیات اور صفات عطا فرماتا ہے جو اسکی شخصیت کو دوسرے سے ممتاز بنا دیتی ہیں، اور اگر یہ صفات اس شخص کے دنیاوی عہدے اور ذمہ داری کے لیے عین موضوع اور مناسب ہو، تو ایسا شخص اپنی ان خصوصیات سے اس ذمہ داری کے نباہنے میں آئیڈیل اور مثالی بن جاتا ہے۔

حکیم صاحب مرحوم میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی صفات رکھی تھیں لیکن انکی جن صفات نے مجھے خاص طور پر متاثر

کیا، میں ان کا تذکرہ کروں گا، ادارے میں ان کے ذمہ عمومی انتظام کے علاوہ آمد وخرچ کا حساب کتاب رکھنا اور کسی بھی خرچے وغیرہ کے لیے رقم فراہم کرنا اور تعویذات وعملیات سے متعلق لوگوں کے مسائل حل کرنا وغیرہ تھا اوران کی یہ تمام متاثر کن صفات انکے عہدے اور ذمہ داری کے لیے ناگزیر وعین مطابق تھیں۔

چنانچہ انکی اچھی صفات میں سے ایک صفت یہ تھی کہ اگر وہ کسی بات کو حق سمجھتے تھے تو اسکو بیان کرنے میں نہ کسی قسم کے دباؤ کا شکار ہوتے تھے اور نہ ہی کسی قسم کی مداہنت سے کام لیتے تھے، اس حق گوئی وراست بازی میں وہ اپنے کسی دنیاوی نفع ونقصان کو خاطر میں نہیں لاتے تھے، اور نہ ہی کسی مصلحت کے تحت سمجھوتے کے قائل تھے، اگر کوئی بات انکے نزدیک درست نہیں ہے تو وہ اسکا برملا اظہار کردیتے تھے پھر خواہ سامنے والا چھوٹا ہو، بڑا ہو، اپنا ہو، پرایا ہو، عالم ہو، مفتی ہو، رشتہ دار و تعلق دار ہو یا پھر ادارے کا مدیر ہی کیوں نہ ہو، سامنے والے کی ناراضگی یا تعلق کو مدنظر رکھے بغیر وہ اپنا مؤقف واضح کردیتے، اور اس معاملے میں وہ کسی ''لومۃ لائم'' کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

ان کی دوسری متاثر کن خوبی یہ تھی کہ انکی مدح سرائی اور تعریفوں کے پل باندھ کر اور خود کو انکا ہمدرد باور کرا کر ان سے اپنا کام نکلوانا ممکن نہیں تھا لہذا جو افراد چاپلوسی اور چغل خوری کے ذریعہ دوسروں کی ٹانگیں کھینچتے ہوئے ترقی کے خواہش مند ہوتے ہیں ایسے افراد کی ان کے سامنے دال نہیں گلتی تھی اور اکثر منہ کی کھانی پڑتی تھی، یہ خوبی ایسی ہے جو صرف علم سے حاصل نہیں ہوسکتی بلکہ اسکے لیے زندگی کے دشوار گزار راستوں کے نشیب وفراز سے گزرنا پڑتا ہے اور گھاٹ گھاٹ کا پانی پینا پڑتا ہے، جس میں علم سے زیادہ تجربہ معنی رکھتا ہے، ایسا فرد جو صرف صاحب علم ہو اس معاملے میں دھوکہ کھا سکتا ہے لیکن صاحب تجربہ اکثر محفوظ رہتا ہے، یہ الگ بات ہے کہ بعض اوقات وہ دانستہ طور پر خود کو سامنے والے کی باتوں کے اصل مقاصد سے انجان ظاہر کرتے تھے۔

حکیم صاحب مرحوم کی تیسری خوبی یہ تھی کہ انہوں نے زندگی بھر (میری معلومات کے مطابق) تعویذات وعملیات کے کام پر پیش آنے والے حقیقی اخراجات کے علاوہ معاوضہ نہیں لیا (گو حدودِ شرعی میں رہ کر معاوضہ لینے میں کوئی حرج بھی نہیں) لوگوں کے عقائد اور اخلاق کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ اس شعبے میں لوگ آنکھیں بند کر کے بلا دریغ پیسہ خرچ کرنے کے لیے تیار ہوتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے عمل پر منہ مانگی رقم ادا کرنے پر رضا مند ہوتے ہیں، معاشرے کی اس حالت کے پیش نظر یہ ممکن نہیں کہ حکیم صاحب مرحوم کو انکے عملیات سے وابستہ تمام زمانہ میں کبھی کسی ناجائز عمل کروانے کے لیے

مال ودولت کی پیشکش نہ کی گئی ہو،ایسے موقع پر اپنے دین کو سلامت رکھنا کسی کرامت سے کم نہیں ہے،اس شعبے میں تو ایسے جعلی عاملوں کی کمی نہیں جو راتوں رات بنگلوں،کوٹھیوں اور کاروں کے مالک بن جاتے ہیں لیکن حکیم فیضان صاحب مرحوم کی شان اس سے کچھ الگ تھی ان کی وراثت میں نہ کوئی بنگلہ،کوٹھی یا ذاتی مکان تھا اور نہ ہی اپنی کوئی ذاتی سواری تھی،وسائل وذرائع کی عدم دستیابی کے سبب سادہ زندگی گزارنا اتنا بڑا مجاہدہ نہیں ہے،اصل مجاہدہ تو یہ ہے کہ وسائل کی فراوانی ہو،دنیاوی اسباب بھی میسر ہوں یا وسائل اور مادی ساز وسامان حاصل کرنے کے مواقع ہوں،پھر بھی انسان ان کے حصول سے رُکا رہے،اور قناعت وتوکل کے ساتھ سادہ زندگی گزارے۔

یہ ساری صفات جن کا اوپر ذکر ہوا کہنے کو بہت چھوٹی سی چیز معلوم ہوتی ہے لیکن زندگی کے کسی موڑ پر جب اس پر عمل کرنے کا موقع آتا ہے تو بڑے بڑے نامور اصحابِ جبہ ودستار کے قدم لڑکھڑا اور ڈگمگا جاتے ہیں،ان صفات پر عمل کی دشواری واہمیت کا الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں جب کبھی اس پر عمل کرنے کا موقع آئیگا تو ہر شخص خود اس کی اہمیت کو مشاہدہ کرلیگا۔

آخر میں عرض ہے کہ کسی بھی ادارے،ٹرسٹ،یا تنظیم وغیرہ کی مثال ایک عمارت کی طرح ہے جسکی بنیاد بہت محنت سے کھودی اور بنائی جاتی ہے پھر اس پر ڈھانچہ کھڑا ہوتا ہے پھر پلستر،رنگ،روغن وغیرہ غرض مختلف قسم کی تزیین وآرائش ہوتی ہے جس کے بعد وہ عمارت پرکشش جاذب نظر اور دیکھنے والے کو اپنا گرویدہ بنانے کے قابل ہوجاتی ہے لیکن دیکھنے والے کو ہمیشہ اسکی ظاہری خوبصورتی ہی نظر آتی ہے دیکھنے والے کا ذہن اسکی بنیاد میں کی گئی محنت کی طرف نہیں جاتی،بنیاد میں کی گئی محنت اور جدوجہد اس کی ظاہری خوبصورتی میں کہیں پوشیدہ اور گم ہوجاتی ہے لیکن اس پوشیدگی کے باوجود بھی اسکی اہمیت اپنی جگہ برقرار رہتی ہے چنانچہ اگر بنیاد کمزور یا خستہ حال ہوجائے تو یہ ظاہری خوبصورتی اور حسن بھی زیادہ عرصہ برقرار نہیں رہ سکتا،اسی طرح ہمارے ادارے (اللہ تعالیٰ اس کو دن دگنی رات چگنی ترقی عطا فرمائے) کی بھی بنیاد ہے جس میں حکیم صاحب مرحوم کے ساتھ ساتھ دیگر کئی افراد کی محنت اور جوانی کی صلاحیتیں خرچ ہوئی ہیں،میری قارئین سے عاجزانہ درخواست ہے کہ جب کبھی ادارہ کی کسی علمی یا دینی کاوش سے استفادے کا موقع ملے تو ایک بار ضرور حکیم فیضان صاحب مرحوم اور ادارے کے ان بنیادی افراد کے لیے دعا فرمادیا کریں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ انکی خدمات کو قبول فرمائے اور انکی محنت کو دنیا وآخرت میں کامیابی کا ذریعہ بنائے۔آمین۔

بسلسلہ :تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ رجب: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ رجب ۶۵۲ھ: میں حضرت کمال الدین ابوسالم محمد بن طلحہ بن محمد بن حسن قرشی عدوی نصیبی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء، ج۲۳ ص ۲۹۴)

□......ماہِ رجب ۶۵۸ھ: میں حضرت محی الدین محفوظ بن علی بن عمر تمیمی دمشقی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۲ ص ۱۲۷)

□......ماہِ رجب ۶۵۹ھ: میں حضرت ابوالحسن محمد بن انجب بن ابی عبداللہ بن عبدالرحمٰن بغدادی صوفی نعال رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج۲۳ ص ۳۴۴)

□......ماہِ رجب ۶۵۹ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن حامد بن احمد بن حمد بن حامد ارتاحی مصری حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء، ج۲۳ ص ۳۵۱)

□......ماہِ رجب ۶۶۰ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن اسماعیل بن ابی العلاء بن راشد ادیب دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۲ ص ۱۹)

□......ماہِ رجب ۶۶۳ھ: میں حضرت عزالدین ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن عبداللہ بن محمد مقدسی صالحی حنبلی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۲ ص ۱۳۱)

□......ماہِ رجب ۶۷۱ھ: میں حضرت عبادہ بن عبدالغنی بن منصور بن منصور حرانی دمشق حنبلی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۱ ص ۳۱۶)

□......ماہِ رجب ۶۷۴ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن عبدالقادر بن صائغ انصاری شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۲ ص ۲۲۱)

□......ماہِ رجب ۶۷۷ھ: میں حضرت ابوالمنجی مؤمل بن محمد بن علی بالسی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔ (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۲ ص ۳۴۹)

□......ماہِ رجب ۶۷۹ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن مسعود عبسی بغدادی کمرناتی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۲ ص ۲۰۱)

☐......ماہِ رجب ۶۸۴ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن محمد بن حسین بن عبدک کنجی صوفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۲ ص۲٦۷)

☐......ماہِ رجب ۶۸۵ھ: میں حضرت جمال الدین محمد بن احمد بن محمد بن عبداللہ بن سجمان وائلی بکری اندلسی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۲ ص۱۵٦)

☐......ماہِ رجب ۶۸۸ھ: میں حضرت فخر الدین عبدالرحمٰن بن یوسف بن محمد بن نصر بعلبکی حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۱ ص۳۸٦)

☐......ماہِ رجب ۶۹۵ھ: میں حضرت شرف الدین ابوالسناء محمود بن محمد بن احمد بن مبادر تاذفی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۲ ص۳۳۲)

☐......ماہِ رجب ۶۹۵ھ: میں حضرت اِمِ محمد سیدہ بنتِ موسیٰ بن عثمان بن عیسیٰ بن درباس مارانیہ مصریہ رحمہا اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۱ ص۲۹۴)

☐......ماہِ رجب ۶۹٦ھ: میں حضرت ابوالہدیٰ عیسیٰ بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن مسعود انصاری بستی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۲ ص۸۸)

☐......ماہِ رجب ۶۹۸ھ: میں حضرت ابوالقاسم محمود بن محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن سلطان قرشی زکوی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۲ ص۳۳۳)

☐......ماہِ رجب ۶۹۹ھ: میں حضرت خدیجہ بنتِ یوسف بن غنیمۃ بن حسین بغدادیہ دمشقیہ رحمہا اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۱ ص۲۳۴)

☐......ماہِ رجب ۶۹۹ھ: میں حضرت ابوموسیٰ سنجر بن عبداللہ بن بر لی ترکی صالحی دواداری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۱ ص۲۷۴)

☐......ماہِ رجب ۶۹۹ھ: میں حضرت جمال الدین ابومحمد عبدالواحد بن کثیر بن ضرعام مصری دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۱ ص۴۲٦)

☐......ماہِ رجب ۶۹۹ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن ابراہیم بن یحییٰ بن عبدالرزاق زبیدی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۲ ص۹)

Idara Ghufran

علم کے مینار | امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (قسط:8) | مولانا غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

آپ کے متعلق ائمہ کی آراء

امام شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ امام مالک رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو دیکھا ہے؟

تو امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہاں! اور اگر ابوحنیفہ یہ کہتے کہ یہ ستون سونے کا ہے، تو وہ اپنے قول سے اس کو ثابت کر دیتے، کیونکہ انہیں تفقہ اس طرح عطاء کیا گیا ہے کہ یہ ان کے لئے کوئی مشکل کام نہیں۔ [1]

اور ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوحنیفہ (رحمہ اللہ) سے زیادہ کسی کو فقہ جاننے والا نہیں دیکھا، اور آپ کا یہ قول تو مشہور ہے کہ جو شخص فقہ میں تبحّر چاہتا ہو، اسے چاہئے کہ وہ فقہ میں ابوحنیفہ (رحمہ اللہ) کی پیروی کرے، اور اسی طرح جو شخص فقہ جاننا چاہتا ہے، اسے چاہئے کہ وہ ابوحنیفہ کی شاگردی اختیار کرے، یا پھر آپ کے شاگردوں کی شاگردی اختیار کرے اور نیز یہ کہ تمام اہلِ علم فقہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے عیال دار ہیں۔ [2]

اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ابوحنیفہ، علم، زہد، تقویٰ اور طلبِ آخرت میں بلند مقام پر فائز ہیں، جہاں کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا۔

خلیفۂ وقت ابوجعفر منصور کی طرف سے جب آپ کو عہدۂ قضا قبول کرنے کی پیشکش کی گئی، مگر آپ نے اس عہدہ کو قبول نہ کیا، جس کے بدلہ میں آپ کو کوڑے مارے گئے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنے جسم پر

---

[1] أحمد بن الصباح، سمعت الشافعي، يقول :قيل لمالک :هل رأيت أبا حنيفة؟ قال :نعم، رأيت رجلا لو كلمک فی هذه السارية أن يجعلها ذهبا لقام بحجته (مناقب الإمام أبی حنيفة وصاحبيه للذهبی، ص ٣٠)

[2] خرملة بن يحيى قال سمعت الشافعي يقول من لم ينظر فی كتب أبی حنيفة لم يتبحر فی الفقه (أخبار أبی حنيفة وأصحابه للصيمری، ص ٨٧)

المزنی وغيره، سمعت الشافعي، يقول :الناس عيال على أبی حنيفة فی الفقه (مناقب الإمام أبی حنيفة وصاحبيه للذهبی، ص ٣٠)

Iqra Ghufran

کوڑے لگنے کے بعد آپ کے اس واقعہ کو یاد کرتے، تو بے اختیار رو پڑتے، اور آپ کے حق میں رحمت و مغفرت کی دعاء کرتے۔ ۱

اور مشہور تابعی سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ جو شخص علم مغازی حاصل کرنا چاہتا ہے، اس کو مدینہ کا سفر کرنا چاہئے، اور جو شخص مناسکِ حج کا علم حاصل کرنا چاہتا ہے، پس وہ مکہ کا سفر کرے، اور جو شخص فقہ کا علم حاصل کرنا چاہتا ہے، تو اُسے چاہئے کہ وہ کوفہ کی راہ پکڑے، اور امام ابوحنیفہ کے تلامذہ کی صحبت اختیار کرے۔ ۲

اور اسی طرح مشہور تابعی عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث واثر کے بعد اگر کسی معاملہ میں رائے کی ضرورت ہو، تو امام مالک، سفیان ثوری اور ابوحنیفہ رحمہم اللہ کی رائے زیادہ معتبر ہے، اور ابوحنیفہ (رحمہ اللہ) ان سب میں زیادہ فقہ جاننے والے ہیں، وہ دقتِ نظر کے ساتھ فقہ کی تہہ میں پہنچتے ہیں، اور اگر کسی کے لئے یہ مناسب ہو کہ وہ فقہ کے معاملے میں (قرآن وسنت کے بعد) رائے سے بات کرے، تو ابوحنیفہ (رحمہ اللہ) اس چیز کے زیادہ حقدار ہیں، اور کسی مسئلہ کی بابت ابوحنیفہ اور سفیان ثوری متفق ہو جائیں، تو میں فقہ وفتویٰ اپنے اور اللہ کے درمیان ان کو حجت بناتا ہوں۔

اور فرماتے ہیں کہ اگر اللہ نے مجھے ابوحنیفہ اور سفیان ثوری سے نہ ملایا ہوتا، تو شاید میں بھٹکا ہوا ہوتا۔ ۳

---

۱ إسماعيل بن سالم البغدادى يقول ضرب أبو حنيفة على الدخول فى القضاء فلم يقبل القضاء .
قال :وكان أحمد بن حنبل إذا ذكر ذلك بكى وترحم على أبى حنيفة وذلك بعد أن ضرب أحمد (تاريخ بغداد للخطيب البغدادى، ج٦ ص ٩٥)

۲ ابن كاسب قال سمعت سفيان بن عيينة يقول من أراد المغازى فالمدينة ومن أراد المناسك فمكة ومن أراد الفقه فالكوفة ويلزم أصحاب أبى حنيفة (أخبار أبى حنيفة وأصحابه للصيمرى، ص ٨٢)

۳ إبراهيم البزاز قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد قال ثنا الحمانى قال سمعت ابن المبارك يقول إذا اجتمع سفيان وأبو حنيفة على شيء جعلتهما حجة فيما بيني وبين الله فيما أفتي به من دينه...... محمد بن مقاتل قال سمعت ابن المبارك قال إن كان الأثر قد عرف واحتيج إلى الرأى فرأى مالك وسفيان وأبى حنيفة وأبو حنيفة أحسنهم وأدقهم فطنة وأغوصهم على الفقه وهو أفقه الثلاثة (أخبار أبى حنيفة وأصحابه للصيمرى، ص ٨٤)
وعن ابن المبارك، قال :لولا أن الله قد أدركنى بأبى حنيفة وسفيان لكنت بدعيا (مناقب الإمام أبى حنيفة وصاحبيه للذهبى، ص ٣٠)
سلمة بن شبيب، سمعت عبد الرزاق، سمعت ابن المبارك، يقول :إن كان أحد ينبغى له أن يقول برأيه، فأبو حنيفة (ايضاً ٣١)

اور حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے حلقۂ درس میں شریک حضرات فرماتے ہیں کہ جب ہم حضرت عطاء کے حلقۂ درس میں ہوا کرتے تھے، تو آگے پیچھے ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے، لیکن جب ابوحنیفہ تشریف لایا کرتے تھے، تو ان کے لئے جگہ خالی کردی جاتی تھی، اور حضرت عطاء آپ کو اپنے قریب بٹھایا کرتے تھے۔ [1]

اور مغیرہ فرماتے ہیں کہ آپ کی مجلس تفقہ سے بھرپور ہوتی تھی، اور اگر آپ کے استاذ ابراہیم نخعی آج زندہ ہوتے، تو وہ ضرور آپ کی ان مجالس میں شرکت کرتے۔

مشہور صوفی بزرگ بشر بن حافی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر آپ کو کسی معاملہ میں آثار وسنن کی ضرورت ہو، تو آپ سفیان ثوری کو لازم پکڑیں، اور اگر ان آثار وسنن میں مدفون مسائل، علل اور حکمتوں کی ضرورت ہو، تو آپ ابوحنیفہ کو لازم پکڑیں۔

اور متعدد بزرگانِ دین کا فرمانا ہے کہ آپ اپنا قول واجتہاد اور اپنی رائے خوب غور وفکر اور اطمینان کے بعد اپنے تلامذہ اور حلقۂ درس کے احباب کے سامنے پیش کیا کرتے تھے، لیکن اگر کبھی اس کے مقابلے میں کوئی حدیث یا اثر مل جاتا، تو آپ فوراً اس سے رجوع فرمالیتے تھے۔ [2]

اس کے علاوہ آپ کے متعلق اور بھی بہت سے اقوال ائمہ مذاہبِ اربعہ اور دیگر بزرگ ہستیوں متقدمین اور متاخرین سے منقول ہیں، جو اس بات پر دال ہیں کہ قدرتِ خداوندی نے آپ کو بے پناہ علم، ذہانت اور فہم وفراست سے نوازا تھا، اور آپ فقہ اور مسائل کے استخراج واستنباط میں جیّد الدین، حاضر الفہم، نہایت ذہین اور فطین تھے، اور آپ تقویٰ باطنی وظاہری کے حامل تھے، مخلوقِ خدا نے جس طرح آپ کی زندگی میں آپ سے فیض حاصل کیا، اسی طرح آپ کی وفات کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔

(جاری ہے)

---

[1] حفص بن يحيى قال ثنا محمد بن أبان عن الحارث ابن عبد الرحمن قال كنا نكون عند عطاء بعضنا خلف بعض فإذا جاء ابو حنيفة أوسع له وأدناه (أخبار أبى حنيفة وأصحابه للصيمرى، ص ٨٩)

[2] عن جرير، قال :قال لى مغيرة :جالس أبا حنيفة تفقه، فإن إبراهيم لو كان حيا لجالسه.

بشر الحافى، سمعت عبد الله بن داود الخريبى، يقول :إذا أردت الآثار، فسفيان الثورى، وإذا أردت تلك الدقائق فأبو حنيفة.

الحسن بن صالح، يقول :كان أبو حنيفة فهما بعلمه متثبتا فيه، إذا صح عنده الخبر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يعده إلى غيره (مناقب الإمام أبى حنيفة وصاحبيه للذهبى، ص ٢٧)

مولانا محمد ناصر

تذکرۂ اولیاء

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، لقب فاروق، خلفائے راشدین میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد ہیں، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے صحابہ میں سے اور اسلامی تاریخ میں عظیم ترین شخصیات میں سے ہیں، آپ اُن دس صحابہ میں سے ہیں، جنہیں دنیا میں ہی جنت کی خوشخبری سُنادی گئی تھی، آپ بڑے علم والے اور دنیا سے بے رغبت رہنے والے صحابہ میں سے بھی ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ۲۲/ جمادی الاخریٰ سنہ ۱۳ھ بمطابق ۲۳/ اگست ۶۳۴ء کے بعد اسلامی خلافت کے امیر آپ ہی مقرر ہوئے، ظلم اور ناانصافی کے خلاف حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا عدل وانصاف بھی عظیم الشان تھا، ظالم چاہے مسلمان ہو یا غیر مسلم، آپ نے ہمیشہ عدل وانصاف کا ساتھ دیا، اور ظلم کے خلاف کھڑے ہوئے، آپ کو فاروق لقب حاصل ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے، کہ آپ حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والے تھے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اسلامی تاریخ ہجری کے بانی بھی ہیں، آپ کے دور میں اسلامی خلافت عروج کی انتہا تک پہنچی، چنانچہ آپ کی خلافت کے زمانہ میں اسلامی سلطنت کو عراق، مصر، لیبیا، شام، فارس، خراسان تک وسعت حاصل ہوئی، آپ ہی کے زمانۂ خلافت میں بیتُ المقدس اسلامی خلافت میں شامل ہوا، آپ کی عسکری وانتظامی نظر کی وجہ سے اسلامی فوجی نظام تشکیل پایا۔

آپ کے فضائل ومناقب بہت عظیم الشان ہیں، جو احادیثِ مبارکہ میں محفوظ ہیں۔

اولاً تو آپ کو صحابیت کا شرف حاصل ہے، جسے اس امت کا بہترین طبقہ قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ :قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ (مسلم، رقم الحديث ٢٥٣٣" ٢١١"، بخاری، رقم الحديث ٢٦٥٢)

Idara Ghufran

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ بہترین لوگ کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ (بہترین لوگ) میرے زمانے کے ہیں، پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے، پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے (مسلم، بخاری)

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ بِالْجَابِيَةِ ، فَقَالَ :قَامَ فِينَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامِي فِيكُمْ، فَقَالَ " :اسْتَوْصُوا بِأَصْحَابِي خَيْرًا، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَبْتَدِءُ بِالشَّهَادَةِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا، فَمَنْ أَرَادَ مِنكُمْ بَحْبَحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمُ الْجَمَاعَةَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ، وَهُوَ مِنَ الِاثْنَيْنِ أَبْعَدُ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۱۴، ابن ماجه، رقم الحدیث ۲۳۶۳،باسناد صحیح ، رجاله ثقات)

ترجمہ: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جابیہ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے جیسے میں کھڑا ہوا ہوں، اور فرمایا کہ میں تمہیں اپنے صحابہ کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہوں، یہی حکم ان کے بعد والوں کے ساتھ بھی ہے، پھر یہی حکم ان کے بعد والوں کے ساتھ بھی ہے، اس کے بعد جھوٹ اتنا عام ہوجائے گا کہ گواہی کی درخواست کیے جانے سے پہلے ہی آدمی گواہی دینے کے لئے تیار ہوجائے گا، سوتم میں سے جو شخص جنت کا ٹھکانہ چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ "جماعت" کو لازم پکڑے، کیونکہ اکیلے آدمی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے اور شیطان دو سے دور ہوتا ہے (مسند احمد، ابن ماجہ)

اس طرح کی حدیث حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ [1]

ان احادیث میں صحابہ کو پوری امت میں بہتر بتلایا گیا ہے، اور صحابہ کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت اور نصیحت کی گئی، جس کا مطلب ہے کہ صحابۂ کرام کو ساری امت پر فضیلت اور برتری حاصل ہے، اور صحابۂ کرام کی شان میں گستاخی کرنا ممنوع ہے۔

---

[1] قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي مِنْهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، قَالَ :وَلَا أَدْرِي أَذَكَرَ الثَّالِثَ أَمْ لَا، ثُمَّ تَخْلُفُ أَقْوَامٌ يَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ يُهْرِيقُونَ الشَّهَادَةَ، وَلَا يَسْأَلُونَهَا " قَالَ :وَإِذَا هُوَ بُرَيْدَةُ الْأَسْلَمِيُّ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۲۹۶۰، صحیح لغیرہ، رجاله ثقات)

پیارے بچو!

حافظ محمد ریحان

غیبت اور بہتان (قسط1)

پیارے بچو! آپ کے دوست ہوں گے، اور آپ ان کے ساتھ کھیلتے ہوں گے، کبھی کبھار آپ کے دوست یا بہن بھائی کی کوئی بات آپ کو بُری لگتی ہوگی، یا ان کے اندر ایسی عادات اور خصلتیں ہوں گی، جو آپ کو پسند نہیں، آپ اُن کی یہ عادتیں، خصلتیں کسی تیسرے دوست یا اور کسی کو بتاتے ہوں، تو جس دوست کی آپ بات بتا رہے ہیں، اسے بُرا بھی لگے گا، اور آپ سے دل میں نفرت، بغض اور بدلہ لینے کی آگ اس کے سینے میں بڑھکے گی، اور ہوسکتا ہے کہ اس کے نتیجے میں وہ آپ کو کوئی جانی و مالی نقصان پہنچادے، دیکھو کتنی بُری چیز ہے یہ، اگر آپ تھوڑا سا صبر کر لیتے اور اپنے دوست کی بُری لگنے والی بات یا عادت کو یہ کہہ کر دماغ سے نکال دیتے کہ ہوسکتا ہے مجھ میں اس سے بڑی خرابیاں ہوں، شریعت کی زبان میں اس طرح کسی مسلمان کی پیٹھ پیچھے اس کے عیب بیان کرنا اور اسے برا بھلا کہنا غیبت کہلاتا ہے، جس پر قرآن مجید میں سخت مذمت بیان ہوئی ہے، اور مسلمانوں کو غیبت سے منع کیا گیا ہے۔

دیکھو بچو! ہمارا مقصد اللہ تعالیٰ کے احکام کو پورا کر کے جنت حاصل کرنا ہے، کیا آپ چاہتے ہو کہ آپ آخرت میں جنت (جہاں ہمیشہ کی زندگی، راحت وسکون ہوگا) سے محروم رہیں، اور یہ بھی آپ کو پتہ ہے کہ آخرت میں یعنی قیامت کے بعد دو جگہیں ہوں گی، جنت اور دوزخ، تو جو جنت سے محروم ہوگا، وہ دوزخ کا مستحق ہوگا، دیکھا کتنی بری چیز ہے غیبت۔

اللہ تعالیٰ کو غیبت سخت ناپسند ہے، اللہ تعالیٰ کہتے کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کا مردار گوشت کھانا پسند کرسکتا ہے؟ یعنی اللہ کے نزدیک غیبت کرنا اپنے بھائی کے مردار گوشت کھانے سے بھی بری چیز ہے۔

یہاں دو باتیں ہیں، سمجھو خوب سمجھو! ایک مثال دیتا ہوں، آپ کو آپ کے استاذ نے کلاس میں مونیٹر بنایا، اور کہا کہ کوئی شرارت کرے، تو مجھے بتانا، کوئی بچہ شرارت یا ایسی ویسی حرکت کرتا ہے تو آپ کا استاذ کو اس کی اس حرکت کا بتانا اگرچہ اسے بُرا لگے، مگر یہ غیبت میں داخل نہیں، آپ پر لازم ہے کہ استاذ کی طرف سے ذمہ داری لگانے کے بعد استاذ تک آپ یہ بات پہنچائیں، اسی طرح کوئی بچہ آپ کو مارتا، پیٹتا اور ظلم و زیادتی کرتا ہے، تب بھی آپ استاذ کو اس کے ظلم و زیادتی سے بچنے کے لئے شکایت کرسکتے ہو، یہ غیبت

میں داخل نہیں، یہ تو ہوگئی غیبت کے متعلق، اب ایک اور بات سمجھو! غیبت میں جو برائی آپ نے کسی کے سامنے بیان کی وہ اس میں موجود تھی، اب جب کہ ایسی برائی بیان کی جائے، جو اُس شخص یا بچے میں موجود نہ ہو، تو یہ غیبت سے بھی بڑھ چڑھ کر گناہ ہے، یہ تو آپ اس پر جھوٹا الزام لگا رہے ہیں، غیبت میں گناہ ہونے کے ساتھ ساتھ کچھ سچائی بھی تھی، مگر اس میں غیبت کے ساتھ جھوٹ اور دوسرے پر الزام لگانے کا بھی گناہ ہوتا ہے، اسے شریعت کی زبان میں بہتان کہا جاتا ہے۔

غیبت اور بہتان دونوں بہت بڑے گناہ ہیں، ان کے نقصانات دنیا وآخرت دونوں جہانوں میں ظاہر ہوتے ہیں، ہمیں چاہیئے کہ ہم غیبت اور بہتان دونوں سے ہمیشہ بچنے کا اہتمام کریں۔ (جاری ہے......)

Idara Ghufran

بزمِ خواتین مولانا طلحہ مدثر

ازواج مطہرات کے نکاح (قسط3)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح

معزز خواتین! نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا دوسرا نکاح ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوا ،آپ خلیفہ اول حضرت عبداللہ بن ابی قحافہ (کنیت ابوبکر) رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں، والدہ کا نام ام رومان بنت عامر تھا، آپ کی پیدائش سے پہلے ہی آپ کے والدین مسلمان ہو چکے تھے، اسی وجہ آپ کی پرورش خالص اسلامی طور طریقوں اور روایات کے مطابق ہوئی، نبی علیہ السلام کو خواب میں آپ کی صورت دکھا کر آگاہ کر دیا گیا تھا کہ یہ آپ کے نکاح میں آنے والی ہیں، حضرت عائشہ نبی علیہ السلام کو خواتین میں سب سے زیادہ محبوب تھیں اور ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ چہیتی اور لاڈلی زوجہ تھیں، آپ کی پاکدامنی پر قرآن مجید کی سورہ نور میں آیات نازل ہوئیں، ازواج مطہرات میں یہ شرف صرف آپ کو حاصل ہے کہ نبی علیہ السلام پر اس وقت بھی وحی نازل ہو جاتی تھی جب نبی علیہ السلام آپ کے ساتھ بستر میں آرام فرما ہوتے تھے، نبی علیہ السلام سے آپ کا نکاح چھ سال کی عمر میں ہوا اور نو سال کی عمر میں رخصتی ہوئی، آپکا نکاح اور رخصتی سادگی سے ہوئی البتہ انصار کی عورتوں کا آپکی معمولی زیب وزینت کرنے کا ذکر احادیث میں ملتا ہے، آپ کی رخصتی کے موقع پر کچھ افراد کا گھر میں جمع ہونے کا ذکر بھی احادیث میں وارد ہوا ہے لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اپنے شادی بیاہ میں رسوم ورواج سے آزاد ہو کر سادگی اپنائیں اور اس موقع پر زیب وزینت، تزیین وآرائش اور عزیز واقارب کے اجتماع میں شرعی حدود سے باہر نہ جائیں۔

مستند احادیث میں نبی علیہ السلام کے حضرت عائشہ سے نکاح کرنے کا واقعہ موجود ہے چنانچہ حضرت ابو سلمہ اور یحیٰی سے روایت ہے کہ:

لَمَّا هَلَكَتْ خَدِيْجَةُ، جَاءَ تْ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيْمٍ اِمْرَأَةُ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ، قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا تَزَوَّجُ ؟ قَالَ: مَنْ ؟ قَالَتْ: إِنْ شِئْتَ بِكْرًا، وَإِنْ شِئْتَ ثَيِّبًا ؟ قَالَ: فَمَنِ الْبِكْرُ ؟ قَالَتْ: اِبْنَةُ أَحَبِّ خَلْقِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْكَ عَائِشَةُ بِنْتُ أَبِيْ بَكْرٍ، قَالَ: وَمَنِ الثَّيِّبُ ؟ قَالَتْ: سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ، آمَنَتْ بِكَ،

وَاتَّبَعْتُکَ عَلٰی مَا تَقُوْلُ، قَالَ: فَاذْهَبِی فَاذْكُرِيهِمَا عَلَيَّ، فَدَخَلْتُ بَيْتَ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَتْ:يَا أُمَّ رُومَانَ مَاذَا أَدْخَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكُمْ مِنَ الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ ؟ قَالَتْ: وَمَا ذَاکَ ؟ قَالَتْ:أَرْسَلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْطُبُ عَلَيْهِ عَائِشَةَ، قَالَتْ:اِنْتَظِرِی أَبَا بَكْرٍ حَتّٰى يَأْتِيَ، فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ، فَقَالَتْ:يَا أَبَا بَكْرٍ مَاذَا أَدْخَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكُمْ مِنَ الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ ؟ قَالَ:وَمَا ذَاکَ ؟قَالَتْ:أَرْسَلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْطُبُ عَلَيْهِ عَائِشَةَ، قَالَ:وَهَلْ تَصْلُحُ لَهٗ ؟ إِنَّمَا هِيَ ابْنَةُ أَخِيْهِ، فَرَجَعْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِکَ لَهٗ ، قَالَ:اِرْجِعِي إِلَيْهِ فَقُوْلِيْ لَهٗ:أَنَا أَخُوْکَ، وَأَنْتَ أَخِيْ فِي الْإِسْلَامِ، وَابْنَتُکَ تَصْلُحُ لِيْ ، فَرَجَعْتُ فَذَكَرْتُ ذٰلِکَ لَهٗ، قَالَ: اِنْتَظِرِيْ وَخَرَجَ، قَالَتْ أُمُّ رُوْمَانَ:إِنَّ مُطْعِمَ بْنَ عَدِيٍّ قَدْ كَانَ ذَكَرَهَا عَلٰى ابْنِهٖ، فَوَاللّٰهِ مَا وَعَدَ وَعْدًا قَطُّ، فَأَخْلَفَهٗ لِأَبِيْ بَكْرٍ، فَدَخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ عَلٰى مُطْعِمِ بْنِ عَدِيٍّ وَعِنْدَهٗ امْرَأَتُهٗ أُمُّ الْفَتٰى، فَقَالَتْ يَا ابْنَ أَبِيْ قُحَافَةَ لَعَلَّکَ مُصْبِءٌ صَاحِبَنَا مُدْخِلُهٗ فِيْ دِيْنِکَ الَّذِيْ أَنْتَ عَلَيْهِ، إِنْ تَزَوَّجَ إِلَيْکَ، قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ لِلْمُطْعِمِ بْنِ عَدِيٍّ:أَقَوْلُ هٰذِهٖ تَقُوْلُ، قَالَ:إِنَّهَا تَقُوْلُ ذٰلِکَ، فَخَرَجَ مِنْ عِنْدِهٖ، وَقَدْ أَذْهَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا كَانَ فِيْ نَفْسِهٖ مِنْ عِدَتِهِ الَّتِيْ وَعَدَهٗ فَرَجَعَ، فَقَالَ لِخَوْلَةَ:اِدْعِيْ لِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَعَتْهُ فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ وَعَائِشَةُ يَوْمَئِذٍ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ.........

قَالَتْ عَائِشَةُ:فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْنَا فِيْ بَنِي الْحَارِثِ مِنَ الْخَزْرَجِ فِي السُّنُحِ، قَالَتْ:فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَخَلَ بَيْتَنَا وَاجْتَمَعَ إِلَيْهِ رِجَالٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ، وَنِسَاءٌ فَجَاءَتْ بِيْ أُمِّيْ وَإِنِّيْ لَفِيْ أُرْجُوْحَةٍ بَيْنَ عَذْقَيْنِ تَرْجَحُ بِيْ، فَأَنْزَلَتْنِيْ مِنَ الْأُرْجُوْحَةِ، وَلِيَ جُمَيْمَةٌ فَفَرَقَتْهَا ، وَمَسَحَتْ وَجْهِيْ بِشَيْءٍ مِّنْ مَاءٍ، ثُمَّ أَقْبَلَتْ تَقُوْدُنِيْ حَتّٰى وَقَفَتْ بِيْ عِنْدَ الْبَابِ، وَإِنِّيْ لَأَنْهَجُ حَتّٰى سَكَنَ مِنْ نَفْسِيْ، ثُمَّ دَخَلَتْ بِيْ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلٰى سَرِيْرٍ فِيْ بَيْتِنَا، وَعِنْدَهٗ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ، فَأَجْلَسَتْنِيْ فِيْ حِجْرِهٖ، ثُمَّ قَالَتْ:هٰؤُلَاءِ أَهْلُکِ فَبَارَکَ اللّٰهُ لَکِ فِيْهِمْ، وَبَارَکَ لَهُمْ فِيْکِ، فَوَثَبَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ، فَخَرَجُوْا وَبَنٰى بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ

Idara Ghufran

بَيْتِنَا، مَا نُحِرَتْ عَلَيَّ جَزُوْرٌ ، وَلَا ذُبِحَتْ عَلَيَّ شَاةٌ، حَتّٰى أَرْسَلَ إِلَيْنَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ بِجَفْنَةٍ كَانَ يُرْسِلُ بِهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا دَارَ إِلٰى نِسَائِهِ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ(مسنداحمد، رقم الحديث ٢٥٧٦٩) ل

ترجمہ: جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وفات پاگئیں،تو خولہ بنتِ حکیم رضی اللہ عنہا (جو حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں کہ اللہ کے رسول! آپ نکاح کیوں نہیں کر لیتے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کس سے؟ انہوں نے عرض کیا کہ اگر آپ چاہیں تو کنواری لڑکی بھی موجود ہے اور شوہر دیدہ (یعنی بیوہ) بھی موجود ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کنواری لڑکی کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ اللہ کی مخلوق میں آپ کو سب سے محبوب آدمی (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) کی بیٹی یعنی عائشہ بنتِ ابی بکر، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اور شوہر دیدہ (یعنی بیوہ) کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ سودہ بنتِ زمعہ، جو آپ پر ایمان رکھتی ہیں، اور آپ کی شریعت کی اتباع کرتی ہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ اور دونوں کے یہاں میرا تذکرہ کردو (یعنی میرے نکاح کا رشتہ پہنچادو) چنانچہ حضرت خولہ پہلے تو حضرت ابوبکر کے گھر پہنچیں، اور (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ سے) کہنے لگیں کہ اے امِّ رومان! اللہ تمہارے گھر میں کتنی بڑی خیر و برکت داخل کرنے والا ہے، حضرت امِّ رومان (یعنی حضرت عائشہ کی والدہ اور حضرت ابوبکر کی زوجہ) نے پوچھا کہ وہ کیسے؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عائشہ سے اپنے نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے، امِّ رومان نے کہا کہ ابوبکر کے آنے کا انتظار کرلو، تھوڑی ہی دیر میں حضرت ابوبکر بھی آگئے، حضرت خولہ نے کہا کہ اے ابوبکر! اللہ عز وجل تمہارے گھر میں کتنی خیر و برکت داخل کرنے والا ہے، حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ وہ کیسے؟ حضرت خولہ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ سے اپنے نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے۔

حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عائشہ موزوں وحلال ہے؟ کیونکہ وہ تو ان کے بھائی کی بیٹی ہے، حضرت خولہ واپس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور

ل قال شعيب الارنؤوط: إسناده حسن (حاشية مسند احمد)

ان سے اس کا تذکرہ کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں جا کر کہہ دو کہ ہمارا بھائی چارہ نسبی نہیں بلکہ تم میرے اسلامی بھائی ہو (نہ کہ نسبی بھائی) اس لئے تمہاری بیٹی سے میرا نکاح جائز ہے (شاید زمانہ قبل از اسلام کی ریت وروایت منہ بولے بھائی کو حقیقی بھائی ہی کی طرح قرار دینے کی تھی) انہوں نے واپس آ کر حضرت ابوبکر کو یہ جواب بتا دیا، حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ تم تھوڑی دیر (یہیں) انتظار کرو، اور خود باہر چلے گئے، ان کے جانے کے بعد (ان کی بیوی) امِ رومان نے بتایا کہ مطعم بن عدی نے اپنے بیٹے کے لئے عائشہ کا رشتہ مانگا تھا، اور اللہ کی قسم ابوبکر نے کبھی بھی وعدہ کر کے وعدہ خلافی نہیں کی، لہٰذا وہ مطعم بن عدی سے بات کرنے گئے ہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، مطعم بن عدی کے پاس گئے، ان کے پاس ان کی بیوی امُ الفتیٰ بھی موجود تھی، وہ کہنے لگی کہ اے ابنِ ابی قحافہ! اگر ہم نے اپنے بیٹے کا نکاح آپ کے یہاں کر دیا تو ہوسکتا ہے کہ آپ ہمارے بیٹے کو بھی اپنے دین میں داخل کر لیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مطعم بن عدی سے کہا کہ میں بھی یہی کہتا ہوں جو آپ کی بیوی کہتی ہیں، مطعم بن عدی نے کہا کہ ان (کی بیوی) کی بات صحیح ہے (اور ان کی اپنی رائے بھی یہی ہے گویا کہ رشتہ سے انکار ہو گیا) چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں سے نکل آئے اور ان کے ذہن پر وعدہ خلافی کا جو بوجھ تھا، وہ اللہ عزَّ وجل نے دور کر دیا اور انہوں نے واپس آ کر حضرت خولہ سے کہا کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے یہاں بلا لو حضرت خولہ جا کر رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا لائیں، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا، اس وقت ان (یعنی حضرت عائشہ) کی عمر چھ سال تھی۔.................حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ہم (مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے) مدینہ منورہ پہنچے تو ہم نے "مقامِ سخ" میں بنو حارث بن خزرج کے یہاں قیام کیا (اسی دوران) ایک دن رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف لے آئے اور کچھ انصاری مرد وعورت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہو گئے، پھر میری والدہ مجھے لے آئیں، جبکہ اس وقت میں دو درختوں کے درمیان جھولا جھول رہی تھی، اور میرے سر پر (سخت بخار آنے کی وجہ سے) تھوڑے بال تھے، انہوں نے مجھے جھولے سے نیچے اتارا، مجھے

پسینہ آیا ہوا تھا، اسے پونچھا اور پانی سے میرا منہ دھلایا، اور مجھے لے کر چل پڑیں، حتیٰ کہ دروازے پر پہنچ کر رک گئیں، میرا سانس پھول رہا تھا، جب میرا سانس بحال ہوا تو وہ مجھے گھر کے اندر لے گئیں، وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں ایک چار پائی پر بیٹھے ہوئے تھے، اور انصار کے کچھ مرد وعورت بھی موجود تھے، میری والدہ نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں دے دیا اور کہا کہ یہ آپ کے گھر والے (یعنی شوہر) ہیں، اللہ آپ کو ان کے لئے اور انہیں آپ کے لئے مبارک فرمائے، اس کے بعد مرد وعورت سب وہاں سے اٹھے اور چلے گئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے گھر میں ہی میرے ساتھ تخلیہ فرمایا (یعنی زوجین کی تنہائی میں پہلی ملاقات ہوئی) میری اس شادی کے لئے نہ تو کوئی اونٹ ذبح ہوا اور نہ بکری ذبح ہوئی، تا آنکہ سعد بن عبادہ نے ہمارے یہاں ایک پیالہ (مخصوص کھانے کا) بھیجا جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت بھیجتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کے پاس (نکاح کے بعد پہلی مرتبہ) جاتے تھے اور اس وقت میری عمر نو سال کی تھی (مسند احمد)

Idara Ghufran

بدخُلق جنت سے محروم اور جہنَّم میں داخل ہوگا

حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ الْجَوَّاظُ وَلَا الْجَعْظَرِیُّ قَالَ: وَالْجَوَّاظُ: اَلْغَلِیْظُ الْفَظُّ.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں جوّاظ (یعنی بدخُلق وبدلحاظ) اور مغرور ومتکبر شخص داخل نہیں ہوگا۔

راوی کہتے ہیں کہ ''جواظ'' وہ ہے جو انتہا درجہ کا بدخُلق اور بدلحاظ ہو (ابوداؤد، حدیث نمبر4801)

اورحضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: عِنْدَ ذِکْرِ أَھْلِ النَّارِ کُلُّ جَعْظَرِیٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَکْبِرٍ جَمَّاعٍ مَنَّاعٍ.

ترجمہ: رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے جہنَّمیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہرمغرور، بداخلاق وبدلحاظ، اِترانے اور تکبر کرنے والا (مال) جمع کر کے رکھنے والا اور (نیکی سے) روکنے والا جہنم میں ہوگا (مسند احمد، حدیث نمبر6580)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بداخلاق، متکبر اور لالچی شخص جنت میں داخل نہ ہوگا، بلکہ جہنَّم میں داخل ہوگا، اور ایسے شخص کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنمیوں کے ساتھ کیا ہے، اس لئے تکبر، بے جا مال کی حرص اور بُرے اخلاق سے اجتناب کرنا چاہئے۔

شرک سے بچنے اچھے اخلاق اپنانے اور دین پر ثابت قدم رہنے کی وصیت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ، أَرَادَ سَفَرًا، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوْصِنِيْ، قَالَ: أُعْبُدِ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكْ بِهٖ شَيْئًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زِدْنِيْ، قَالَ: إِذَا أَسَأْتَ فَأَحْسِنْ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زِدْنِيْ، قَالَ: اِسْتَقِمْ وَلْتُحَسِّنْ خُلُقَكَ

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے سفر کا ارادہ کیا، اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے کچھ وصیت فرما دیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اللہ کی عبادت کیجئے، اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیجئے، حضرت معاذ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے کچھ اور وصیت فرما دیجئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آپ کوئی بُرائی (وگناہ) کریں، تو آپ (اُس کے بعد) اچھائی (ونیکی) کیجئے (تاکہ بُرائی کا بدلہ اچھائی سے ہوجائے، انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے کچھ اور وصیت فرما دیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ استقامت (یعنی دین کے کاموں پر جماؤ اور پابندی) اختیار کیجئے، اور اپنے اخلاق کو اچھا کیجئے (مستدرک حاکم، حدیث نمبر 179)

معلوم ہوا کہ انسان کو شرک سے بچنے اور دین پر ثابت قدم رہنے اور اپنے اخلاق کو اچھا کرنا چاہئے، کیونکہ ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت وتاکید فرمائی ہے۔

Idara Ghufran

قیامت کے دن زبان کی گواہی

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا. يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (سورة الاحزاب، آیت 70و 71)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور قولِ سدید (یعنی درست بات) کہو، اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح کردے گا، اور تمہارے گناہوں کی مغفرت فرمادے گا۔

اور ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيْهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ.

ترجمہ: اس (قیامت) کے دن ان پراُن کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں، ان چیزوں کی گواہی دیں گے، جو یہ عمل کرتے تھے (سورہ نور، آیت نمبر24)

معلوم ہوا کہ قیامت کے دن دوسرے اعضاء کے ساتھ ساتھ زبان اپنے اعمال کی گواہی دے گی، اور بکثرت گناہ زبان سے ہی پیش آتے ہیں، اس لئے پہلی آیت میں تقویٰ جو کہ اہم عبادت ہے کے بعد زبان سے درست بات کہنے کا حکم دیا گیا، اور پھر اس کے بعد جو یہ فرمایا گیا کہ اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح کردے گا، اور تمہارے گناہوں کی مغفرت فرمادے گا، اس سے معلوم ہوا کہ درست بات کہنے سے اللہ تعالیٰ نیک اعمال کی توفیق عطا فرماتے ہیں، اور گناہوں کو معاف فرماتے اور توبہ کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔

تقویٰ اور اچھے اخلاق جنت میں جبکہ زبان اور شرمگاہ جہنم میں داخلہ کا سبب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ فَقَالَ تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَسُئِلَ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ فَقَالَ اَلْفَمُ وَالْفَرْجُ (ترمذی، حدیث نمبر 2004)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ جنت میں زیادہ کس وجہ سے داخلہ ہوگا؟ تو فرمایا کہ اللہ سے تقویٰ اور حسنِ خلق کی وجہ سے، پھر سوال کیا گیا کہ لوگ جہنم میں زیادہ کس وجہ سے داخل ہوں گے؟ تو فرمایا کہ منہ اور شرمگاہ کی وجہ سے۔

اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھے اپنے دونوں جبڑوں کے درمیان والی چیز (یعنی زبان) کی اور اپنے دونوں پیروں کے درمیان والی چیز (یعنی شرم گاہ) کی (حفاظت کی) ضمانت (وذمہ داری) دے دے، تو میں اُس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں

(بخاری، حدیث نمبر 6474)

تقویٰ کا تعلق اللہ کے ساتھ اور اچھے اخلاق کا تعلق مخلوق سے ہے، اس لئے دونوں کو ساتھ ساتھ ذکر کیا گیا، اور زبان کی حفاظت سے مراد زبان کو گناہوں سے بچانا ہے، اور شرم گاہ کی حفاظت سے مراد، زنا اور دوسرے گناہوں سے بچانا ہے، اور دونوں کی ضمانت پر جنت کی بشارت ہے۔

آپ کے دینی مسائل کاحل ادارہ

جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق (قسط3)

جمعہ مبارکہ کے دن کے قرآن وسنت میں عظیم الشان فضائل آئے ہیں، جمعہ کے دن کو احادیث میں ہفتہ کی عید قرار دیا گیا ہے، اور جمعہ کی نماز کے بھی مختلف فضائل آئے ہیں، اس قسم کے موضوعات پر بندہ نے اپنی مفصّل ومدلّل کتاب ''جمعہ مبارکہ کے فضائل واحکام'' میں تفصیل بیان کردی ہے۔

جمعہ مبارکہ کے دن میں ایک عظیم عمل درودشریف کثرت سے پڑھنے کا بھی ہے، جس کا کئی معتبر ومستند احادیث وروایات میں ذکر آیا ہے، لیکن جمعہ کے دن درود پڑھنے اور خاص تعداد میں پڑھنے سے متعلق بعض احادیث وروایات، موضوع، یا شدید ضعیف یا پھر ضعیف درجہ کی بھی آئی ہیں، جن کی اسناد کی تحقیق نہ ہونے اور مزید براں ان احادیث وروایات اور ان کے ضمن میں پائے جانے والے فضائل کے مشہور ہونے کی وجہ سے متعدد غلط فہمیاں معاشرے میں پائی جاتی ہیں، جن کے ازالہ کے لئے بندہ نے مختصر ومجمل کلام اپنی تالیف ''جمعہ مبارکہ کے فضائل واحکام'' اور ''درود وسلام کے فضائل واحکام'' میں کیا ہے، مگر بعض حضرات کی طرف سے اس مسئلہ پر کچھ تفصیل سے لکھنے کی خواہش ظاہر کی گئی، جس کے پیشِ نظر بندہ نے مضمون تحریر کیا، اوراس کو ''جمعہ کے دن درود پڑھنے کی تحقیق'' کے عنوان سے موسوم کیا، اس مفصل مضمون کو ماہنامہ ''التبلیغ'' میں قسط وار شائع کیا جارہا ہے۔ محمد رضوان۔

بروز جمعہ اسّی مرتبہ مخصوص درود پڑھنے کی فضیلت کی روایت

تاریخِ بغداد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

جوشخص مجھ پر جمعہ کے دن اسّی (80) مرتبہ درودشریف پڑھے گا، تو اس کے اسّی (80) سال کے گناہ معاف کردیے جائیں گے، عرض کیا گیا کہ آپ پر کس طرح درود پڑھا جائے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح درود پڑھا جائے کہ:

''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَنَبِيِّکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ''

یہ پڑھ کر ایک انگلی بند کرے (یعنی انگلیوں پر ایک ایک کر کے اسّی 80 کی تعداد شمار کرے)[1]

---

[1] وهب بن داود بن سليمان، أبو القاسم المخرمی: حدث عن إسماعيل بن علية. روى عنه محمد بن جعفر المطيری، وكان ضريرا ولم يكن ثقة.

أخبرنا أبو طالب عمر بن إبراهيم الفقيه، حدثنا عمر بن إبراهيم المقرء، حدثنا محمد بن جعفر المطيری، حدثنا وهب بن داود بن سليمان الضرير، حدثنا إسماعيل ابن إبراهيم، حدثنا عبد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور ابنِ جوزی نے اس روایت کو اسّی (80) مرتبہ درود شریف پڑھنے کے بجائے دوسو (200) مرتبہ درود شریف پڑھنے پر اسّی (80) سال کے گناہوں کی معافی کے الفاظ سے روایت کیا ہے۔

اور ظاہر ہے کہ اسّی (80) مرتبہ اور دوسو (200) مرتبہ کی تعداد میں خاصا فرق پایا جاتا ہے، اس روایت میں جمعہ کے دن اسّی (80) یا دوسو (200) مرتبہ درود شریف پڑھنے پر اسّی (80) سال کے گناہوں کی معافی کا ذکر کیا گیا ہے، اور اس قسم کے مواقع پر اکثر اہلِ علم حضرات کے نزدیک صغیرہ گناہ مراد ہوا کرتے ہیں، مگر اس روایت میں ساتھ ہی درود شریف کے مخصوص صیغہ کا ذکر بھی ہے، تاہم جمعہ کے دن عصر کے بعد درود پڑھنے کی قید اس روایت میں مذکور نہیں، اور نہ ہی اس روایت میں اسّی (80) سال کی عبادت کا ثواب ملنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس روایت میں مذکور ایک راوی ''وھب بن داؤد'' کو خطیب بغدادی نے غیر ثقہ قرار دیا ہے، اور ابن جوزی نے اس حدیث کو غیر صحیح اور علامہ ذہبی نے اس روایت کو وھب بن داؤد کی وجہ سے موضوع و من گھڑت قرار دیا ہے، اور ناصر الدین البانی نے بھی اس روایت کو موضوع و من گھڑت کہا ہے، جس کے پیشِ نظر فضیلت کے درجہ میں بھی اس کا اعتبار کرنا یا اس روایت میں کسی دوسری ضعیف روایت کے ساتھ مل کر حسن لغیرہٖ کے درجہ میں داخل ہونا مشکل ہے، جیسا کہ اصول و قواعد سے ظاہر ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

العزيز بن صهيب عن أنس بن مالك قال :كنت واقفا بين يدى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال :من صلى على يوم الجمعة ثمانين مرة غفر الله له ذنوب ثمانين عاما فقيل له :كيف الصلاة عليك يا رسول الله؟ قال :تقول اللهم صل على محمد عبدك ونبيك ورسولك النبى الأمى، وتعقد واحدا(تاريخِ بغداد، ج١٣ ص٤٦٣، ٤٦٤، تحت رقم الترجمة ٧٣٢٦)

[1] قال ابن الجوزى: أنا محمد بن على بن عبيد الله قال أنا أبو منصور قال أنا أبو حفص الكتانى قال نا أبو بكر محمد بن جعفر المطيرى قال نا وهب بن داؤد قال نا إسماعيل بن إبراهيم قال نا عبد العزيز بن صهيب عن أنس بن مالك عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال ":من صلى على يوم الجمعة مائتى غفر الله له ذنوب ثمانين عاما فقيل له كيف الصلاة عليك قال يقول اللهم صل على محمد عبدك ونبيك ورسولك النبى الأمى ويعقد واحدة."

قال المؤلف :هذا حديث لا يصح قال أبو بكر الخطيب وهب بن داؤد ليس بثقة(العلل المتناهية فى الأحاديث الواهية،للجوزى، تحت رقم الحديث ٧٩٦)

وقال ابن حجر: وهب بن داود المخرمى. عن ابن علية. قال أبو بكر الخطيب :لم يكن بثقة. قرأت على عمر بن عبد المنعم عن الكندى أخبرنا أبو منصور القزاز أخبرنا محمد بن على العباسى أخبرنا عمر الكتانى إملاء

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

البتہ ابوعبداللہ بن نعمان وغیرہ نے اس حدیث کی تحسین کی ہے، جس کو بعد میں متعدد حضرات نقل کرتے آئے ہیں، جس کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ان کی نظر میں یہ حدیث شدید ضعیف نہ ہو، بلکہ صرف ضعیف ہو، اس لئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی آنے والی ضعیف روایت سے مل کر حسن لغیرہ کا درجہ حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کی نظر اس روایت کے شدید ضعیف ہونے تک نہ پہنچی ہو، اور انہوں نے بادی النظر میں اس روایت کو ضعیف سمجھ لیا ہو، جس کی کئی مثالیں احادیث وروایات کے باب میں ملتی ہیں۔ واللہ اعلم۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ حَدَّثَنا محمد بن جعفر المطيرى حَدَّثَنا وهب بن داود الضرير حَدَّثَنا إسماعيل حَدَّثَنا عبد العزيز بن صهيب، عَن أَنس رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال :من صلى على يوم الجمعة ثمانين مرة غفر الله له ذنوب ثمانين عاما ...الحديث (لسان الميزان، تحت رقم الترجمة ٨٣٩٠)

و قال الذهبى: وهب بن داود المخرمى عن ابن علية عن ابن صهيب عن أنس من صلى على يوم الجمعة ثمانين مرة غفر له ذنوب ثمانين عاما قال الخطيب لم يكن بثقة ثم أورد له حديثا من وضعه (المغنى فى الضعفاء، تحت رقم الترجمة ٦٩٠٤، لشمس الدين الذهبى)

و قال الالبانى: من صلى على يوم الجمعة ثمانين مرة غفر الله له ذنوب ثمانين عاما، فقيل له :وكيف الصلاة عليك يا رسول الله؟ قال :تقول :اللهم صل على محمد عبدك ونبيك ورسولك النبى الأمى، وتعقد واحدا ." موضوع. أخرجه الخطيب(١٣/٤٨٩)من طريق وهب بن داود بن سليمان الضرير حدثنا إسماعيل ابن إبراهيم، حدثنا عبد العزيز بن صهيب عن أنس مرفوعا . ذكره فى ترجمة الضرير هذا وقال :لم يكن بثقة، قال السخاوى فى "القول البديع "(ص ١٤٥) : وذكره ابن الجوزى فى "الأحاديث الواهية "(رقم ٧٩٦). قلت :وهو بكتابه الآخر "الأحاديث الموضوعات "أولى وأحرى، فإن لوائح الوضع عليه ظاهرة، وفى الأحاديث الصحيحة فى فضل الصلاة عليه صلى الله عليه وسلم غنية عن مثل هذا، من ذلك قوله صلى الله عليه وسلم " :من صلى على مرة واحدة صلى الله عليه بها عشرا " رواه مسلم وغيره، وهو مخرج فى " صحيح أبى داود (١٣٦٩)"ثم إن الحديث ذكره السخاوى فى مكان آخر (ص ١٤٧) من رواية الدارقطنى يعنى عن أبى هريرة مرفوعا، ثم قال :وحسنه العراقى، ومن قبله أبو عبد الله بن النعمان، ويحتاج إلى نظر، وقد تقدم نحوه من حديث أنس قريبا يعنى هذا . قلت :والحديث عند الدارقطنى عن ابن المسيب قال :أظنه عن أبى هريرة كما فى الكشف (١/١٦٧)(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ٢١٥)

[1] و قال العراقى: حديث "من صلى على فى يوم الجمعة ثمانين مرة غفر الله له ذنوب ثمانين سنة قيل يا رسول الله كيف الصلاة عليك ؟ قال تقول :اللهم صل على محمد عبدك ونبيك ورسولك النبى الأمى ، وتعقد واحدة ، وإن قلت اللهم صل على محمد وعلى آل محمد صلاة تكون لك رضاء ولحقه أداء وأعطه الوسيلة وابعثه المقام المحمود الذى وعدته واجزه عنا ما هو أهله واجزه أفضل ما جزيت نبيا عن أمته وصل عليه وعلى جميع إخوانه من النبيين والصالحين يا أرحم الراحمين " أخرجه الدارقطنى من رواية ابن المسيب قال أظنه عن أبى هريرة وقال حديث غريب ، وقال ابن النعمان حديث حسن (تخريج أحاديث الإحياء ،للعراقى، تحت رقم الحديث ٥٤٩)

یہی وجہ ہے کہ علامہ سخاوی وغیرہ نے اس روایت کے متعلق تحسین کے قول کو نقل کر کے اس کے بارے میں "ویحتاج الیٰ نظر" فرمایا ہے۔ [1]

جس کی توضیح یہ ہے کہ اگر اس روایت کو فی نفسہٖ شدید ضعیف یا موضوع قرار دیا جائے، جیسا کہ متعدد حضرات کی رائے ہے، تو یہ حدیث آگے آنے والی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ضعیف حدیث سے مل کر حسن لغیرہٖ کے درجہ میں داخل نہیں ہو سکتی، بالخصوص جبکہ اس روایت کی بعض اسناد میں اسّی (80) کے بجائے دوسو (200) کی تعداد مذکور ہے۔

اور اگر شدید ضعیف یا موضوع قرار نہ دیا جائے، بلکہ صرف ضعیف قرار دیا جائے، تو پھر حسن لغیرہٖ قرار دیا جاسکتا ہے، جبکہ دوسری ضعیف روایت اس کی مؤید ہو۔

اب اس سلسلہ میں احادیث کے فن سے واقف اہلِ علم حضرات دلائل کے ساتھ ساتھ اپنے ذوق واطمینان کے مطابق کسی ایک پہلو کو ترجیح دے سکتے ہیں۔

بندہ کے نزدیک فیما بینی و بین اللہ اس روایت کا شدید ضعیف ہونا اور حسن لغیرہٖ کے درجہ میں داخل نہ ہونا راجح ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔ [2]

---

[1] وعند الدارقطني مرفوعاً بلفظ من صلى على يوم الجمعة ثمانين مرة غفر الله له ذنوب ثمانين سنة قيل يارسول الله كيف الصلاة عليك قال تقول اللهم صل على محمد عبدک ونبيک ورسولک، النبي الأمي وتعقد واحدة :قلت :وحسنه العراقي ومن قبله أبو عبد الله بن النعمان ويحتاج إلى نظر (القول البديع للسخاوي، ج ا، ص ١٩٩، الباب الخامس، الصلاة عليه في يوم الجمعة وليلتها)

وفي رواية ضعيفة :الصلاة عليّ نور على الصراط، ومن صلّى عليّ يوم الجمعة ثمانين مرة ..غفرت له ذنوب ثمانين عاما.

وفي أخرى للدارقطني :من صلّى عليّ يوم الجمعة ثمانين مرة ..غفر الله له ذنوب ثمانين سنة ، قيل :يا رسول الله؛ كيف الصلاة عليک؟ قال:

تقول :اللهمّ؛ صلّ على محمد عبدک ونبيک ورسولک النبي الأمّي، وتعقد واحدة وحسّنها العراقي، ومن قبله أبو عبد الله بن النعمان، قيل:

ويحتاج إلى نظر (الدر المنضود في الصلاة والسلام على صاحب المقام المحمود، لأحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي، ج ا، ص ٢١٢،الفصل السادس في ذكر أمور مخصوصة تشرع الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم فيها،الثامن :في يوم الجمعة وليلتها)

[2] اور اس ذوق واطمینان کے اختلاف کی وجہ دلائل کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کسی کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلا تحقیق واطمینان کسی بات کے منسوب نہ کرنے کی اہمیت زیادہ ہو، اور کسی کے نزدیک فضیلت کو بیان کرنے کی اہمیت زیادہ ہو،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بروز جمعہ اسّی مرتبہ درود پڑھنے کی مخصوص فضیلت کی روایت

ابنِ شاہین کی ترغیب وترھیب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بندہ کے نزدیک پہلی وجہ راجح ہے، اور جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت کی فضیلت وترغیب دوسری صحیح احادیث وروایات سے ثابت ہے، جو اس روایت پر موقوف نہیں، اور ان معتبر ومستند احادیث وروایات میں تحدید کے بجائے تکثیر کا ذکر ہے، جیسا کہ شروع میں متعدد احادیث وروایات ذکر کی جاچکیں۔۔محمد رضوان۔

وثانيها: ان لايكون الحديث شديد الضعف ، بان تفرد بروايته شديد الضعف ، كالكذاب، وفاحش الغلط، والمغفل، وغير ذلك، او كثرت طرقه، لكن لم يخل طريق من طرقه عن شدة الضعف، وذلك لان كون السند شديد الضعف، مع عدم مايجبر به نقصانه ، يجعله فى حكم العدم ، ويقربه الى الموضوع والمخترع، الذى لايجوز العمل به بحال (ظفر الأمانى فى مختصر الجرجانى فى مصطلح الحديث، ص١٩٨ ، لمولانا عبدالحيى اللكنوى)

والموضوع لا يجوز العمل به على أن الضعيف الذى صرحوا بجواز العمل به وقبوله هو الذى لا يكون شديد الضعف بأن لا يخلو سند من أسانيده من كذاب أو متهم أو متروك أو نحو ذلك على ما بسطته فى رسالتى الأجوبة الفاضلة للأسئلة العشرة الكاملة والحديث الذى نحن فيه إن لم يكن موضوعا فلا شبهة فى كونه شديد الضعف غير قابل للاحتجاج به فلا يجوز العمل به فى فضائل أيضا لأحد لا فى خاصة نفسه ولا بأمر غيره(الآثار المرفوعة فى الاخبار الموضوعة للعلامة اللكنوى ، ص٧٣)

خاتمة.قال شيخ الإسلام أبو زكريا النووى -رحمه الله -فى الأذكار قال العلماء من المحدثين والفقهاء وغيرهم يجوز ويستحب العمل فى الفضائل والترغيب والترهيب بالحديث الضعيف ما لم يكن موضوعاً وأما الأحكام كالحلال والحرام والبيع والنكاح والطلاق وغير ذلك فلا يعمل فيها إلا بالحديث الصحيح أو الحسن إلا أن يكون فى احتياط فى شيء من ذلك كما إذا أورد حديث ضعيف بكراهة بعض البيوع أو الأنكحة فإن المستحب أن يتنزه عنه ولكن لا يجب انتهم، وخالف أبى العربى المالكى فى ذلك فقال إن الحديث الضعيف لا يعمل به مطلقاً وقد سمعت شيخنا مراداً يقول وكتبه لى بخطه أن شرائط العمل بالضعيف ثلاثة، الأول متفق عليه أن يكون الضعف غير شديد فيخرج من أنفرد من الكذابين والمتهمين بالكذب ومن فحش غلطه، الثانى أن يكون مندرجاً تحت أصل عام فيخرج ما يخترع بحيث لا يكون له أصل أصلاً، الثالث أن لا يعتقد عند العمل بع ثبوته لئلا ينسب إلى النبى -صلى الله عليه وسلم -ما لم يقله قال والأخيران عن ابن السلام وعن صاحبه ابن دقيق العيد والأول نقل العلائى الإتفاق عليه، قلن وقد نقل عن الإمام أحمد لأنه يعمل بالضعيف إذا لم يوجد غيره ولم يكن ثم ما يعارضه وفى رواية عند ضعيف الحديث أحب إلينا من رأى الرجال وكذا ذكر ابن حزم أن جميع الحنفية مجمعون على أن مذهب أبى حنيفة -رحمه الله -أن ضعيف الحديث أولى عنده من الرأى والقساس وسئل أحمد يكون ببلد لا يوجد فيها إلا صاحب حديث لا يدرى صحيحه من سقيمه وصاحب رأى فمن يسأل قال يسأل صاحب الحديث ولا يسأل صاحب

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مجھ پر درود پڑھنا پل صراط پر روشنی کا ذریعہ ہے، جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر اسّی (80) مرتبہ درود پڑھے گا، تو اس کے اسّی (80) سال کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ ل

اس روایت میں اولاً تو درود شریف پڑھنے کو پل صراط پر روشنی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

دوسرے جمعہ کے دن اسّی (80) مرتبہ درود شریف پڑھنے پر اسّی (80) سال کے گناہ معاف ہونے کا ذکر کیا گیا ہے، اور اس طرح کی احادیث میں اکثر اہلِ علم حضرات کے نزدیک صغیرہ گناہ مراد ہوا کرتے ہیں، مگر اس روایت میں نہ تو درود شریف کے کسی خاص صیغہ کی قید لگائی گئی ہے، اور نہ ہی عصر کے بعد کی قید لگائی گئی ہے، چہ جائیکہ عصر کی نماز کے بعد اسی حالت پر بیٹھے رہنے کا ذکر ہو۔

اور نہ ہی مذکورہ روایت میں اسّی (80) سال کی عبادت کا ثواب ملنے کا ذکر کیا گیا ہے، اور گناہ معاف ہونا اور عبادت کا ثواب ملنا دو الگ الگ چیزیں ہیں، جیسا کہ اس سے پہلی روایت کے ضمن میں بھی ذکر کیا گیا، پس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت کا مضمون اس سے پہلے ذکر کردہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے اندر مذکور بعض چیزوں میں موافق ہے، اور بعض چیزوں میں مختلف ہے، مثلاً پہلی روایت میں درود شریف کے پل صراط پر روشنی کا اور دوسری روایت میں درود شریف کے کسی خاص صیغہ کا ذکر نہیں، جبکہ اسّی (80) سال کی عبادت کے ثواب اور عصر کی نماز کے بعد کا دونوں روایتوں میں ذکر نہیں، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کی بعض اسناد میں اسّی (80) مرتبہ کے بجائے دوسو (200) مرتبہ کی تعداد کا ذکر ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الرأوی ونقل أبو عبد الله بن مندة عن أبی داود صاحب السنن وهو من تلامذة الإمام أحمد أنه يخرج الإسناد الضعيف إذا لم يجد فی الباب غيره وأنه أقوى عنده من رأى الرجال فيحصل أن فی الضعيف ثلاثة مذاهب لا يعمل به مطلقاً، ويعمل به مطلقاً إذا لم يكن فی الباب غيره، ثالثها هو الذی عليه الجمهور يعمل به فی الفضائل دون الأحكام كما تقدم بشروطه والله الموفق.

(حكم الموضوع)وأما الموضوع فلا يجوز العمل به بحال وكذا روايته إلا أن قرن ببيانه كما سلكناه فی هذا التأليف(القَولُ البَدِيعُ فی الصَّلاةِ عَلَى الحَبِيبِ الشَّفِيعِ،للسخاوی،ص٢٥٥، ٢٥٦،خاتمة)

ل حدثنا عمر، نا الحسين بن إسماعيل الضبی، وأحمد بن عبد الله بن نصر بن بجير، قالا :نا سعيد بن محمد بن ثواب، أنا عون بن عمارة، أنا سكن البرجمی، عن حجاج بن سنان، عن علی بن زيد، عن سعيد بن المسيب، أظنه عن أبی هريرة، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :الصلاة على نور على الصراط فمن صلى على يوم الجمعة ثمانين مرة غفرت له ذنوب ثمانين عاما(الترغيب فی فضائل الاعمال لابنِ شاهين رقم الحديث ٢٢)

اس حدیث کو متعدد محدثین نے ضعیف وغریب قرار دیا ہے۔ ۱؎

۱؎ کیونکہ اکثر محدثین کے نزدیک اس روایت کے بعض راوی ضعیف ہیں، چنانچہ ''حجاج بن سنان'' کو اکثر محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے، اور ''علی بن زید'' پر بھی اکثر محدثین نے جرح کی ہے، اور علامہ ابن حجر کے بقول اس روایت میں چار راوی ضعیف ہیں، اور محدثین کے اقوال کے پیشِ نظر فیما بینی و بین اللہ بندہ کے نزدیک اس روایت کا فی نفسہٖ ضعیف ہونا راجح ہے۔ محمد رضوان۔

قال ابن حجر:قال :أخبرنا داود بن أحمد، قال :أخبرنا محمد بن عمر، قال :أخبرنا عبد الصمد بن علي، قال :أخبرنا الحافظ أبو الحسن الدارقطني، قال :حدثنا أبو عبيد القاسم بن إسماعيل، ومحمد بن موسى بن سهل، قالا :حدثنا سعيد بن محمد بن ثواب، قال :حدثنا عون بن عمارة، قال :حدثنا السكن بن أبى السكن، قال :حدثنا الحجاج بن سنان، عن علي بن زيد، عن سعيد بن المسيب، عن أبى هريرة رضى الله عنه، قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم(الصلاة على نورٌ على الصراط، فمن صلى على يوم الجمعة ثمانين مرةً غفرت له ذنوب ثمانين عاماً)

هذا حديث غريب.

أخرجه أبو نعيم من وجه آخر عن سعيد بن محمد.

فوقع لنا عالياً لاتصال السماع.

قال الدارقطني :تفرد به حجاج بن سنان عن علي بن زيد، ولم يروه عن الحجاج إلا السكن، تفرد به عون.

قلت :والأربعة ضعفاء (نتائج الأفكارفى تخريج أحاديث الأذكار،للعسقلانى،ج۵ص ۵۶ ،كتاب الأذكار فى صلوات مخصوصة، المجلس ۴۲۶)

و قال محمد بن محمد درويش: حديث " :الصلاة على نور على الصراط، ومن صلى على يوم الجمعة ثمانين مرة غفرت له ذنوب ثمانين عاما ."تفرد به حجاج بن سنان ضعيف، وفيه أربعة رواة ضعفاء، قاله ابن حجر(أسنى المطالب فى أحاديث مختلفة المراتب، لمحمد بن محمد درويش، أبو عبد الرحمن الحوت الشافعي، تحت رقم الحديث ۸۳۹)

و قال الالبانى: (الصلاة على نور على الصراط، ومن صلى على يوم الجمعة ثمانين مرة؛ غفرت له ذنوب ثمانين عاما). ضعيف أخرجه الديلمي(۲/۲۵۵)من طريق الدارقطني؛ عن عون بن عمارة :حدثنا سكن البرجمي، عن الحجاج بن سنان :عن علي بن زيد، عن سعيد بن المسيب، عن أبى هريرة مرفوعا . وقال الدارقطني فى "الأفراد"، -ونحوه فى "زهر الفردوس "للحافظ :- "تفرد به حجاج بن سنان عن علي بن زيد، ولم يروه عن حجاج إلا السكن ابن أبى السكن "كذا فى "فيض القدير - "للمناوى -، ثم قال : "قال ابن حجر فى "تخريج الأذكار :"والأربعة ضعفاء .وأخرجه أبو نعيم من وجه آخر، وضعفه ابن حجر."

قلت :فى هذا التضعيف نظر من حيث شموله السكن هذا؛ فإني لم أره فى "الميزان "ولا فى "اللسان"، بل إن ابن أبى حاتم لما ترجمه (۲/۱/۲۸۸)روى عن ابن معين أنه قال ":صالح ."وعن أبيه":صدوق." فمثله لا يضعف عادة.

ثم رأيت الحافظ ابن حجر قال فى ترجمة حجاج بن سنان من "اللسان:" "وجدت له حديثا منكرا، أخرجه الدارقطني فى "الأفراد "من رواية عون بن عمارة، عن زكريا البرجمي، عنه، عن علي بن زيد (قلت :فساقه كما تقدم، ثم قال :) وسيأتى فى ترجمة زكريا البرجمي." ثم أعاد الحديث تبعا لأصله " :الميزان "فى ترجمة زكريا بن عبد الرحمن البرجمي، وقال" :لينه الأزدى."

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اب جو حضرات، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی گزشتہ روایت کو صرف ضعیف خیال کرتے ہیں، خواہ اس کی وجہ کوئی بھی ہو، وہ اس کو اس حدیثِ ابی ہریرہ کا مؤید سمجھ کر، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ ضعیف روایت کو حسن لغیرہٖ قرار دیتے ہیں، جیسا کہ پہلے بھی گزرا، جبکہ دیگر حضرات اس سے اتفاق نہیں کرتے، اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی گزشتہ روایت کو شدید ضعیف قرار دیتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قلت :فاختلف نقل الحافظ عن الدارقطنى عما وقع فى رواية الديلمى، وفى نقل المناوى عنه .فلعل الحافظ ابن حجر فى "تخريج الأذكار "نقل الحديث عن الدارقطنى كما نقله فى "اللسان "عن زكريا البرجمى؛ فضعفه على هذا، ولم يتنبه المناوى لهذا الاختلاف بين نقله ونقل الحافظ، فنتج منه تضعيف الصدوق.

وجملة القول؛ أن الحديث ضعيف، لكن الأمر يتطلب تحقيقا خاصا فى تحديد اسم البرجمى هذا؛ هل هو زكريا أم السكن .ولعلنا نوفق لمثله فيما بعد إن شاء الله تعالى. والحديث رواه منصور بن صقير :حدثنا سكن بن أبى السكن، عن على بن زيد، عن سعيد بن المسيب قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :- ...فذكره مرسلا، وزاد : "ومن أدركه الموت وهو فى طلب العلم؛ لم تكن بينه وبين الأنبياء فى الجنة إلا درجة واحدة." أخرجه يوسف بن عمر القواس فى "حديثه "(ق ١ - ٢/ ٦٩)

ومنصور بن صقير؛ ضعيف أيضا؛ كما فى "التقريب"، وقد خالف عون بن عمارة فى إسناده، وعون ضعيف أيضا كما تقدم، فلا يسوغ الترجيح بينهما، إلا أنه على ضعفهما؛ فقد اتفقا على أن راوى الحديث هو السكن وليس زكريا .والله أعلم(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ٣٨٠٤)

قوله :خطيئة ثمانين سنة :

عزاه الحافظ السخاوى فى القول البديع (١٢٠/١٩٦) للمصنف، وقد روى من حديث أبى هريرة أخرجه ابن شاهين فى الترغيب فى فضائل الأعمال برقم٢٢، ومن طريقه ابن بشكوال كما فى القول البديع (١٩٥) والديلمى فى مسند الفردوس برقم(٣٨١٤)بإسناد فيه متروك وضعيفان، وعزاه الحافظ العراقى فى تخريج الإحياء(١/١٩٣)للدارقطنى فى الأفراد وقال :حديث غريب، وقال ابن النعمان :حديث حسن، وقال السخاوى فى القول البديع (١٩٥)ومن طريقه -أى الدارقطنى :-أبو الشيخ فى الثواب، والضياء المقدسى، وعزاه أيضا لأبى نعيم قال :وهو عند الأزدى فى الضعفاء -ولم أقف عليه فى المطبوع منه -قال: وسنده ضعيف .اه.(شرف المصطفى،لعبد الملك بن محمد بن إبراهيم النيسابورى الخركوشى، أبو سعد (المتوفى407 :هـ، ج٥،ص١٠٢ ،فصل :فى الصّلاة عليه صلى الله عليه وسلم ليلة الجمعة ويومها)

حجاج بن سنان.

عن على بن زيد بن جدعان.قال الأزدى :متروك، انتهى.

ووجدت له حديثًا منكرًا أخرجه الدارقطنى فى الأفراد من رواية عون بن عمارة، عن السكن البرجمى عنه، عَن عَلِيّ بن زيد، عن سعيد بن المُسَيَّب، عَن أبى هريرة رفعه من صلى على فى يوم جمعة ثمانين مرة غفرت له ذنوب ثمانين عامًا(لسان الميزان لابن حجر العسقلانى، تحت رقم الترجمة ٢١٥٠)

على بن زيد بن عبد الله بن زهير بن عبد الله بن جدعان التيمى البصرى أصل حجازى وهو المعروف بعلى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

اولاً تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت شدید ضعیف ہے، لہٰذا اُس میں اِس ضعیف حدیث کو حسن لغیرہٖ بنانے کی صلاحیت نہیں، دوسرے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت میں کسی خاص درود کا ذکر نہیں، بلکہ صرف جمعہ کے دن اسّی (80) مرتبہ مطلق درود پڑھنے کا ذکر ہے، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں درود شریف کے پل صراط پر روشنی کا ذریعہ ہونے کا ذکر نہیں، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی بعض اسناد میں اسّی (80) مرتبہ کے بجائے دوسو (200) کی تعداد کا ذکر ہے، اس طرح

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بن زيد بن جدعان ينسب أبوه إلى جد جده ضعيف من الرابعة مات سنة إحدى وثلاثين وقيل قبلها بخ (تقريب التهذيب، ج ۱، ص ۶۹۴)

على بن زيد بن جدعان............ذكره محمد بن سعد فى الطبقة الرابعة من أهل البصرة، وقال ولد، وهو أعمى، وكان كثير الحديث، وفيه ضعف، ولا يحتج به .وذكره خليفة بن خياط فى الطبقة الخامسة، وقال) : أمه أم ولد . وقال صالح بن أحمد بن حنبل) عن أبيه :ليس بالقوى، وقد روى الناس عنه . وقال عبد الله بن أحمد بن حنبل) : سئل أبى :سمع الحسن من سراقة؟ قال :لا، هذا على بن زيد، يعنى :يرويه كأنه لم يقنع به. وقال أيوب بن إسحاق بن سافرى) : سألت أحمد بن على بن زيد، فقال :ليس بشىء . وقال حنبل بن إسحاق بن حنبل :سمعت أبا عبد الله يقول :على بن زيد ضعيف الحديث وقال عثمان بن سعيد الدارمى) ، عن يحيى بن معين :ليس بذاك القوى. وقال معاوية بن صالح) ، عن يحيى بن معين :ضعيف. وقال أبو بكر بن أبى خيثمة، عن يحيى بن معين :ليس بذاك. وقال مرة أخرى :ضعيف فى كل شىء. وقال عباس الدورى) ، عن يحيى بن معين :ليس بشىء . وقال فى موضع آخر) : ليس بحجة. وقال فى موضع آخر) : على بن زيد أحب إلى من ابن عقيل، ومن عاصم بن عبيد الله . وقال أحمد بن عبد الله العجلى) : يكتب حديثه، وليس بالقوى. وقال فى موضع آخر) : كان يتشيع، لا بأس به . وقال يعقوب بن شيبة :ثقة، صالح الحديث، وإلى اللين ما هو. وقال إبراهيم بن يعقوب الجوزجانى) : واهى الحديث، ضعيف، فيه ميل عن القصد، لا يحتج بحديثه. وقال أبو زرعة) : ليس بقوى . وقال أبو حاتم) : ليس بقوى، يكتب حديثه، ولا يحتج به، وهو أحب إلى من يزيد بن أبى زياد، وكان ضريرا، وكان يتشيع . وقال الترمذى) : صدوق إلا أنه ربما رفع الشىء الذى يرفعه غيره . وقال النسائى :ضعيف. وقال أبو بكر بن خزيمة :لا احتج به لسوء حفظه . وقال أبو أحمد بن عدى) : لم أر أحدا من البصريين، وغيرهم امتنعوا من الرواية عنه، وكان يغلى فى التشيع فى جملة أهل البصرة، ومع ضعفه يكتب حديثه . وقال الحاكم أبو أحمد :ليس بالمتين عندهم .وقال الدارقطنى) : أنا أقف فيه، لا يزال عندى فيه لين). وقال معاذ بن معاذ) عن شعبة :حدثنا على بن زيد قبل أن يختلط. وقال أبو الوليد) ، وغير واحد) عن شعبة :حدثنا على بن زيد، وكان رفاعا . وقال إبراهيم بن عبد الله بن الجنيد) : قال رجل ليحيى بن معين :وأنا أسمع على بن زيد اختلط؟ قال :ما اختلط على بن زيد قط، ثم قال يحيى : حماد بن سلمة أروى عن على بن زيد). وقال سليمان بن حرب) ، عن حماد بن زيد :حدثنا على بن زيد، وكان يقلب الأحاديث. وفى رواية) : كان على بن زيد يحدثنا اليوم بالحديث ثم يحدثنا غدا، فكأنه ليس ذاك(تهذيب الكمال فى أسماء الرجال، ج ۲۰ ص ۴۳۴ الىٰ ۴۴۰ ملخصاً، تحت رقم الترجمة ۴۰۷۰)

دونوں روایات کے متن میں فرق پایا جاتا ہے، لہٰذا ان حضرات کے نزدیک (متن اور سند سے متعلق) مذکورہ تفصیل کے مطابق حدیثِ ابی ہریرہ کا حسن کے بجائے ضعیف ہونا برقرار ہے، اور بندہ کا ذاتی رجحان اسی طرف ہے، کما مرّ۔

البتہ اگر یہ کہا جائے کہ صحیح احادیث سے جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت کا حکم ثابت ہے، اور اس روایت میں اسّی (80) کے عدد سے کثرت مراد ہے، لہٰذا اس روایت سے جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت کی فضیلت ثابت ہے، اور ضعیف حدیث کو فضیلت کی حد تک بعض شرائط کے ساتھ قبول کیا جاسکتا ہے، اور ضعیف حدیث کے فضیلت کے درجہ میں قبول ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ وہ اپنے سے قوی حدیث کے خلاف نہ ہو، اور قوی وصحیح احادیث میں کثرت کا تو ذکر ہے، مگر کسی خاص تعداد کا ذکر نہیں۔

اور ایک شرط یہ بھی ہے کہ ضعیف حدیث کے ثبوت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یا سنت ہونے یا اس میں مذکور خاص فضیلت کے حصول کا عقیدہ نہ بنایا جائے، بلکہ صرف احتیاط کے درجہ میں اس کو اختیار کیا جائے، تو اس حد تک مضایقہ معلوم نہیں ہوتا۔ [1]

پس جمعہ کے دن اسّی (80) مرتبہ درود شریف پڑھنے پر اسّی (80) سال کے گناہ معاف ہونے کا عقیدہ رکھنا یا اس کو مسنون عمل سمجھنا محلّ نظر ہے، اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ اس حدیث کی تحسین یقینی اور قابلِ اطمینان طریقہ پر ثابت نہیں، یہی مؤقف بندہ نے اپنی کتاب ''درود وسلام کے فضائل واحکام'' میں اختیار کیا ہے۔

اس کے باوجود کوئی صاحبِ علم اس سے اختلاف کریں، تو وہ عند اللہ اپنے دلائل واطمینان کے مطابق موقف اختیار کرنے کے مکلّف ہیں، اور بندہ کو جو بات اپنے نزدیک دلائل کی رُو سے راجح نظر آئی، وہ

---

[1] والذی یظهر بعد التامل الصادق، هو قبول الضعیف فی ثبوت الاستحسان وجوازه، فاذا دل حدیث ضعیف علی استحباب شیئ او جوازه، ولم یدل دلیل آخر صحیح علیه، ولیس هناک مایعارضه ورجح علیه، قبل ذلک الحدیث وجاز العمل بما افاده واقول باستحباب مادل علیه او جوازه.

غایة مافی الباب ان یکون مثل هذا الاستحباب والجواز ادون رتبة من الاستحباب والجواز الثابت بالاحادیث الصحیحة والحسنة ویشترط قبوله بشروط:

احدها: ما اشرنا الیه من فقدان دلیل آخر اقوی منه معارضا له، فان دل حدیث صحیح او حسن، علی کراهة عمل او حرمته، والضعیف علی استحبابه وجوازه ، فالعمل یکون بالاقوی ، والقول بمفاده احری(ظفر الأمانی فی مختصر الجرجانی فی مصطلح الحدیث، ص۱۹۸، لمولانا عبدالحیی اللکنوی)

ماقبل میں ذکر کی جا چکی ہے۔ ؎

؎ ورابعها: ان لايعتقد العامل به ثبوته بل الخروج عن العهدة بيقين، فانه ان كان صحيحا فى نفس الامر فذاک ، والا لم يترتب على العمل به فساد شرعي.
وقس عليه اذا دليل الحديث الضعيف على كراهة عمل، لم يدل على استحبابه دليل آخر، فيؤخذ به ويعمل بمفاده احتياطا ، فان ترک المكروه مستحب ، وترک المباح لابأس فيه شرعا.
وبهذا كله يظهر لک دفع الاشكال الذى تصدى للجواب عنه الدوانى والخفاجي، وسلک كل منهما مسلكا مغايرا لمسلک الآخر.
وخلاصة الكلام، الرافع للاوهام هو ان ثبوت الاستحباب ، او الكرهة التى هى فى قوة الاستحباب، او الجواز بالحديث الضعيف مع الشروط المتقدمة : لاينافى قولهم: انه لايثبت الاحكام الشرعية، فان الحكم باستحباب شيئ دل عليه الضعيف او كراهته: احتياطى ، والحكم بجواز شيئ دل عليه تاكيد لما ثبت بدلائل اخر، فلا يلزم منه ثبوت شيئ من الاحكام فى نفس الامر، ومن حيث الاعتقاد. نعم لو لم تلاحظ الشروط المتقدمة ، لزم الاشكال البتة (ظفر الأمانى فى مختصر الجرجانى فى مصطلح الحديث، ص ٢٠٠، لمولانا عبدالحيى اللكنوى)
واعلم ان شرط العمل بالحديث الضعيف عدم شدة ضعفه وان يدخل تحت اصل عام وان لاتعتقد سنية ذالک الحديث(حاشية الشرنبلالى علىٰ دررالحكام شرح غررالاحكام ،ج ا ص ١٢ ،كتاب الطهارة، احكام الوضوء)
شرط العمل بالحديث الضعيف عدم شدة ضعفه،وان يدخل تحت اصل عام ، وان لايعتقد سنية ذالک الحديث.واما الموضوع فلايجوز العمل به بحال، ولاروايته الا اذا قرن ببيانه(الدرالمختار مع ردالمحتار،ج ا ،ص١٢٨ ،كتاب الطهارة، سنن الوضوء)
(قوله :عدم شدة ضعفه) شديد الضعف هو الذى لا يخلو طريق من طرقه عن كذاب أو متهم بالكذب قاله ابن حجر ط .مطلب فى بيان ارتقاء الحديث الضعيف إلى مرتبة الحسن.
قلت :مقتضى عملهم بهذا الحديث أنه ليس شديد الضعف فطرقه ترقيه إلى الحسن (قوله :وأن لا يعتقد سنية ذلک الحديث) أى سنية العمل به .وعبارة السيوطى فى شرح التقريب :الثالث أن لا يعتقد عند العمل به ثبوته بل يعتقد الاحتياط، وقيل :لا يجوز العمل به مطلقا، وقيل :يجوز مطلقا .اهـ .(قوله :أما الموضوع) أى المكذوب على رسول الله -صلى الله عليه وسلم -وهو محرم إجماعا، بل قال بعضهم :إنه كفر .قال -: عليه الصلاة والسلام -من قال على ما لم أقل فليتبوأ مقعده من النار ط (قوله :بحال) أى ولو فى فضائل الأعمال .قال ط أى حيث كان مخالفا لقواعد الشريعة، وأما لو كان داخلا فى أصل عام فلا مانع منه لا لجعله حديثا بل لدخوله تحت الأصل العام اهـ تأمل.(قوله :إلا إذا قرن) أى ذلک الحديث المروى ببيانه أى بيان وضعه (ردالمحتار،ج ا ،ص١٢٨ ا كتاب الطهارة، سنن الوضوء)
قال العلماء:يجوز العمل بالحديث الضعيف بشروط منها:
أ:ان لايكون شديد الضعف، فاذا كان شديد الضعف ككون الراوى كذابا ، او فاحش الغلط، فلايجوز العمل به.
ب:ان لايتعلق فى صفات اللّٰہ تعالىٰ، ولابامر من امورالعقيدة، الا بحكم من احكام الشريعة من الحلال والحرام ونحوها.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور بندہ اسی چیز کا عنداللہ مکلّف ہے۔ (جاری ہے............)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ ج:ان يندرج تحت اصل عام من اصول الشريعة.

د:ان لايعتقد عندالعمل به ثبوته، بل يعتقد الاحتياط (الموسوعة الفقهية الكويتية ،ج۳۲ص ۱۶۰، مادة " فضائل")

ثم المنسوب إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم -في باب الوعظ والفضائل ترغيبًا أو ترهيبًا ينقسم إلى ثلاثة أقسام :صحيح مقبول، وضعيف، وموضوع؛ فليس كله صحيحًا مقبولًا، ونحن في غنى عن الضعيف والموضوع -.فالموضوع اتفق العلماء رحمهم الله على أنه لا يجوز ذكره ونشره بين الناس؛ لا في باب الفضائل والترغيب والترهيب، ولا في غيره؛ إلا من ذكره ليبين حاله.

-والضعيف اختلف فيه العلماء ، والذين قالوا بجواز نشره ونقله اشترطوا فيه ثلاثة شروط .

الشرط الأول :أن لا يكون الضعف شديدًا.

الشرط الثاني :أن يكون أصل العمل الذي رتب عليه الثواب أو العقاب ثابتًا بدليل صحيح.

الشرط الثالث :أن لا يعتقد أن النبي -صلى الله عليه وسلم -قاله، بل يكون مترددًا غير جازم، لكنه راجٍ في باب الترغيب، خائفٌ في باب الترهيب .أما صيغة عرضه؛ فلا يقول :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم -، بل يقول :روي عن رسول الله، أو :ذكر عنه ...وما أشبه ذلك .فإن كنت في عوام لا يفرقون بين ذكر وقيل وقال؛ فلا تأت به أبدًا؛ لأن العامي يعتقد أن الرسول عليه الصلاة والسلام قاله؛ فما قيل في المحراب؛ فهو عنده الصواب(شرح العقيدة الواسطية،لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين ،ج۲،ص ۱۸۵ ،فصل في القيامة الكبرى،الأمر الثاني عشر مما يكون يوم القيامة)

بسلسلہ:اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام — اضافہ واصلاح شُدہ ایڈیشن

ماہِ ذی قعدہ اور حج کے فضائل واحکام

اس کتاب میں اسلامی سال کے گیارہویں مہینے’’ذی قعدہ‘‘ کے متعلق فضائل ومسائل اور قابلِ توجہ اُمور پر روشنی ڈالی گئی ہے، نیز ماہِ ذی قعدہ کے حج کے مہینوں میں سے ہونے کی وجہ سے حج وعمرہ کے فرض وواجب ہونے سے متعلق بھی بنیادی اور اُصولی احکام چند رائج منکَرات کے ساتھ ذکر کئے گئے ہیں،اورفرض حج میں تاخیر کے حیلے بہانوں پر بھی کلام کیا گیا ہے،اسی کے ساتھ حجِ بدل وحجِ نذر کے مسائل بھی درج کئے گئے ہیں،اورعمرہ کا حکم بھی تحریر کیا گیا ہے،اور چند تحقیقی مسائل پر بھی بحث کی گئی ہے،اورآخر میں ماہِ ذی قعدہ میں واقع ہونے والے چندتاریخی واقعات کوبھی شامل کیا گیا ہے۔

مصنِّف:مفتی محمد رضوان

کیا آپ جانتے ہیں؟ ادارہ

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

ٹیلی فون وموبائل فون استعمال کرنے کے آداب

(1)...... فون (Phone) انسان کے حق میں بڑی نعمت ہے، اس کے ذریعہ انسان دنیا وآخرت کے اعتبار سے بہت سے فوائد بھی حاصل کرسکتا ہے، لیکن اگر خود سے چاہے تو اس کا غلط استعمال کر کے دنیا وآخرت کی کئی خرابیوں میں بھی مبتلا ہوسکتا ہے۔

(2)...... فون (Phone) انسان کی بہت سی ضروریات پوری کرنے میں مدد کرتا ہے، اس کے ذریعہ دوسرے سے بغیر کسی مشقت کے دین و دنیا کی باتیں اور حال واحوال معلوم کئے جاسکتے ہیں، دوسرے کی خبر گیری کی جاسکتی ہے، کسی حادثہ، بیماری اور موت وزندگی کی خبر دی جاسکتی ہے، دور دراز بیٹھے ہوئے لوگوں سے ضرورت پڑنے پر رابطہ کر کے مختلف قسم کے معاملات طے کئے جاسکتے ہیں، جس غرض کے لئے پہلے زمانہ میں طویل سفر کر کے اور غیر معمولی وقت اور زرِ کثیر خرچ کر کے پہنچا جاتا تھا، فون کے ذریعہ منٹوں اور سیکنڈوں میں نمبر ملا کر بغیر کسی مشقت کے بآسانی رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

(3)...... ٹیلی فون اور موبائل میں جو گھنٹی لگائی جائے وہ سادہ ہونی چاہئے، موسیقی پر مشتمل نہیں ہونی چاہئے، کیونکہ موسیقی کا سننا منع ہے، اور گھنٹی کا مقصد دوسرے کو آگاہ کرنا ہے، جس کو دستک دینا کہتے ہیں، لہٰذا اس ضرورت ومقصد کے لئے موسیقی کے استعمال کا کیا مطلب؟ پھر فون کی گھنٹی کسی بھی وقت بج جاتی ہے، خواہ کوئی تلاوت کر رہا ہو یا نماز پڑھ رہا ہو اور ذکر وعبادت میں مصروف ہو، بعض اوقات مسجد میں نماز پڑھنے کے دوران فون کی گھنٹی بج جاتی ہے، اور ظاہر ہے کہ ان اوقات وحالات میں موسیقی کا بجنا زیادہ برا ہے۔

بہر حال موبائل فون کے سیٹ میں وہ گھنٹی جو سادہ انداز کی ہو اور اس میں موسیقی کا عنصر شامل نہ ہو اس کا انتخاب کرنا چاہئے، اور اس ضرورت ومقصد کو سادہ گھنٹی سے پورا کرنے کے بجائے موسیقی کی وباء میں نہیں پھنسنا چاہئے۔

(4)...... فون کی گھنٹی کا مقصد آگاہی اور دستک دینا ہے، اور اس غرض کے لئے شرعاً قرآن مجید کی آیات مثلاً بسم اللہ، اور مبارک کلمات واذکار، مثلاً اذان، اللہ اکبر، درود شریف وغیرہ کا استعمال مناسب نہیں۔

اعتدال و احتیاط کا راستہ یہ ہے کہ نہ تو فون میں موسیقی لگائی جائے اور نہ ہی مبارک کلمات لگائے جائیں، ان دونوں کے بجائے اعتدال و احتیاط کا راستہ اختیار کرتے ہوئے سادہ گھنٹی جس میں موسیقی کا عنصر شامل نہ ہو لگائی جائے، یا وائبریشن (Vibration) لگالیا جائے جس میں آواز کے بجائے تھرتھراہٹ ہوتی ہے، یا روشنی ہوتی ہے۔

(5)...... کسی شخص کو ایسے وقت جو عادتاً اس کے آرام کرنے کا ہو یا دوسری ضروریات مثلاً، نماز میں مشغول ہونے کا وقت ہو، فون کرنا مناسب نہیں، مگر یہ کہ کوئی سخت ضرورت آپڑی ہو۔

(6)...... اگر کسی کو فون کیا اور اس نے فون نہیں اٹھایا، تو دوبارہ فوراً ہی اس کو فون کرنا مناسب نہیں، ہو سکتا ہے کہ وہ آرام کررہا ہو، یا نماز میں مشغول ہو یا اسی طرح کے کسی اور اہم کام میں مصروف ہو، اور آپ کے بار بار فون کرنے سے اس کو تکلیف ہو۔

(7)...... جس شخص سے فون پر اکثر بات چیت کرنے کی نوبت آتی ہو، مناسب ہے کہ اس کے اوقاتِ کار معلوم کرلئے جائیں، اور جن اوقات میں اس کو بات چیت کرنے میں سہولت ہو، اس کی پابندی کا اہتمام کیا جائے۔

(8)...... فون پر اگر کوئی لمبی بات کرنی ہو، تو پہلے کسی طرح سے مخاطب سے معلوم کرلیا جائے کہ آپ کو فرصت وفراغت ہو تو کچھ بات کروں، کیونکہ بعض اوقات فون کی گھنٹی بجنے کی وجہ سے انسان فون سننے پر مجبور ہوتا ہے، مگر وہ کسی اہم کام میں مصروف ہوتا ہے اور دوسرے کی طرف سے لمبی بات کرنے سے اس کو تکلیف ہوتی ہے، اور وہ بعض اوقات شرم یا تعلق داری وغیرہ کی وجہ سے زبان سے عذر ومعذرت نہیں کرپاتا۔

(9)...... جس کسی مصروف آدمی سے بات کرنی ہو تو بات کرنے سے پہلے اسے بتادینا مناسب ہے کہ وہ کیا بات کرنا چاہتا ہے، تاکہ وہ اس کے مطابق جواب دے سکے کہ اس بات کا یہ موقع ہے یا نہیں، بعض اوقات فون سننے والا ایسی جگہ ہوتا ہے، جہاں پر ہوتے ہوئے کوئی خاص بات کرنا مناسب نہیں ہوتا۔

(10)...... بلاضرورت کسی سے فون پر بات کرکے خلل ڈالنا مناسب نہیں، خاص طور پر جبکہ دوسرا مصروف آدمی ہو، اور ضرورت سے زیادہ بات کرکے اپنا اور دوسرے کا وقت اور پیسے ضائع کرنا بھی درست نہیں، بوقتِ ضرورت اور بقدرِ ضرورت بات کرنی چاہیے۔ البتہ دوسرے سے رشتہ داری یا دوسری تعلق داری کی بنیاد پر کبھی کبھی سلام ودعاء اور خیر خیریت معلوم کرنے میں حرج نہیں۔

(11)...... جب تک سخت ضرورت اور مجبوری نہ ہو کسی دوسرے کے فون کو استعمال نہ کیجئے، اور جب سخت ضرورت ہو، اس وقت بھی دوسرے سے اجازت لے لینا چاہیئے، اور ساتھ ہی اس کا خرچ ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

بعض اوقات دوسرا شخص شرما حضوری میں اوپر اوپر سے اپنا فون استعمال کرنے کی اجازت دے دیتا ہے، مگر دل سے راضی نہیں ہوتا، شرعی اعتبار سے ایسی رضامندی کا اعتبار نہیں۔

(12)...... بعض لوگ سرکاری یا غیر سرکاری اداروں کے فون بے جا استعمال کرتے ہیں، جس کے لئے اس محکمہ اور ادارہ کی طرف سے فون کے استعمال کی اجازت نہیں ہوتی، ایسا کرنا جائز نہیں، اسی طرح کسی مدرسہ وغیرہ کا فون اپنی ذاتی ضرورت کے لئے استعمال کرنا بھی اس وقت تک جائز نہیں، جب تک کہ وہاں کے ضابطہ کے مطابق اجازت حاصل نہ ہو جائے، یا اس کا معاوضہ نہ ادا کر دیا جائے۔

(13)...... آج کل جو موبائل فون چلے ہوئے ہیں، ان میں مختلف قسم کے کھیل اور گیم موجود اور فیڈ (Feed) ہوتے ہیں، بہت سے لوگ ان کھیلوں اور گیموں میں مشغول ہو کر بلا وجہ اپنا قیمتی وقت ضائع کرتے ہیں، اسی طرح ملکی سطح پر منعقد ہونے والے مختلف کھیلوں وغیرہ کے حالات بھی موبائل فون پر سننے یا دیکھنے کی سہولت ہوتی ہے، بہت سے لوگ موبائل فون سے کھیلوں یا دوسری فضول چیزوں کے تبصرے سن کر یا دیکھ کر اپنے زندگی کے قیمتی اوقات کو ضائع کرتے ہیں، اس لئے وقت ضائع کرنے سے اپنے آپ کو بچانا چاہیئے، اور اس کی بجائے کسی نفع بخش کام میں اپنے وقت اور صلاحیتوں کو استعمال کرنا چاہیئے۔

(14)...... بعض اوقات فون والے اداروں کی طرف سے مختلف قسم کے پیغام ارسال کر کے سوالات کئے جاتے ہیں اور ان کے صحیح جوابات دینے والوں کے لئے مختلف قسم کے انعامات کے اعلانات کئے جاتے ہیں۔ اولاً تو اس طرح کے اکثر سوالات ہی بے ہودہ، لایعنی اور فضول ہوتے ہیں، دوسرے ان پر ملنے والے انعامات کو شرعاً جائز کہنا بھی مشکل ہوتا ہے، لہٰذا اس قسم کے بے ہودہ اور فضول بلکہ خلافِ شرع مقابلوں میں حصہ لے کر اپنا وقت، اور اپنی صلاحیت اور اپنے دین کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔

(15)...... بعض لوگ دوسرے کے موبائل کو لے کر اس میں مداخلت شروع کر دیتے ہیں، اور دوسرا شرم یا تعلق داری کی وجہ سے کچھ نہیں کہتا، حالانکہ دوسرے کی خوشدلی کے بغیر اس کے موبائل فون میں مداخلت کرنا، اس کے ریکارڈ کو پڑھنا، دیکھنا اور اس کا جائزہ وغیرہ لینا سب ناجائز ہے۔

البتہ اپنے ماتحت اور زیرِ تربیت افراد کی نگرانی واصلاح کے لئے کبھی اس طرح کی چیزوں کا جائزہ لیا جائے، تاکہ ان کو غلط کاموں پر تنبیہ کی جاسکے، تو جائز اور تربیت کا حصہ ہے۔

(16)...... بلاضرورت موبائل فون سے جاندار چیز کی تصویر کھینچنے سے بچنے میں احتیاط ہے، الا یہ کہ کوئی مفید ضرورت ہو تو الگ بات ہے۔

(17)...... موبائل فون کے اندر ضرورت کی خاطر قرآن مجید کی تلاوت کی آواز یا قرآن مجید کی لکھائی کو محفوظ کر کے سننا اور پڑھنا جائز ہے، بشرطیکہ قرآن مجید کے آداب کا لحاظ کیا جائے۔

اور جس فون میں قرآن مجید وغیرہ محفوظ ہو، اس کو بغیر وضو کے چھونا جائز ہے، البتہ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ جب اس کی سکرین پر قرآن مجید کو چلایا جائے، اس وقت اس کو بغیر وضو ہاتھ نہ لگائیں۔

(18)...... بیت الخلاء میں موجود ہونے کی صورت میں کسی سے فون پر بات چیت کرنا مناسب نہیں، البتہ سخت مجبوری کے وقت بقدرِ ضرورت بات چیت کرنے کی اجازت ہے۔

(19)...... عام طور پر گاڑی وغیرہ چلاتے وقت فون پر بات چیت کرنے کی قانونی طور پر پابندی ہوتی ہے، تاکہ حادثات وغیرہ سے حفاظت رہے، اس لئے ایسے قانون کے مطابق عمل کرتے ہوئے فون کا استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔

ایسے وقت اگر کسی سے فون پر بات کرنا زیادہ ہی ضروری ہو، تو مناسب یہ ہے کہ گاڑی ایک طرف مناسب جگہ کھڑی کر کے فون پر بات کرلیں۔

(20)...... جب کوئی دینی بات یا وعظ وغیرہ کی مجلس ہو رہی ہو، وہاں پر بیٹھ کر فون پر بات چیت نہ کیجئے، جس سے اس مجلس کے لوگوں کو خلل واقع ہو اور اگر ضروری ہو تو خاموشی سے یا وہاں سے الگ ہو کر بقدرِ ضرورت بات کرلیجئے، اور تفصیلی بات کو بعد کے لئے موقوف کردیجئے۔

(21)...... اگر کسی سرکاری یا نیم سرکاری ادارہ میں اس ادارہ کے ضابطہ کے مطابق وہاں کسی مصلحت سے فون استعمال کرنے کی اجازت نہ ہو تو اس کی بھی پابندی کرنی چاہیئے، اور اگر فون پر بات کرنا زیادہ ضروری ہے تو ممنوعہ جگہ سے الگ جا کر بات کرنی چاہیئے۔

(22)...... اگر کسی ادارہ یا دفتر میں فون پر بات چیت کرنے کی باضابطہ ممانعت تو نہ ہو، لیکن وہاں پر لوگ کام کاج میں اس طرح مصروف ہوں کہ آپ کے فون پر بات چیت کرنے سے ان کو تکلیف ہوگی یا

ان کے کام میں خلل واقع ہوگا، تو بھی وہاں فون پر بات چیت کرنے میں احتیاط کیجئے۔

(23)......فون وغیرہ پر بات کرتے ہوئے آواز کو اتنا ہی بلند کرنا چاہئے، جتنی ضرورت ہو، بعض لوگ بلاوجہ چیخ چیخ کر بات کرنے کے عادی ہوتے ہیں، جس سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے، اس سے بچنا چاہئے۔

(24)......فون کے ذریعہ دوسروں کو غلط پیغام پہنچانا یا نامحرم مرد وعورت کا آپس میں بلاوجہ یا غیر شرعی طریقہ پر رابطہ کرنا، یا اس پر فحش پروگرام دیکھنا، یہ سب چیزیں دنیا وآخرت کے اعتبار سے نقصان دہ اور گناہ ہیں، ان سے بچنے اور اپنی بیوی بچوں اور دوسرے ماتحت افراد کو بچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(25)...... موبائل فون اور اس کے استعمال سے کم عمر بچوں اور بچیوں کی تعلیم وتربیت پر انتہائی بُرے اثرات پڑ رہے ہیں، اس لئے بچوں کو موبائل فون کے استعمال کرنے کرانے میں بہت احتیاط اور ان کی نگرانی وتربیت کی ضرورت ہے۔

(26)...... ماہرین کے مطابق موبائل فون کا زیادہ استعمال صحت کے لئے بھی مضر ہے، اس لئے اس کا استعمال بقدرِ ضرورت رکھنا چاہئے۔

(27)...... موبائل فون کو دل کے قریب رکھنا طبی اعتبار سے صحت کے لئے مضر ہے، اور سوتے وقت اپنے بہت زیادہ قریب رکھ کر سونا بھی صحت کے لئے زیادہ نقصان دہ ہے، کیونکہ اس کی شعائیں اور برقی لہریں، جسم پر منفی اثرات کا سبب بنتی ہیں، اس لئے اس سے حتی الامکان احتیاط کرنی چاہئے۔

(28)...... دوسرے کی لائن سے چوری کر کے فون کا استعمال کرنا یا غیر قانونی طریقہ پر فون کا استعمال کرنا جائز نہیں، اس سے بچنا چاہئے۔

(29)...... ٹیلی فون یا موبائل فون پر بات کرتے وقت ایسی باتیں کرنے سے احتیاط کرنی چاہئے جو غیر قانونی اور مشکوک ہوں، اس کی وجہ سے بعض اوقات انسان بلاوجہ کسی قانونی گرفت میں آجاتا ہے اور نقصان کا سامنا کرنا پڑ جاتا ہے۔

اسی طرح کسی غلط اور قانون کی نظر میں مجرم ومفسد آدمی سے فون پر بات کرنے سے بھی بچنا چاہئے، کیونکہ بعض اوقات اس سے تعلق کی بنیاد پر بھی گرفت ہو جاتی ہے۔

(30)...... اگر آپ کا موبائل فون چوری ہو جائے، تو سب سے پہلے اپنے زیرِ استعمال اس کمپنی سے رابطہ کر کے اس صورتِ حال سے آگاہ کرنا چاہئے، کیونکہ بعض اوقات چوری کے بعد یہ کنکشن کسی غلط اور

دہشت گردی وغیرہ کی کارروائی میں استعمال ہوجاتا ہے اور بعد میں تحقیق کے نتیجہ میں جس کے نام سے وہ کنکشن جاری ہو، وہ گرفت میں آجاتا ہے۔

(31)...... دوسرے کو فون کرنے والا ایسا ہے، گویا کہ دوسرے کے پاس چل کر آنے والا، اس لئے فون کرنے والے کو دوسرے مسلمان کو فون کرتے وقت سلام میں پہل کرنی چاہئے، اور دوسرے کو سلام کا جواب دینا چاہئے، لیکن اگر وہ سلام نہ کرے بلکہ فون سننے والا سلام کرے، اور دوسرا جواب دے، تو بھی حرج نہیں، اور فون پر سلام کے دیگر احکام سلام کے آداب میں ملاحظہ فرمائیں۔

(32)...... فون کرنے والے کو چاہئے کہ وہ کسی مسلمان کو فون کر رہا ہے تو دوسرے کے فون اٹھانے پر سلام کرے، اور سلام کے بجائے ''ہیلو'' کہنا سنت کے مطابق نہیں، لیکن اگر وہ اس لئے ہیلو کہے تا کہ اسے معلوم ہو کہ دوسرا فون اٹھا کر کان کو لگا چکا ہے اور پھر دوسرے کے جواب دینے پر سلام کرے تو بھی گناہ نہیں، اور اگر فون اٹھانے والا ''ہیلو'' کہے اور پھر جب دوسرا سلام کرے تو سلام کا جواب دے، یا دوسرے کے بولنے پر سلام کرے تو بھی گناہ نہیں۔

اور اس موقع پر ''ہیلو'' (Hello) کہنا دراصل فون کرنے والے کو ''کون ہے؟'' یا ''جی فرمایئے'' کہنے کے مثل ہے، جیسے دروازے پر دستک دینے والے سے آدمی پوچھتا ہے، ظاہر ہے اس اعتبار سے ''ہیلو'' (Hello) کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

اس لئے بعض حضرات جو فون پر ''ہیلو'' کہنے پر سخت تنقید واعتراض کرتے ہیں، اور اس کو گناہ تک قرار دیتے ہیں، یا لفظِ ''ہیلو'' کے کسی زبان میں کوئی غلط معنیٰ لے کر ٹیلیفون پر ''ہیلو'' کہنے پر اس معنیٰ کو منطبق کرتے ہیں، تو دلائل کی رُو سے ہمیں اُن سے اتفاق نہیں ہے۔

عبرت کدہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط 9 مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

واقعہ قتل کے بعد حضرت موسیٰ کا رجوع الی اللہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے گھونسہ کی وجہ سے جب اس مصری کی موت واقع ہوگئی، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بڑی ندامت وپشیمانی ہوئی، اوراسی ندامت وپشیمانی کی حالت میں آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع فرمایا، نیک اوراللہ والے لوگوں کی یہی نشانی ہوتی ہے کہ جب ان پرکوئی پریشانی وغیرہ آتی ہے، تو وہ اللہ ہی کی طرف رجوع فرماتے ہیں۔

اسی لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جب یہ بات سرزَد ہوئی، تو اگرچہ حضرت موسیٰ کا اس مصری کو قتل کرنے کا ارادہ نہیں تھا (جیسا کہ پچھلی قسط میں یہ بات تفصیل سے گزر چکی ہے) لیکن اس کے باوجود حضرت موسیٰ نے اس کو اپنے منصبِ نبوت اور پیغمبرانہ عظمتِ شان کے لحاظ سے اپنا قصور قرار دیا، اوراللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کی۔ لے

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَغَفَرَ لَهٗ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (سورة القصص، رقم الآية ۱۶)

یعنی ''حضرت موسیٰ نے کہا کہ اے میرے رب! بے شک میں نے اپنی جان پرظلم کیا سو مجھے بخش دے، پھر اللہ نے اسے بخش دیا، بے شک وہ غفور ہے رحیم ہے''

لے (قال رب إنى ظلمت نفسى فاغفر لى فغفر له) ندم موسى عليه السلام على ذلك الوكز الذى كان فيه ذهاب النفس، فحمله ندمه على الخضوع لربه والاستغفار من ذنبه(تفسير القرطبى، ج۱۳ ص ۲۶۱، سورة القصص)

أما قوله :رب إنى ظلمت نفسى فاغفر لى فعلى نهج قول آدم عليه السلام :ربنا ظلمنا أنفسنا والمراد أحد وجهين، إما على سبيل الانقطاع إلى الله تعالى والاعتراف بالتقصير عن القيام بحقوقه، وإن لم يكن هناك ذنب قط، أو من حيث حرم نفسه الثواب بترك المندوب(تفسير الرازى، ج۲۴ ص۵۸۵، سورة القصص)

Idara Ghufran

اس آیت میں ''فاغفرلی'' کے فوراً بعد ''فغفر لہٗ'' آیا ہے، اور اس میں ''ف'' تعقیب کے لئے ہے [1] کہ بس توبہ کرنے کی دیر تھی، اللہ کی رحمت نے ہاتھوں ہاتھ لیا، فوراً توبہ قبول فرمائی، یہی شان اللہ تعالیٰ کی اس امت کے لئے بھی جاری ہے، صحیحین میں حدیثِ قدسی ہے، جو عام طور پر مشہور و معروف ہے کہ بندہ میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے، تو میں اس کی طرف ایک ذراع پیش قدمی کرتا ہوں، وہ چل کر آتا ہے، تو میں دوڑ کر اور لپک کر اس کی طرف آتا ہوں۔ [2] ع رحمتِ حق بہرا استقبال می آئد

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا، تو حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ اے اللہ آپ نے جس طرح اپنے فضل سے مجھے عزت، راحت اور قوت عطا فرمائی ہے، اور میری تقصیرات کو معاف فرمادیا، اس کا شکر یہ ہے کہ میں آئندہ کبھی بھی مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا، مطلب یہ ہے کہ آپ کی عطا کی ہوئی طاقت وقوت کو مجرموں کی حمایت واعانت میں خرچ نہیں کروں گا۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ نے جس اسرائیلی کی مدد کے لئے یہ اقدام کیا تھا، ان پر یہ بات ظاہر ہوگئی تھی کہ وہ اسرائیلی خود ہی جھگڑالو اور نامعقول آدمی ہے، اور لڑائی جھگڑا کرنا اس کی عادت ہے، اس لئے اس کو مجرم قرار دے کر آئندہ کسی ایسے شخص کی مدد نہ کرنے کا عہد فرمایا۔ [3]

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ فَلَنۡ اَکُوۡنَ ظَهِیۡرًا لِّلۡمُجۡرِمِیۡنَ (سورة القصص، رقم الآية ١٧)

یعنی ''حضرت موسیٰ نے مزید عرض کیا کہ اے میرے رب! جیسا کہ آپ نے مجھ پر احسان فرمایا میں کبھی بھی مددگار اور پشت پناہ نہیں بنوں گا ظالموں کے لئے''

---

[1] اصولِ فقہ اور اصولِ تفسیر دونوں کی رُو سے ''ف'' تعقیبِ محض وترتیب اور ''ثم'' تعقیب مع التراخی وترتیب، اور ''و'' محض جمع کے لئے آتا ہے، اور ''ف'' کے اگلے پیچھے واقعات بغیر تاخیر ووقفہ کے ایک دوسرے مرتب ہوتے ہیں، یہاں بھی ایسا ہی ہوا۔

[2] عن أنس رضى الله عنه، عن النبى صلى الله عليه وسلم يرويه عن ربه، قال :إذا تقرب العبد إلى شبرا تقربت إليه ذراعا، وإذا تقرب منى ذراعا تقربت منه باعا، وإذا أتانى مشيا أتيته هرولة (بخارى، رقم الحديث ٧٥٣٦)

[3] قال رب بما أنعمت على أى بما جعلت لى من الجاه والعز والنعمة فلن أكون ظهيرا أى معينا للمجرمين أى الكافرين بك، المخالفين لأمرك (تفسير ابنِ كثير، ج٦ ص ٢٠٢، ٢٠٣، سورة القصص)

أن ظاهره يدل على أنه قال إنك لما أنعمت على بهذا الإنعام فإنى لا أكون معاونا لأحد من المجرمين بل أكون معاونا للمسلمين، وهذا يدل على أن ما أقدم عليه من إعانة الإسرائيلى على القبطى كان طاعة لا معصية، إذ لو كانت معصية، لنزل الكلام منزلة ما إذا قيل إنك لما أنعمت على بقبول توبتى عن تلك المعصية فإنى أكون مواظبا على مثل تلك المعصية (تفسير الرازى، ج٢٤ ص ٥٨٦، سورة القصص)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی ''حدیثِ فتون''میں بھی اس واقعہ کا ذکر آیا ہے۔ [1]

سبق جو یاد رکھنا ہے

اس آیت سے ایک مسلمان کو یہ سبق ملتا ہے کہ جس پر اللہ نے کوئی نعمت کی ہو، مثلاً ہدایت دی ہو، صحت، قوت، طاقت، وسائل، اسباب، اختیار، اقتدار، مرتبہ، مقام، عزت، شہرت، دولت، منصب میں سے کوئی ایک یا زیادہ عطا کئے ہوں، تو وہ ان نعمتوں کو اللہ کی ناراضگی کے کاموں میں، خصوصاً اللہ کے باغیوں، نافرمانوں، شریروں، فسادیوں، متکبر وسرکش لوگوں کی اعانت وحمایت میں استعمال نہ کرے، ایسوں کی سفارش نہ کرے، الیکشن میں نہ ان کو ووٹ دے، ان کی چاپلوسی وخوشامد نہ کرے، نہ ان کی ہاں میں ہاں ملائے، نہ ان کی مجلسوں میں ہم مجلس بنے، اور نہ ان سے زیادہ میل جول اور لگاؤ ویگانگت رکھے۔

اس مضمون سے ملتی جلتی ایک آیت سورہ قصص کی آیت نمبر 86 بھی ہے، جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرماتے ہوئے تاکید فرمائی گئی ہے کہ:

فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ (سورة القصص، رقم الآية ٨٦)

یعنی''پس آپ کافروں کے مددگار نہ بنیں''

پس ہمیں بھی چاہئے کہ کسی بھی درجہ میں نہ کافروں کے حمایتی وسپورٹر بنیں، نہ فاسقوں، مجرموں کے معاون بنیں۔ (جاری ہے............)

---

[1] فلما بلغ أشده وكان من الرجال لم يكن أحد من آل فرعون يخلص إلى أحد من بنی إسرائيل معه بظلم ولا سخرة حتى امتنعوا كل الامتناع فبينما موسى فی ناحية المدينة إذا هو برجلين يقتتلان أحدهما فرعونی والآخر إسرائيلی، فاستغاثه الإسرائيلی على الفرعونی، فغضب موسى غضبا شديدا لأنه تناوله وهو يعلم منزلة موسى من بنی إسرائيل وحفظه لهم لا يعلم الناس أنما ذلک من الرضاع إلا أم موسى، إلا أن يكون الله أطلع موسى من ذلک على ما لم يطلع عليه غيره، فوكز موسى الفرعونی فقتله وليس يراهما أحد إلا الله والإسرائيلی، فقال موسى حين قتل الرجل :(هذا من عمل الشيطان إنه عدو مضل مبين)ثم قال :(رب إنی ظلمت نفسی فاغفر لی فغفر له إنه هو الغفور الرحيم)(مسند ابی یعلیٰ الموصلی، رقم الحديث ٢٦١٨)

قال الهيثمی:رواه أبو يعلى، ورجاله رجال الصحيح غير أصبغ بن زيد والقاسم بن أبی أيوب وهما ثقتان(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١١٢٦٦)

وقال حسين سليم اسد الدارانی:رجاله ثقات(حاشية مسند ابی یعلیٰ)

طب وصحت

مفتی محمد رضوان

چند عام بیماریاں اور اُن کا آسان علاج (قسط1)

جب انسان بیمار ہو جاتا ہے، تو خود بھی تکلیف اٹھاتا ہے، اور اس کی وجہ سے دوسرے لوگوں کو بھی تکلیف اٹھانا پڑ جاتی ہے، اور اپنے بھی کئی معمولات اور ضروریات متاثر ہوتی ہیں، اور بعض اوقات اس کی وجہ سے دوسروں کے بھی کئی قسم کے معمولات اور ضروریات متاثر ہو جاتی ہیں، اور آج کل کے علاج ومعالجہ میں وقت اور پیسہ بھی غیر معمولی خرچ ہوتا ہے، اور بعض اوقات آج کل کے مہنگے اور مشکل علاج معالجہ کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے بیماری میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

اس لئے چند عام بیماریاں اور ابتدائی طبی امداد کے طور پر مستند کتب سے استفادہ کر کے ان کی آسان تدابیر اور علاج کا ذکر کیا جاتا ہے۔ بیماریوں کے علاج کے طور پر جو دوائیں لکھی گئی ہیں، وہ عام طور پر گھر یا پنساری وغیرہ کے یہاں سے بآسانی دستیاب ہو جاتی ہیں۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ ایک ''ماشہ'' کی مقدار ایک ''گرام'' کے برابر اور ایک ''تولہ'' کی مقدار ساڑھے گیارہ ''گرام کے برابر اور ایک ''رتی'' ایک سو پچیس (125) ''ملی گرام'' کے برابر ہوتی ہے۔

آگے جن دواؤں کے ساتھ چینی، شکر، کھانڈ اور مصری وغیرہ شامل کرنے کا ذکر آیا ہے، ذیابیطس یا شوگر کے مریض اس کو شامل نہ کریں، اور اگر چاہیں تو اس کے متبادل کے طور پر سکرین (کینڈول) شامل کر لیں۔

اور یہ بات بھی فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ بیماری کا علاج جتنی جلدی کیا جاتا ہے، اتنا ہی زیادہ مفید ہوتا ہے، اور تاخیر کرنے پر مشکل اور دیر سے علاج ہوتا ہے، نیز بیماری کے دیر تک باقی رہنے سے بعض دوسری بیماریاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔

دماغ کی کمزوری (Mental Weakness)

دماغ کے کمزور ہو جانے کی صورت میں سر میں ہلکا ہلکا درد ہونے لگتا ہے، آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جاتا ہے، طبیعت سست رہتی ہے، تھوڑی سی دماغی محنت کرنے، اور کتاب وغیرہ پڑھنے سے سر میں درد ہونے لگتا ہے، شوروغل اور چیخ وپکار برداشت نہیں ہوتا، آنکھیں بند کر کے لیٹ جانے سے آرام ملتا ہے،

ذہن اور حافظہ کمزور ہوجاتا ہے، کسی بات میں غور وفکر کرنے سے گھبراہٹ ہونے لگتی ہے، باتوں کو یادرکھنا مشکل ہوجاتا ہے، بعض لوگوں کو اکثر نزلہ وزکام کی شکایت بھی رہنے لگتی ہے۔

اس مرض کا سبب مشت زنی، جریان، احتلام کی کثرت، آرام کی کمی، زیادہ دماغی محنت، دائمی قبض یا نزلہ یا عورتوں میں سیلانُ الرحم یا لیکوریا، جسمانی کمزوری اور خون کی کمی وغیرہ کو شمار کیا جاتا ہے۔

اس مرض کے اسباب کو معلوم کرکے ان کو دور کرنا چاہئے۔

خشک دھنیا اور سونف ہم وزن ملا کر سفوف بنائیں، اور بقدرِ ضرورت شکر ڈال کر استعمال کریں۔

یا بادام نو عدد، سونف پانچ گرام، خشک دھنیا پانچ گرام، سیاہ مرچ سات عدد، مغز کدو شیریں پانچ گرام میں بقدرِ ضرورت مصری شامل کرکے، پیس کر سفوف بنائیں، اور چھان کر پانچ پانچ گرام صبح وشام دودھ کے ساتھ استعمال کریں، دماغی کمزوری کے لئے مفید ہے۔

بھُول اور کُند ذہنی (Amnesia)

بعض لوگ سنی ہوئی باتیں اور دیکھی ہوئی صورتیں بہت جلد بھول جاتے ہیں، بعض بچوں کو سبق یاد نہیں رہتا، استاد جو کچھ پڑھاتا ہے، اس کو اچھی طرح نہیں سمجھتے اور اگر کچھ سمجھتے ہیں تو اس کو جلد ہی بھول جاتے ہیں، اس بیماری کو بھول اور کند ذہنی کہا جاتا ہے، ایسی صورت میں کلونجی تین ماشے (تقریباً تین گرام) خالص شہد ایک تولے (یعنی ساڑھے گیارہ گرام) میں ملا کر چٹائیں (چھوٹے بچوں کے لئے ایک ماشہ یعنی تقریباً ایک گرام کلونجی کافی ہے)

یا پانچ تولے برہمی بُوٹی کو کُوٹ چھان کر اس میں پانچ ماشے کالی مرچیں باریک پیس کر ملائیں اور تین تین ماشے صبح وشام پانی یا دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔

ایسے مریض کو بدہضمی اور قبض نہ ہونے دیں اور تیز کھٹی چیزیں، مثلاً اچار، سرکہ اور کولڈ ڈرنکس وغیرہ کھانے پینے سے پرہیز کرائیں، تمباکو نوشی سے اجتناب کریں۔

سر چکرانا یا چکر آنا (Amnesia)

سر چکرانے یا چکر آنے کی شکایت زیادہ تر جسمانی کمزوری، خاص طور پر دماغ کی کمزوری کی وجہ سے ہوا کرتی ہے، بعض اوقات ہضم کی خرابی اور قبض وغیرہ کے سبب بھی سر چکرانے لگتا ہے۔

عام جسمانی کمزوری کی صورت میں روزانہ موسمی فروٹ کھائیں، دودھ پئیں، مکھن اور اَدھ پکے یعنی ہاف

بوائل انڈے کھائیں یا روزانہ صبح وشام ملائی تین تین تولے تھوڑی کھانڈ یا شکر یا اصلی شہد ملا کر کھائیں۔
اس کے علاوہ آملہ خشک، دھنیا خشک، ہر ایک چھ ماشے کو رات کے وقت پانی میں بھگو کر رکھیں، اور صبح کو پانی چھان کر کھانڈ یا مصری یا پھر سرخ شکر یا شہد سے میٹھا کر کے پئیں۔
اگر ہضم کی خرابی اور قبض کی وجہ سے سر چکراتا ہو تو ہرڑ کا مربہ ایک عدد لے کر اس کی گٹھلی نکال لیں اور اس کے ساتھ دھنیا خشک تین ماشے، چھوٹی الائچی ایک ماشہ باریک پیس کر شامل کریں، اور صبح وشام دونوں وقت استعمال کریں۔

نیند نہ آنا(Insomnia)

اگر دماغی خشکی کی وجہ سے نیند نہ آتی ہو، تو روزانہ صبح کو بکری کا دودھ تازہ بہ تازہ لے کر کھانڈ یا سرخ شکر ملا کر پئیں یا میٹھے بادام کی رِگری سات عدد، تخمِ خشخاش تین ماشے کو پانی میں پیس چھان کر کھانڈ یا شکر سے میٹھا کر کے پئیں، اور تخمِ خشخاش، بھنگ ہر ایک چھ ماشے کو دودھ یا پانی میں پیس کر ہاتھ کی ہتھیلی اور پاؤں کے تلووں پر لگائیں۔
اس کے علاوہ تجربہ کاروں کا کہنا ہے کہ سوئے کا ساگ سرہانے رکھنے سے بھی نیند آ جاتی ہے، اس میں نیند آور خوشبو اور تاثیر ہوتی ہے۔
اگر بخار کی وجہ سے نیند نہ آتی ہو، تو ہاتھ کی ہتھیلیوں یا پاؤں کے تلووں کو کانسی کے کٹوروں سے سہلائیں، اور مریض کو گاؤ تکیے کے سہارے بٹھا کر اس کی پنڈلیوں پر نیم گرم پانی گرائیں، اور دونوں ہاتھوں سے پنڈلیوں کو نیچے کی طرف سُوتتے اور مَلتے رہیں، پندرہ بیس منٹ ایسا کرنے کے بعد پاؤں کا پانی خشک کر کے مریض کو آرام سے لٹا دیں، اس سے بھی عام طور پر مریض کو نیند آ جاتی ہے۔

نظر یا بینائی کی کمزوری(Amblyopia)

جب آنکھوں کی بینائی کمزور ہو جاتی ہے تو دُور کی چیزیں صاف دکھائی نہیں دیتیں اور باریک حروف اچھی طرح پڑھے نہیں جاتے، جب یہ شکایت بڑھ جاتی ہے تو قریب کی چیزوں کو دیکھنا اور اُن کو پہچاننا بھی مشکل ہو جاتا ہے، اور کتابوں کے موٹے حروف بھی صاف طور پر نظر نہیں آتے۔
ایسے حالات میں آنکھوں سے زیادہ کام لینے خاص طور پر ٹی وی، کمپیوٹر اور موبائل کی سکرین پر دیکھنے، خاص طور پر قریب سے دیکھنے اور زیادہ دیر تک لکھنے پڑھنے اور سینے پرونے کے باریک کام کرنے سے احتیاط کرنی چاہئے، آنکھوں کو دن میں کئی بار تازہ صاف ٹھنڈے پانی سے دھونا چاہئے، زیادہ گرم اور زیادہ

ٹھنڈی چیزوں کے استعمال سے بچنا چاہئے، جلد ہضم ہونے والی مقوی غذا کھانی چاہئے، قبض نہ ہونے دیا جائے، جنسی میل ملاپ میں کمی اور احتیاط رکھنی چاہئے، روزانہ صبح وشام ورنہ حسبِ امکان جب بھی وقت ملے، سرسبز میدانوں اور ہرے بھرے کھیتوں کی سیر کرنی چاہئے، شراب، تمباکو اور دوسری نشے والی چیزوں اور چائے، کافی، کولڈ ڈرنک سے پرہیز کرنا چاہئے۔

اور روزانہ بلاناغہ رات کے وقت آنکھوں میں صاف سلائی سے سرمہ لگانا چاہئے، خاص طور پر ''اثمد'' سرمہ اس سلسلہ میں بہت مفید ہے۔

سونف چھ ماشہ روزانہ صبح اور شام کھانا نظر اور بینائی کی تقویت کا ذریعہ ہے۔

سونف اور دھنیا دونوں برابر وزن لے کر کوٹ چھان لیں، اور بقدرِ ضرورت شکر یا مصری ملا کر ایک تولہ صبح اور شام کھانا بھی نظر وبینائی کی تقویت کا باعث ہے۔

اور سفید دکھنی مرچ ایک تولہ اور بادام کی گری پانچ تولہ دونوں کو باریک پیس کر ڈیڑھ پاؤ شکر یا مصری اور آدھ پاؤ دیسی گھی میں ملا کر رکھیں، اور دو دو تولہ روزانہ صبح اور شام کھائیں، یہ نظر وبینائی کی کمزوری دور کرنے کے لئے مفید نسخہ ہے۔

اس کے علاوہ ہڑ کا مربہ دو عدد رات کو نیم گرم دودھ کے ساتھ استعمال کرنا بھی نظر کی کمزوری میں فائدہ مند ہے۔

اگر آنکھ میں ''جالا'' یا ''پھولا'' پیدا ہو جائے، تو ہلدی کی ایک گرہ لے کر ایک کاغذی لیموں کے اندر داخل کر کے لٹکا دیں، جب لیموں خشک ہو جائے، تو ہلدی کی گرہ کو نکال لیں، اور چند قطرے، پانی میں گِھس کر سلائی سے روزانہ آنکھ میں لگائیں، یہ نسخہ آنکھ جالا، پھولا کاٹنے اور دور کرنے میں مفید ہے۔

آشوبِ چشم یا آنکھیں دُکھنا (Ophthalmia)

بعض اوقات گرد وغبار یا دھوپ یا سخت گرمی یا سخت سردی کی وجہ سے یا چمکدار چیز پر نظر ڈالنے یا مضرِ صحت غذا کے استعمال کرنے یا کسی اور سبب سے آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں، اور کبھی سوج بھی جاتی ہیں، جن میں جلن، درد اور چُبھن کا احساس ہوتا ہے، آنکھوں سے پانی بہتا ہے، روشن چیز کو دیکھنے میں تکلیف ہوتی ہے۔

ایسی صورت میں پھٹکری دو رتی کی مقدار کو پیس کر عرقِ گلاب آدھی چھٹانک میں حل کر کے بوتل میں رکھیں، اور اس کے چند قطرے دکھتی آنکھ میں ٹپکائیں۔

اس کے علاوہ ہلدی پیس کر پانی میں جوش دیں، اور اس کے بعد چھان کر یہ پانی دو دو چار چار قطرے

آنکھوں میں ٹپکانا بھی مفید ہے۔

خالص گلاب کے عرق کا آنکھوں میں ڈالنا، یا نمکین پانی کو آنکھوں میں ڈالنا اور ٹھنڈے پانی سے دن میں دو تین مرتبہ آنکھوں کو دھونا، اور رات کے وقت سونے سے پہلے صاف سلائی سے سُرمہ لگانا بھی مفید ہے، اگر سلائی کو دوسرے نے استعمال کیا ہو، تو اس کو دھو کر استعمال کرنا بہتر ہے۔

آنکھ دکھنے کی بیماری میں مبتلا ہونے کی حالت میں تیز روشنی اور دھوپ سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے، ہاضمہ کو درست رکھنا چاہئے، وَبا کے دنوں میں سیاہ چشمہ استعمال کرنا چاہئے، اور کسی دوسرے کا تولیہ اور رومال وغیرہ استعمال کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے، آنکھوں پر بلاضرورت ہاتھ نہیں لگانا چاہئے۔

آنکھوں کی گوہانجی (Eyes Allergy)

بعض اوقات خراب سوداوی غذا کے استعمال یا گندی جگہ رہنے سہنے یا بدہضمی وغیرہ کی وجہ سے آنکھوں کی پلکوں کے کنارہ پر پھنسی یا ورم پیدا ہوجاتا ہے، جس میں خارش اور درد اٹھتا ہے۔

ایسی صورت میں متاثرہ جگہ پر سفید مرچ پانی میں رگڑ کر لیپ کرنا مفید ہے۔

اور املی کی گٹھلی پانی میں گِھس کر ایک ایک گھنٹہ بعد متاثرہ مقام پر لگانا بھی مفید ہے۔

اسی طرح لونگ اور ہلدی ہم وزن لے کر باریک سفوف بنائیں، اور اس کو پانی میں ملا کر متاثرہ مقام پر لیپ کرنا بھی مفید ہے۔

ایسی صورت میں تیز دھوپ اور تیز روشنی سے بچنا چاہئے، ثقیل، بادی اور محرک اشیاء مثلاً چائے اور تمباکو نوشی وغیرہ سے پرہیز کرنا چاہئے، اور گرد و غبار وغیرہ سے بچنے کے لئے عینک کا استعمال کرنا چاہئے۔

آنکھ پر چوٹ لگنا (Eyes Injury)

کبھی آنکھ پر چوٹ لگنے سے آنکھوں کا پپوٹا زخمی ہوجاتا ہے، اور کبھی زور کی چوٹ لگنے سے آنکھ کا ڈھیلا بھی پھٹ جاتا ہے، اور آنکھ خراب ہوجاتی ہے، لیکن کبھی ڈھیلا پھٹتا تو نہیں، البتہ اس میں خون بھر آتا ہے، اور درد پیدا ہوجاتا ہے۔

اگر آنکھ پر زور کی چوٹ لگے، جس سے آنکھ کی بھوں اور پپوٹا زخمی ہوجائے، یا آنکھ کا ڈھیلا پھٹ جائے، تو فوراً ماہر معالج کے پاس یا ہسپتال جا کر علاج کرانا چاہئے۔

ہلکی چوٹ لگنے کی صورت میں اگر چوٹ لگنے سے آنکھ میں خون بھر جائے، اور سرخی پیدا ہوجائے، تو

انڈے کی زردی اور سفیدی باہم حل کر کے، اور روغنِ گل ملا کر آنکھ میں ٹپکائیں، اور اسی میں روئی لتھیڑ کر آنکھ پر رکھیں۔

اگر آنکھ میں درد ہو، تو ہلدی اور پھٹکری دو دو ماشے کو باریک پیس کر دو تولے حلوے میں ملائیں، اور اس سے آنکھ کو سینکیں، اور اسی کو ہلکا گرم آنکھ پر باندھیں۔

اگر درد زیادہ ہو، تو پوست خشخاش ایک تولہ کو پانی میں خوب جوش دیں، اس کے بعد ہلکے گرم پانی میں کپڑے کی گدّی بھگو کر آنکھ کو سینکیں۔

دانت اور ڈاڑھ کا درد (Toothache)

بعض اوقات دانتوں کی صفائی نہ رکھنے، کھٹی اور میٹھی یا زیادہ گرم یا زیادہ سرد اشیاء کا بکثرت استعمال کرنے، یا معدے میں خرابی کی وجہ سے دانت یا داڑھ میں شدید درد ہو جاتا ہے، بعض اوقات مسوڑھوں پر وَرم آ جاتا ہے، دانتوں یا ڈاڑھ میں درد کی شدت سے بعض اوقات متاثرہ حصہ کی طرف چہرہ پر ورم بھی آ جاتا ہے، اور سر میں بھی یہ درد پہنچ جاتا ہے۔

اس مرض سے بچنے کے لئے مسواک کا مسلسل اور بلاناغہ متواتر اہتمام کرنا چاہیے، خاص طور پر سونے سے پہلے اور صبح نہار منہ، اور اس کے علاوہ کھٹی میٹھی اور زیادہ گرم و سرد اشیاء سے پرہیز کرنا چاہیے۔

جب دانت یا ڈاڑھ میں درد محسوس ہو، تو لونگ کو باریک پیس کر تھوڑا سا گرم کر کے درد والے دانت یا ڈاڑھ میں رکھیں۔

لہسن کو تھوڑا سا بھون کر درد کے مقام پر رکھنا بھی دانت یا ڈاڑھ کے درد میں مفید ہے۔

خشک تمباکو بارہ گرام، سیاہ مرچ بارہ گرام اور کھانے والا نمک چھ گرام کو ملا کر باریک سفوف کی شکل میں منجن بنا کر روزانہ دانتوں میں ملنے سے اس مرض میں فائدہ ہوتا ہے اور جیسا کہ ذکر کیا گیا کہ روزانہ اہتمام سے مسواک کرنا اس طرح کی بیماری سے نجات کے لئے مؤثر ہے۔

مسوڑھوں کا پائیوریا (Jaws Swelling)

بعض اوقات دانت اور مسوڑھوں کے درمیان پیپ یعنی پس پڑ جاتی ہے، منہ سے بدبو آتی ہے، مسوڑھے سوج کر موٹے ہو جاتے ہیں، اور بعض اوقات دانتوں کو چھوڑنے لگتے ہیں، دانتوں کی جڑیں ننگی ہو جاتی ہے، اور بالآخر دانت گرنے لگتے ہیں۔

اس مرض کو ’’ماخورہ‘‘یا’’پائیوریا‘‘کہا جاتا ہے۔

اس کی وجہ دانتوں کی صفائی میں لاپرواہی اور وٹامن سی کی کمی، بدہضمی یا سکہ یا سیسہ کے زہریلے اثرات کا اندر پہنچنا ہوتی ہے۔

پائیوریا کے مرض میں آم کے درخت کی چھال 24 گرام لے کر پانی میں جوش دے کر کلیاں کرنی چاہئیں۔

اس کے علاوہ نیلا تھوتھا بھنا ہوا، پھٹکری بھنی ہوئی، ہر ایک دو ماشہ اور نمک تین ماشہ کو پیس کر ایک گلاس نیم گرم پانی میں حل کر کے روزانہ صبح وشام کلیاں کرنا بھی اس مرض میں مفید ہے۔

لونگ، بابڑنگ، سفید پھٹکری ہم وزن لے کر باریک سفوف بنا کر مسوڑھوں پر لگانا بھی اس مرض میں فائدہ مند ہے۔

پائیوریا کے مرض میں زیادہ کھٹی میٹھی چیزیں کھانے، زیادہ ٹھنڈا پانی پینے اور اسی طرح سرد اشیاء کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہئے، اور دانتوں کو خاص طور پر رات کو سونے سے پہلے اور صبح نہار منہ مسواک یا عمدہ منجن سے صاف کرنا چاہئے۔

زبان کی تتلاہٹ(Lisping)

بعض اوقات کسی وجہ سے زبان میں تتلاہٹ پیدا ہوجاتی ہے، چھوٹے بچوں کو عام طور پر یہ شکایت لاحق ہوجاتی ہے، جس کی بناء پر بولنے اور بات کرنے خاص طور پر بعض حروف کو ایک مرتبہ سہولت سے ادا کرنے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ایسی صورت میں کالی مرچ چھ ماشہ اور نوشادر چھ ماشہ باریک پیس کر پانچ تولہ خالص شہد میں ملا کر رکھیں، اور روزانہ صبح شام تین ماشہ لے کر زبان پر ملیں، یا عقرقرحا اور دارچینی ملا کر زبان پر مَلیں۔

دارچینی منہ میں رکھ کر چبانا، یا مکھن آدھی چھٹانک لے کر چینی کے ساتھ ملا کر چاٹنا یا چٹانا بھی اس بیماری میں مفید ہے۔

منہ آنا یا منہ میں زخم یا چھالے ہونا(Mouth ulcer)

بعض اوقات منہ میں چھالے یا خراشیں یا زخم پڑ جاتے ہیں یا منہ کے اندر کی جھلی سرخ یا سفید ہوکر متورم ہوجاتی ہے، یا چھوٹے چھوٹے دانے نکل آتے ہیں، جس کو منہ کا آنا کہا جاتا ہے، اس کی عام وجہ معدہ اور

ہضم کی خرابی یا معدہ کی گرمی ہوتی ہے، اس لئے ہضم و معدہ کی اصلاح و درستگی اور معدہ کی گرمی دور کرنی چاہئے۔

اور بعض اوقات اس کی وجہ پان، تمباکو نوشی اور سگریٹ نوشی وغیرہ بھی ہوتی ہے، اور بعض اوقات گرم اور مصالحہ دار اور کھردری اشیاء مثلاً چھالیا کا زیادہ استعمال بھی اس کا سبب ہوتا ہے۔

منہ آنے کا جو سبب ہو، اس کو دور کرنے کی کوشش کریں۔

معدہ کی خرابی ہو تو اس کا علاج کریں، تمباکو اور سگریٹ نوشی کرتے ہوں تو اس کو ترک کریں، گرم اور مصالحہ دار غذاؤں کا استعمال ختم یا کم کریں۔

زیادہ نمک اور ترش و کھٹی چیزوں اور گڑ تیل وغیرہ کی چیزوں سے نیز مچھلی کے گوشت، آلو بینگن، میتھی کے ساگ اور مسور کی دال وغیرہ سے احتیاط رکھیں۔

بدہضمی اور قبض وغیرہ ہو تو اس کو رفع کریں، اور جلد ہضم ہونے والی اور ٹھنڈی و سادہ غذائیں، مثلاً پالک اور بغیر مرچ کی ترکاری کا استعمال کریں۔

خراب، ردی اور باسی غذاؤں سے پرہیز کریں، دانتوں کو صاف ستھرا رکھیں، اہتمام سے روزانہ مسواک کریں، سوتے وقت دانت صاف کرنا نہ بھولیں۔

کتھا منہ کے اندر لگانے سے منہ کے چھالوں کو فائدہ ہوتا ہے۔

نیز چھالیا اور بڑی الائچی کو جلا کر اور باریک چھان کر منہ میں چھڑکنا اس بیماری میں مفید ہے۔

اس کے علاوہ برگ گاؤزبان جلا کر اس کی راکھ کو زبان پر چھڑکنا بھی مفید ہے۔

حلق میں درد، ورم یا غدود (Tonsils) ہونا

بعض اوقات حلق میں درد یا ورم آجاتا ہے، جس کو گلا خراب ہونا کہا جاتا ہے، اور بعض اوقات گلے میں غدود یعنی ٹانسلز (Tonsils) بھی ہوجاتے ہیں۔

ایسی صورت میں گرم پانی کے غرارے مفید ہیں، اور ارہر کی پتیاں یا ارہر کی دال پانی میں جوش دے کر اس پانی سے غرارے کرنا بھی بہت مفید ہے، اور تلوں کا تیل ہلکا گرم کر کے کان میں ٹپکانا ٹانسلز (Tonsils) کے ورم میں مفید ہے۔

نیز ہلدی اور شہد ملا کر چاٹنا بھی اس مرض میں فائدہ مند ہے۔

کان کا درد(Earache)

بعض اوقات نزلہ، زکام ہونے یا سردی لگنے، یا کان میں میل کچیل جمع ہونے، یا کان میں زخم یا پھنسی وغیرہ ہونے یا مزاج میں کسی اور خرابی کے سبب سے کان میں درد ہوتا ہے، کان میں ٹیس لگتی ہے، ایسی صورت میں پیاز کا پانی یا مولی کے پتوں کا پانی تھوڑا سا گرم کر کے چند قطرے کان میں ڈالنا مفید ہے۔

نیز کان میں درد ہو تو اجوائن کو تلوں کے تیل میں پکا کر نیم گرم ٹپکانے سے کان کا درد ٹھیک ہو جاتا ہے اور کان میں پھنسی ہو تو وہ بھی اس کے ذریعہ جلد پھوٹ کر ٹھیک ہو جاتی ہے۔

کم سنائی دینا(Amblyacousia)

اگر کسی کو کم سنائی دیتا ہو تو اسے کاموں میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، دوسرے سے بات چیت کرنے اور دوسروں کی بات سننے میں مشکل پیش آتی ہے۔

ایسی صورت میں چند روز تک پیاز کا رس ہلکا گرم کر کے کان میں ٹپکائیں، جس سے کم سنائی دینے کی بیماری میں افاقہ ہوتا ہے، اگر کان بہتا ہو یا کان میں درد ہو تو اس کو بھی اس نسخہ سے فائدہ ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ اگر کڑوے بادام کا تیل کان میں ٹپکایا جائے تو اس سے بھی قوتِ سماعت میں بہترائی آتی ہے۔

(جاری ہے..........)

اخبارِ ادارہ — **مولانا محمد امجد حسین**

ادارہ کے شب وروز

□...... 18/ 25/ رمضان، 3/ 10/ 17/ شوال، بروز جمعہ کو متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے معمولات ہوئے۔

□...... 20/ 27/ رمضان، اور 12/ 5/ شوال، اتوار کو حضرت مدیر صاحب کی اصلاحی مجلس دن دس بجے منعقد ہوتی رہی۔

□...... 11/ رمضان، بارہویں شب، بروز جمعہ، مولانا طلحہ اور مولانا عبدالوہاب صاحبان کا تراویح میں ختمِ قرآن ہوا۔

□...... 17/ رمضان، اٹھارہویں شب، بروز جمعرات، حافظ محمد عفان صاحب کا تراویح میں ختمِ قرآن مجید ہوا۔

□...... 18/ رمضان، انیسویں شب، بروز جمعہ، حضرت مدیر صاحب کا جناب نعمان مظہر قریشی صاحب کے بیٹے کے تراویح میں ختمِ قرآن مجید کے موقع پر ان کے گھر (محلّہ کرتار پورہ) میں بیان ہوا۔

□...... 19/ رمضان، بیسویں شب، بروز ہفتہ، مسجدِ غفران میں حضرت مدیر صاحب اور حافظ محمد ریحان صاحب کا تراویح میں ختمِ قرآن مجید ہوا، وعظ وبیان اور تلاوت وغیرہ کی مختصر تقریب اور دعاء ہوئی، اسی شب مولانا غلام بلال صاحب کا بھی تراویح میں ختمِ قرآن مجید ہوا۔

□...... 19/ رمضان، بروز ہفتہ، بعد عصر بندہ امجد نے جناب ابراہیم صاحب کے ہمراہ ان کی بھانجی کے نکاح کی تقریب میں بلیو ایریا، اسلام آباد میں شرکت کی، عشاء کے قریب فراغت پا کر علی پور فراش جناب مولانا ابرار حسین ستی صاحب کے ہاں ختمِ قرآن کے موقع پر حاضری دی، مسجدِ غفران میں ختمِ قرآن کی وجہ سے جلد واپسی ہوئی۔

□...... 20/ رمضان، اتوار، دن گیارہ بجے، حضرت مدیر صاحب کا جناب نعمان مظہر قریشی صاحب کے گھر (محلّہ کرتار پورہ) میں خواتین کے لئے اصلاحی بیان ہوا۔

□...... 20/ رمضان، اتوار، حضرت مدیر صاحب، جناب ظفر صاحب کے گھر (موہن پورہ) میں افطاری پر مدعو تھے۔

□...... 20/ رمضان، اتوار کی شام، مسجدِ غفران میں مولانا طارق محمود صاحب اور مولانا غلام بلال صاحب اعتکاف میں بیٹھے، آخری چند دن جناب ابراہیم صاحب نے بھی نفلی اعتکاف کیا۔

□...... 20/ رمضان، اکیسویں شب، بروز اتوار، بندہ امجد کا تراویح میں ختمِ قرآن مجید ہوا۔

Idara Ghufran

❑......23 / رمضان، چوبیسویں شب، مفتی محمد یونس صاحب کی مسجد بلال میں تراویح میں ختمِ قرآن مجید ہوا۔

❑......23 / رمضان، چوبیسویں شب، بروز بدھ، حضرت مدیر صاحب کا مسجد پیر فقیر شاہ (بنی، راولپنڈی) میں ختمِ قرآن مجید کے موقع پر بیان ہوا۔

❑......23 / 24 / رمضان، بدھ، جمعرات کی شام، چوبیسویں اور پچیسویں شب میں بندہ امجد کا بالترتیب مسجد خادو خان (نزدل راول چوک، چاہ سلطان) اور گلستان کالونی نزد ایوب پارک قاری محمد صدیق صاحب کی مسجد میں ختمِ قرآن کے موقع پر وعظ و بیان ہوا۔

❑......24 / رمضان، پچیسویں شب، بروز جمعرات، مولانا محمد ناصر صاحب کا تراویح میں ختمِ قرآن مجید ہوا۔

❑......24 / رمضان، پچیسویں شب، بروز جمعرات، مولانا محمد فرحان صاحب کا تراویح میں ختمِ قرآن مجید ہوا۔

❑......24 / رمضان، بروز جمعرات، ادارہ غفران میں جاری دورہ تفسیر کی کلاس سورہ یوسف کے ختم تک درس مکمل ہو کر موقوف ہوئی، مفتی محمد یونس صاحب کا اختتامی نشست میں بیان ہوا، اور دعاء ہوئی۔

❑......24 / رمضان، پچیسویں شب، بروز جمعرات، مفتی محمد یونس صاحب کا جامع مسجد خدیجۃ الکبریٰ (بکرا منڈی) میں ختمِ قرآن کے موقع پر بیان ہوا۔

❑......25 / رمضان، بروز جمعہ، جناب خورشید صاحب کے گھر (صادق آباد) میں حضرت مدیر صاحب، بندہ امجد، مفتی محمد یونس صاحب، مولانا عبدالسلام صاحب (حافظ محمد عفان اور محمد لقمان) افطاری میں مدعو تھے۔

❑......26 / رمضان، ستائیسویں شب، بروز ہفتہ، حضرت مدیر صاحب کا محمدی مسجد (مری روڈ) میں ختمِ قرآن کے موقع پر بیان ہوا۔

❑......29 / رمضان، منگل سے ادارہ میں عید الفطر کی تعطیلات کا آغاز ہوا، جو 10 شوال تک جاری رہیں، اسی دن بندہ امجد کا مع اہلِ خانہ عید کی چھٹیاں گزارنے اپنے علاقہ مانسہرہ جانا ہوا، باقی افراد بھی اپنے علاقوں میں تشریف لے گئے، مولانا طارق محمود صاحب، عید کے دوسرے دن 2 شوال کو مع اہلِ خانہ اپنے علاقہ صوابی تشریف لے گئے، تعطیلات میں مولانا عبدالسلام صاحب ادارہ میں مقیم رہے، اور فرائض سرانجام دیتے رہے۔

❑......یکم شوال / بدھ، عید الفطر کی نماز مسجد غفران میں آٹھ بجے حضرت مدیر صاحب نے پڑھائی، مسجد بلال میں مفتی محمد یونس صاحب نے اور مسجد نسیم میں مولانا محمد ناصر صاحب نے پڑھائی۔

❑......2 / شوال، جمعرات، بعد عصر، مولانا مفتی نعیم شیرازی صاحب، ادارہ تشریف لائے۔

□......4/شوال، بروز ہفتہ، حضرت مدیر صاحب، جناب ڈاکٹر رضوان صاحب اور علی رؤف صاحب کے گھر جی ایٹ، اسلام آباد میں رات کے کھانے پر مدعو تھے۔

□......5/شوال، بروز اتوار، جناب محمد عدنان خان صاحب (بھائی مدیر صاحب) عمرہ کے سفر سے واپس تشریف لائے۔

□......6/شوال، بروز پیر، حضرت مدیر صاحب مع اہلِ خانہ، جناب جعفر صاحب کے گھر دوپہر کے کھانے پر مدعو تھے۔

□......9/شوال، بروز جمعرات، حضرت مدیر صاحب مع اہلِ خانہ، اسلام آباد کے مضافات میں تفریح وہوا خوری کے لئے تشریف لے گئے۔

□......11/شوال، بروز ہفتہ سے ادارہ میں تعطیلات کے اختتام پر معمولات کا آغاز ہوا، تعلیمی شعبہ جات میں نئے داخلے شروع ہوئے، اور قدیم داخلوں کی تجدید کا عمل شروع ہوا، اور پورا ہفتہ جاری رہا۔

□......11/شوال، بروز ہفتہ، کو چواسیدن شاہ، چکوال میں بندہ امجد نے مولانا عبدالواجد صاحب (بندہ کے والد ماجد کے رفیق وخادم خاص اور بندہ کے دوست) کا عصر بعد مسجد میں نکاح پڑھایا، اگلے دن اتوار کو ولیمہ ہوا۔

□......12/شوال، بروز اتوار، ادارہ غفران کا سالانہ شورائی اجلاس ہوا، مولانا سید مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب دامت برکاتہم (مہتمم: جامعہ حقانیہ، ساہیوال، سرگودھا) اور مولانا محمد زاہد صاحب (نائب مہتمم وشیخ الحدیث: جامعہ امدادیہ، فیصل آباد) تشریف لائے، جناب عبدالغفار صاحب اسلام آباد سے، جناب ابراہیم صاحب راولپنڈی سے شریک ہوئے، باقی ادارہ کے داخلی ارکان تھے، گزشتہ سال کے مالیاتی گوشوارے پیش ہوئے، جناب ابراہیم صاحب نے مولانا طارق محمود صاحب کی معاونت سے یہ گوشوارے ترتیب دیئے تھے، جناب ابراہیم صاحب نے اراکین کو بریف کیا، باقی تعلیمی شعبوں کی کارگزاری بھی سنائی گئی، اور ان کے مندرجات زیرِ بحث آئے، جناب حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ (ناظم عمومی اداہ غفران) کی غیر موجودگی میں یہ پہلا اجلاس تھا، اجلاس میں ان کی مغفرت کے لئے بھی دعاء کی گئی۔

□......13/شوال، بروز پیر، بعد ظہر، مولانا محمد الیاس کوہاٹی صاحب، ادارہ تشریف لائے، علمی امور پر گفتگو ہوئی۔

□......15/شوال، بروز بدھ، بعد مغرب، مولانا عطاء الرحمٰن صاحب (خانوخیل، ڈیرہ اسماعیل خان) ادارہ تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب ملاقات ومجالست ہوئی۔

□......16/شوال، بروز جمعرات، دن کو حضرت مدیر صاحب، مولانا انصر باجوہ صاحب کے ہمراہ، خیر آباد (جہانگیرہ وخیر آباد، نوشہرہ) ایک شرعی معاملہ کے سلسلہ میں تشریف لے گئے۔

اخبارِ عالم

حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

21/جون/2016ء/15/رمضان المبارک/1437ھ: پاکستان: پاکستان اور چین کے درمیان براہِ راست بینکنگ چینل کا معاہدہ 22/جون: پاکستان: قائمہ کمیٹی سینیٹ، رویتِ ہلال کمیٹی کو قانونی شکل دینے کے لئے کمیٹی قائم 23/جون: پاکستان: پاک افغان سرحد پر خندق کی 500 کلومیٹر کھدائی مکمل 24/جون: پاکستان: سپریم کورٹ کے فیصلے پر عمل درآمد، پنجاب میں 20 ایس پی، 68 ڈی ایس پیز کو او ایس ڈی بنا دیا گیا 25/جون: برطانیہ: تاریخی ریفرنڈم، برطانیہ یورپی یونین سے نکل گیا، وزیرِ اعظم کیمرون مستعفی، عالمی مارکیٹس کریش، پاؤنڈ 31 سال کی کم ترین سطح پر آ گیا، یورو بھی گر گیا، پاکستانی مارکیٹ سے دونوں غائب ☎ بھارت: امریکی حمایت کے باوجود نیوکلیئر سپلائرز گروپ کا رکن نہ بن سکا 26/جون: پاکستان: مقبوضہ کشمیر، بھارتی فوجی قافلے پر خودکش حملہ، 8 ہلاک، 28 زخمی 27/جون: پاکستان: سعودی عرب نے عمرہ سیزن کے لئے 6.4 ملین ویزے جاری کردیئے، سب سے زیادہ ویزے حاصل کرنے میں پاکستان دوسرے نمبر پر 28/جون: پاکستان: آئی ایم ایف نے پاکستان کے لئے 50 کروڑ ڈالر کی قسط کی منظوری دے دی 29/جون: پاکستان: خیبر پختونخوا حکومت کا افغان مہاجرین کے خلاف کریک ڈاؤن، 2 ہزار گرفتار، 400 افغانستان ڈی پورٹ 30/جون: پاکستان: کسٹمز ڈیوٹی میں ایک فیصد اضافہ، ادویات، چائے کی پتی، مصالحہ جات سمیت 1400 اشیاء مہنگی یکم/جولائی: پاکستان: پٹرول، ڈیزل اور مٹی کے تیل کی قیمتیں برقرار، لائٹ ڈیزل مہنگا، حکومت 3 ارب کی سبسڈی دے گی 2/جولائی: پاکستان: مئی کی فیول ایڈجسٹمنٹ، نیپرا کی بجلی کی قیمتوں میں 3 روپے 32 پیسے فی یونٹ کمی کا اعلان 3/جولائی: بنگلہ دیش: ڈھاکہ دہشتگردی، 18 غیر ملکیوں سمیت 20 یرغمالی ہلاک، 13 رہا ☎ پاکستان: ایل پی جی ڈھائی روپے فی کلو سستی 4/جولائی: پاکستان: چترال سیلابی ریلہ سے تباہی، 43 افراد جاں بحق، ایمرجنسی نافذ، امدادی کاروائیاں جاری 5/جولائی: پاکستان: سعودیہ میں دہشتگردی، مسجدِ نبوی کے باہر خودکش دھماکہ، 4 اہلکار شہید، سیاسی و مذہبی رہنماؤں کی شدید مذمت ☎ پاکستانی سٹاک ایکسچینج ایشیا کی ٹائیگر مارکیٹ بن گئی، بلوم برگ، تازہ رپورٹ جاری 6/جولائی: پاکستان: پاکستان سعودیہ میں 30 سال بعد اکٹھی عید 7/جولائی: پاکستان: تعطیلاتِ اخبار 8/جولائی: پاکستان: تعطیلاتِ اخبار 9/جولائی: پاکستان: معروف سماجی رہنما عبدالستار ایدھی

انتقال کر گئے، وزیرِ اعظم کی طرف سے نشانِ امتیاز دینے اعزاز کے ساتھ دفنانے اور ایک روزہ قومی سوگ کا اعلان، 92 سال عمر پائی ✍ 10 / جولائی: پاکستان: مقبوضہ کشمیر میں جدو جہد آزادی تیز، بھارتی فورسز نے مزید 11 کشمیری شہید کر دیئے، ارکانِ اسمبلی کے گھروں پر حملے، بی جے پی کا دفتر نذرِ آتش ✍ 11 / جولائی: پاکستان: وزیر اعظم کی وطن واپسی، 50 دن بعد آج ذمہ داریاں سنبھالیں گے ✍ 12 / جولائی: پاکستان: بھارتی ہائی کمشنر دفترِ خارجہ طلب، کشمیر میں مظالم پر احتجاج، مسئلہ عالمی سطح پر اٹھانے کا فیصلہ، احتجاجی مراسلہ تھما دیا ☎ کوئٹہ سمیت بلوچستان کے مختلف اضلاع میں زلزلے کے جھٹکے، شدت 4.9 ریکارڈ کی گئی ✍ 13 / جولائی: پاکستان: سلامتی کونسل مقبوضہ کشمیر کے سنگین حالات کا نوٹس لے پاکستان ☎ پاکستان: بارشیں جاری، کئی شہروں میں سیلابی صورتحال، وارننگ جاری ✍ 14 / جولائی: پاکستان: گنے کے کاشتکاروں کو عدمِ ادائیگی پر 7 شوگر ملز سیل، ایک کا جی ایم گرفتار ✍ 15 / جولائی: پاکستان: بچوں سے مشقت، بالغ افراد کی خطرناک پیشوں میں ملازمت پر پابندی، حکومتِ پنجاب نے آرڈیننس کی منظوری دے دی ✍ 16 / جولائی: ترکی: فوجی بغاوت، اقتدار پر قبضے کا دعویٰ، جمہوریت کی حمایت میں عوام سڑکوں پر نکل آئی، وزیرِ اعظم ہاؤس کی طرف بڑھتے ٹینک روک دیئے ☎ فرانس، قومی دن کے جشن پر حملہ، ہلاکتیں 84 ہوگئیں، عالمی رہنماؤں کی مذمت ✍ 17 / جولائی: ترکی: ترک عوام نے فوجی بغاوت ناکام بنادی، 265 ہلاک، 2843 باغی گرفتار، 2745 جج برطرف ✍ 18 / جولائی: پاکستان: پنجاب کے مختلف شہروں میں زلزلے کے شدید جھٹکے۔ طوفانی بارشیں لاہور میں چھتیں اور دیوار گرنے سے بچوں سمیت 6 جاں بحق، 7 زخمی ✍ 19 / جولائی: پاکستان: مقبوضہ کشمیر میں کرفیو برقرار، مظاہرے، سینٹ میں مذمتی قرارداد منظور ✍ 20 / جولائی: پاکستان: کشمیر بنے گا پاکستان، یومِ الحاق پر ملک بھر میں ریلیاں۔

نقشہ اوقاتِ نماز، سحر و افطار (برائے راولپنڈی و اسلام آباد شہر)

(مسجدوں، مدرسوں، دفتروں اور گھروں کے لئے یکساں مفید)

جاری کردہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی

051-5507270-55075030